AL-NAJAF
Books and Cassete Library
CDs Also Available
S. No. 615 J.T.S. Malir.

اہلبیتؑ اور ازواج میں فرق

مصنف

عبدالکریم مشتاق

شائع کردہ

رحمت اللہ بک ایجنسی ناشران و تاجران کتب
بمبئی بازار نزد خوجہ شیعہ اثنا عشری مسجد کھارادر کراچی

(جملہ حقوق ترجمہ و طباعت بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب .. .. اہل بیتؑ اور ازواجؓ میں فرق

بجواب کتاب .. .. .. حقیقی اہل بیت رسولؐ مصنفہ طاہر المکی

مجیب .. .. عبدالکریم مشتاق

پیشکش .. .. اکبر ابن حسن

کتابت .. .. اختر علی اختر

مطبع .. .. ضیائے سنت کراچی

قیمت .. .. [illegible] صرف

ایڈیشن .. .. اوّل

شائع کردہ

رحمت اللہ بک ایجنسی (ناشران و تاجران کتب)

بمبئی بازار، نزد خوجہ شیعہ اثنا عشری مسجد، کھارادر کراچی ۲

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱-	ایک حق شناس کے تاثرات	۱۰
۲-	دوسرے حق شناس کے تاثرات	۱۲
۳-	مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری!	۱۳
۴-	رسول پاکؐ کا اخراج	۱۴
۵-	انکشافِ حقیقت	۱۴
۶-	ضرورتِ جواب	۱۵
۷-	قارئین سے التماس	۱۶
۸-	تاثرات	۱۶
۹-	جوابی تاثرات	۱۷
۱۰-	کتاب زیرِ بحث کا اندرونی سرورق	۲۲
۱۱-	ارشادات	۲۳
۱۲-	جوابِ ارشادات	۲۷
۱۳-	انتساب	۲۷
۱۴-	رائے گرامی	۲۸
۱۵-	رائے پر رائے	۲۹
۱۶-	تحریفاتِ قرآنی	۳۰
۱۷-	مؤلف کا احسان	۳۰

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۸	اہل بیت کا مفہوم	۳۲
۱۹	اہل بیت کے مفہوم کی حوالی تحقیقات	۳۳
۲۰	"اہل" کے معنی	۳۳
۲۱	"بیت" کے معنی	۳۴
۲۲	حقیقی مفہوم معلوم کرنے کا طریقہ	۳۵
۲۳	الامان! اللہ ایسی بیوی کسی کو نہ دے!	۳۶
۲۴	"حضرت ابراہیمؑ کی اہل بیت"	۳۷
۲۵	اہل بیت خلیل کی تشریح (جواباً)	۴۰
۲۶	قرآن اور "اہل بیت"	۴۰
۲۷	"اہل بیت" اور قرآن۔	۴۳
۲۸	قابل توجہ و غور	۴۸
۲۹	قرآن کا ناطق فیصلہ	۵۱
۳۰	ازواج رسولؐ کی تمام خواتین پر فضیلت،	۵۲
۳۱	بحث فضیلت در جواب	۵۷
۳۲	مذموم دست اندازی	۵۷
۳۳	لفظ اَحد کا استعمال	۵۹
۳۴	جہنم میں کوئی نہیں جائے گا	۶۰
۳۵	ازواج مطہراتؓ تمام خواتین کیلئے اسوہ حسنہ ہیں	۶۳
۳۶	خواتین کے لیے اسوۂ حسنہ	۶۳
۳۷	ازواج مطہراتؓ کے متعلق آیۂ تطہیر	۶۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۳۸	آیۂ تطہیر کے متعلقین	۶۶
۳۹	آیۂ تطہیر منکرین سے ناپاک ارادے خاک میں ملاتی ہے	۶۹
۴۰	تحقیق حق	۶۹
۴۱	دیگر وجوہات	۷۲
۴۲	عبداللہ ابن عباسؓ سے منسوب تفسیر	۷۲
۴۳	ابن تیمیہ کا اقرار	۷۵
۴۴	ازواج رسولؐ کی گواہی	۷۵
۴۵	رسول مقبولؐ کا فیصلہ	۷۶
۴۶	فہرست گواہان	۷۸
۴۷	فہرست مصدقین	۷۹
۴۸	واقعہ کا بیان	۸۰
۴۹	صحابی رسولؐ حضرت ابو سعید خدریؓ کا فیصلہ کن بیان	۸۱
۵۰	میدان مباہلہ میں اہل بیتؑ کا تعارف بذریعہ رسول صادق بزبان سعد بن ابی وقاص	۸۲
۵۱	لاکھ باتوں کی ایک بات	۸۴
۵۲	دو اور دو چار	۸۴
۵۳	ازواج آیۂ تطہیر میں کیوں شامل نہیں؟	۸۵
۵۴	ارشاد رسولؐ سے مزید تائید	۸۶
۵۵	بے جا تائید کی تردید	۸۸
۵۶	نو ماہ کا عمل رسولؐ	۹۰

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۵۷	آیت کا حقیقی مفہوم	۹۶
۵۸	خود ساختہ مفہوم کا تجزیاتی جواب	۹۷
۵۹	کیا آیۂ تطہیر ازواج پر چسپاں ہو سکتی ہے؟	۱۰۰
۶۰	میرے بھولے بھائی	۱۰۱
۶۱	ازواجِ مطہرات کے متعلق حضورؐ کیلئے ہدایات	۱۰۳
۶۲	جواب ہدایت	۱۰۴
۶۳	ازواجِ رسولؐ کو اذیت دینا رسول اللہ کو اذیت دینا ہے۔	۱۰۸
۶۴	موذی رسولؐ ملعون ہے	۱۰۹
	ایذا فاطمہؑ ایذار رسولؐ ہے	۱۱۱
۶۵	علیؑ کو اذیت دینا رسولؐ کو اذیت دینا ہے	۱۱۱
۶۶	حسنؑ کو اذیت رسولؐ کو اذیت ہے	۱۱۲
۶۷	حسینؑ کے رونے سے رسولؐ کو اذیت ہوتی ہے	۱۱۲
۶۸	ایک لاجواب قرآنی دلیل	۱۱۳
۶۹	ازواجِ مطہراتؓ کو اذیت دینا اللہ تعالیٰ کو اذیت دینا ہے۔	۱۱۵
۷۰	موذی رسولؐ موذی خدا ہے	۱۱۶
۷۱	ازواجِ رسولؐ سے گستاخی کرنے پر سزا	۱۱۷
۷۲	مرجعون کی سزا	۱۱۸
۷۳	درود شریف اور ازواجِ مطہراتؓ (آلِ محمدؐ)	۱۱۹
۷۴	اس کی تفصیل	۱۲۰

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۷۵	درود اور آلِ محمد علیہم السلام	۱۲۲
۷۶	درود شریف دو حصوں میں کیوں ہے؟	۱۲۹
۷۷	درود شریف کے حصوں کی وضاحت	۱۳۰
۷۸	آلِ محمدؐ کا تعارف ازواجِ محمدؐ کی زبانی	۱۳۲
۷۹	اُمّ المومنین صفیہؓ کا بیان	۱۳۲
۸۰	حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت	۱۳۲
۸۱	درود شریف کا آخری جملہ	۱۳۵
۸۲	جواب آخری جملہ	۱۳۵
۸۳	درود کے الفاظ قرآن کی کس آیت سے لئے گئے ہیں۔	۱۳۷
۸۴	جواب ماتم	۱۳۷
۸۵	درود میں آلِ ابراہیمؑ اور آلِ محمدؐ سے کیا مراد ہے	۱۳۸
۸۶	آلِ ابراہیمؑ اور آلِ محمدؐ سے کیا مراد ہے	۱۴۱
۸۷	حضرت عائشہؓ کا ارشاد کہ ہم آلِ محمدؐ ہیں۔	۱۴۵
۸۸	مجازی آل	۱۴۶
۸۹	حضرت عائشہ کے قول کا جواب	۱۴۶
۹۰	ازواجِ مطہراتؓ کی شان میں امام شافعیؒ کے اشعار	۱۵۱
۹۱	امام شافعیؒ کے اشعار کی تشریح	۱۵۱
۹۲	امام شافعیؒ کا تبرا اور تولا	۱۵۲
۹۳	امام شافعیؒ کا تقیہ	۱۵۳
۹۴	امام شافعیؒ کا برملا اظہار اور اعلانِ عام	۱۵۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۹۶	حضرت عمرؓ کا قول	۱۵۵
۹۷	مسلم خواتین سے اپیل	۱۵۵
۹۸	مومنات سے استدعا	۱۵۵
۹۹	دوازدہ مطہراتؑ یعنی رسول اللہ کی بارہ گھروالیوں کی مختصر سوانح	۱۵۸
۱۰۰	ہمارا تبصرہ	۱۵۸
۱۰۱	ہمارا موقف اور اس کے اثبات	۱۶۲
۱۰۲	ثبوت نمبر ۱:- حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا دعویٰ	۱۶۲
۱۰۳	حضرت حیدرِ کرارؑ کا مجلسِ شوریٰ سے خطاب	۱۶۲
۱۰۴	زبانِ رسولؐ سے خصوصی تعارف	۱۶۴
۱۰۵	فخرِ طہارت و نازِ عصمت سیدہ بتولؑ بنت رسولؐ کا دعویٰ	۱۶۴
۱۰۶	امام حسن علیہ السلام کا دعویٰ	۱۶۵
۱۰۷	امام حسینؑ کا دعویٰ	۱۶۵
۱۰۸	ثبوت نمبر ۲:- وجودِ اہل بیتؑ سے دنیا قائم ہے۔	۱۶۶
۱۰۹	ثبوت نمبر ۳:- امام مہدیؑ کا اہل بیتؑ میں سے ہونا	۱۶۷
۱۱۰	ثبوت نمبر ۴:- حضرت علیؑ کی تبلیغ سورہ توبہ کیلئے تقرری	۱۶۹
۱۱۱	ثبوت نمبر ۵:- سیدہ معصومہؑ کا بتول ہونا اور ازواج کا فطری نجاست سے پاک نہ ہونا	۱۷۰
۱۱۲	البتول کی تشریح بزبانِ رسولؐ	۱۷۰
۱۱۳	ازواج کے حیض کا بیان	۱۷۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۱۴	تبصرہ بر روایت	۱۷۳
۱۱۵	بی بی عائشہ کا ایک اور بیان	۱۷۴
۱۱۶	حقیقی اہل بیت کا نجاست ظاہری سے پاک ہونا	۱۷۴
۱۱۷	ثبوت نمبر ۶:- اہلبیتؑ کا صاحبانِ عصمت ہونا اور ازواج کا غیر معصوم ہونا	۱۷۵
۱۱۸	ثبوت نمبر ۷:- سورۂ تحریم کی آیات ازواج کے اہلبیت سے اخراج کا ثبوت ہیں	۱۷۶
۱۱۹	حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیویوں کی مثال	۱۸۲
۱۲۰	حضرت آسیہ کی مثال	۱۸۴
۱۲۱	ثبوت نمبر ۸:- بیت زوجہ اور شیطان کا سینگ	۱۸۵
۱۲۲	ثبوت نمبر ۹:- رسول پاکؐ سے ناراضی اور انکارِ نبوت مانعِ طہارتِ کاملہ ہیں۔	۱۸۶
۱۲۳	ثبوت نمبر ۱۰:- حدیثِ کساء	۱۸۸
۱۲۴	جنس کو جنس پہچانتی ہے	۱۹۶
۱۲۵	مرکزِ اہلبیتؑ	۱۹۸
۱۲۶	منہ مانگا انعام پائیے	۲۰۱
۱۲۷	ایک شبہ اور اس کا ازالہ	۲۰۲
۱۲۸	اسوۂ حسنہ، نمونۂ عمل	۲۰۳

منقولاً مبارک

ایک حق شناس کے تاثرات

فقید المثال قادر الکلام مینارۂ نور عظیم المرتبت قابلِ توقیر
جناب عبدالکریم مشتاق صاحب !

جناب محققِ عالی کی خدمتِ عالیہ میں اسیر کا سلام عرض ہو!

تحفہ یا علیؑ مدد

ناچیز بندہ حقیر و اسیر معروف بہ رشحات کو بشمول مطالعہ جناب پہلی بار کرنے کی جسارت کر رہا ہوں اس امید کے ساتھ کہ میرے ان چند الفاظ کو آپ کی کسی قریبی اشاعت میں جگہ مل سکے گی۔ پُر امید ہوں کہ آپ میری حوصلہ شکنی نہیں کریں گے بلکہ میرے اس خط کو شائع کر کے مزید استقامت بخشیں گے میں فی زمانہ موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا سزائے موت کا قیدی ہوں۔ اور اس وقت شیخوپورہ جیل کی پھانسی کی کوٹھڑیوں میں ایام زیست بسر کر رہا ہوں۔ یہاں پر ہی محبوس ایک قیدی محمد محسن کی وساطت سے مختلف کتب مسلک اہل تشیع مطالعہ کے لئے ملتی ہیں۔ جن میں آپ کی چند تصانیف بھی نظر سے گذریں۔ جو مجھے سُنی سے شیعہ کرنے میں بے نظیر ثابت ہوئیں۔ میرے باقی تمام اہل خانہ سُنی ہیں لیکن آپ کی کتب کے مسلسل مطالعہ نے مجھے مذہب حق امامیہ اثنا عشریہ جعفریہ میں بے اختیار شامل ہونے پر مجبور کیا اور آج بفضل اللہ میں صالح نیت سے سچا اور پکا شیعہ ہوں الحمد للہ
آپ کی مختلف تصانیف پڑھنے کے بعد میں یہ بات عین الیقین سے کہہ سکتا ہوں کہ صالح نگارشات اور حقائق پر آپ کی پوری طرح گرفت ہے

کہ جو بھی پڑھتا ہے۔ اپنے جی میں بے اختیار عش عش کر اٹھتا ہے اور مذہب شیعہ میں داخل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں آپ کے اس عظیم کارنامے کو تحسین و تعریف کی نگاہ سے دیکھتا اور داد دیتا ہوں۔ حقیقت پر مبنی اور ٹھوس دلائل کے ساتھ زمانہ حال کے مومنین کو آپ نے مسحور کر دیا ہے۔ آپ کے نمایاں کردار سے انتہائی محظوظ ہوا ہوں۔ بقول شاعر

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ

لاریب مجھے شیعہ کرنے میں اصل حق محسن محمد اعجاز مستری جگنہ گوجرانوالہ نے ادا کیا ہے۔ آپ کے ساتھ میں ان کا بھی ممنون ہوں۔ یقین کریں اب حالتِ قلب یوں ہے کہ تحقیقی کتب کے مطالعہ کے بعد ہماری بصارتیں ہر ساعت سچے حروف کو پڑھنے کے لئے مچلتی ہیں۔ اور ہماری سماعتیں صدائے حق سننے کے لئے بے تاب ہیں۔ گو ہم نئے نئے اس مذہب حقہ میں شریک ہوئے ہیں پھر بھی قلیل عرصہ میں آپ کی جامع اور مدلل تصانیف سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ دعا گو ہوں کہ حسب سابق آپ سدا ہماری راہنمائی کے فرائض انجام دیتے رہیں۔ خواہشات کی تکمیل بام عروج کو پہنچے۔ آپ کی قابلِ قدر خدمات کا دائرہ صدیوں تک محیط رہے گا۔ اللہ تعالیٰ دونوں جہانوں میں آپ کے مراتب کو بلند تر فرما کر آپ کو سدا گوشۂ عافیت میں سکون بدوش رکھے۔ آمین

(ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد)

آخر میں جملہ اہل مسلک کو ہدیۂ خلوص!

محمد جاوید اقبال قمر
بمقام جگنہ نئی آبادی چاندنی چوک نزد جامع مسجد گوجرانوالہ
حال ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ۔ قیدی عارضی سزائے موت۔

دوسرے حق شناس کے تاثرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۹۶ —— ۹۲

۱۱۰

محترم المقام قبلہ عبدالکریم مشتاق صاحب دام مدظلہٗ

سلام مسنون۔ تحفہ استمداد علویہ قبول ہو۔ عرض ہے کہ میں آپ کی تصانیف چودہ ستارے، میں شیعہ کیوں ہوا؟ شیعہ مذہب حق ہے ہزار تمہاری دس ہماری، سو سنار کی ایک لوہار کی، آگ خانہ بتول پر واقعہ قرطاس اور کردار عمر وغیرہ پڑھ کر مشرف بہ مذہب حقہ شیعہ ہو گیا ہوں۔ اور صرف ایک راستہ کے مطالعہ سے بھی شرفیاب ہوا ہوں میں نے سنی مذہب کو خیر باد کہہ دیا ہے۔ اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور مجھے شوق ہے کہ اس تبلیغی کام میں حصہ لوں اور حق ادا کروں۔

فقط خاکپائے در بتول
ماسٹر محمد رمضان قیصرانی
ولد حبیب اللہ خان
بستی بہاروالی تحصیل تونسہ شریف
ضلع ڈیرہ غازیخاں ڈاکخانہ کوٹ قیصرانی
حال مقیم مکان نمبر ۱۰۰- G/۲
کراچی ۵۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُدّعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری!

غیر شیعہ برادرانِ اسلام اکثر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ "اہلبیتِ رسولؐ" کو مانتے ہیں۔ ان کی محبت کو جزوِ ایمان اعتقاد کرتے ہیں۔ لیکن آج کل ایک ایسا گروہ کھل کر سامنے آ رہا ہے جو اس عقیدہ کی علانیہ مخالفت کرتا ہے۔ اس طرح محسوس ہونے لگا ہے کہ اہلبیتِ پیغمبرؐ کی محبت و عقیدت کا دعویٰ صرف زبان تک ہے۔ حلق سے نیچے جاتا نظر نہیں آتا ہے۔ بلکہ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ اب زبانی کلامی بھی اظہارِ محبت و عقیدت کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی تو بات غلط نہ ہوگی۔ کیونکہ ایک جماعت نے اپنا مسلکی مشن ہی یہ بنا رکھا ہے کہ اہلبیتؑ کی مخالفت و عداوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا ہے اور خاندانِ رسولؐ کے ہر فرد پر اپنے دلِ کینہ پرور کی بھڑاس نکالنا ہے۔ چنانچہ اسی جماعت کے ایک فرد طاہر الملکی صاحب نے ایک کتابچہ تحریر کیا ہے جس کا نام "حقیقی اہل بیتِ رسولؐ یعنی رسول اللہ کی گھر والیاں" ہے۔ اس کتابچہ کو اہل بیت اکیڈمی متصل مسجد قدسیہ، اورنگ آباد۔ ناظم آباد کراچی سے شائع کیا گیا ہے۔ اور ہمارے زیرِ نظر اس کے دوسرے ایڈیشن کا نسخہ ہے جسے ۱۹۷۷ء میں طبع کرایا گیا ہے۔

مذکورہ کتابچہ میں صاف طور سے "اہل بیت اطہار یعنی پنجتن پاکؑ" کا انکار کر کے صرف "ازواج النبیؐ" کو اہل بیت مانا گیا ہے۔

رسولؐ پاک کا اخراج

حتیٰ کہ متعصب الذہن محرر کتابچہ نے حضرت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی اہلِ بیتؑ رسول سے خارج کر دیا ہے۔ جیسا کہ نام کتاب سے ظاہر ہے کہ "حقیقی اہل بیت رسولؐ یعنی رسول اللہ کی گھر والیاں"۔

اس نام و تشریح سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ موصوف رسولؐ اللہ کی گھر والیوں کے علاوہ کسی بھی فرد کو اہل بیت میں شمار نہیں کرتے۔ کیونکہ دیگر کی بات دیگر سہی اگر مصنف رسالہ مذکورہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو "اہل بیتؑ" میں شامل سمجھتے تو "حقیقی اہل بیت رسولؐ" کی وضاحت یعنی کے بعد اس طرح کرتے کہ "رسول اللہ اور ان کی گھر والیاں" مصنف صاحب کی خود ساختہ تشریح کہ "رسول اللہ کی گھر والیاں" یہی مفہوم ادا کرتی ہے کہ لائق مؤلف کو خود حضورؐ پاک کا اہل بیتؑ اطہار میں داخل ہونا پسند نہیں ہے اور یہ اعزاز اُن کے نزدیک محض ازواج کے لئے مختص ہے۔

انکشافِ حقیقت

چنانچہ اس کتاب کے منظرِ عام پر آجانے کے بعد یہ حقیقت از خود سامنے آجاتی ہے کہ بعض غیر شیعہ دعویداران محبتِ اہل بیتؑ کا اصلی نظریہ کیا ہے۔ اس کتابچہ کی موجودگی میں یہ بھرم ہرگز قائم نہیں رکھا جاسکتا ہے کہ "ہم اہل بیتؑ کو مانتے ہیں" بلکہ یہ حقیقت ظاہر ہوجاتی ہے کہ ہادی و پیشوا ماننا تو درکنار یہ لوگ "اہل بیت اطہارؑ" کو اہل بیت ہی نہیں مانتے ہیں۔

چونکہ طاہر المکی صاحب اور ان کے مدح سراؤں نے اس عقیدہ کو "صحیح راستہ" یعنی "مسلک اہلِ سنّۃ" کی وضاحت قرار دیا ہے نیز جملہ اہلِ سنّۃ کا صحیح مسلک ٹھہرایا ہے خواہ وہ حنفی دیوبندی ہوں یا بریلوی

صوفی ہوں یا اہلِ حدیث سب کا نظریہ وہی ہے۔ جو زیر بحث کتابچہ میں پیش کیا گیا ہے۔ لہٰذا گنہگار مشتاق یہ سمجھنے میں حق بجانب ہے کہ جن ہستیوں کو شیعہ اہل بیتِ رسولؐ اعتقاد کرتے ہیں از روئے طاہر المکی ان ذواتِ مقدسہ کو اہلِ سنّۃ نہیں مانتے ہیں اور اس کا ثبوت یہ کتابچہ ہے جس کا جواب ہدیۂ ناظرین کیا جا رہا ہے۔

لہٰذا مدعی کی اپنی گواہی جو لاکھ پر بھاری ہوتی ہے سے ثابت ہوا کہ غیر شیعہ "اہل بیت اطہارؑ" سے کوئی عقیدت نہیں رکھتے ہیں۔

ضرورتِ جواب

اس کتابچہ کا جواب تحریر کرنا اس لئے ضروری ہوا کہ میرے ہم مسلکوں کے عقیدہ کہ "اہل بیت سے مراد حضرات پنجتنؑ پاک ہیں" کو "عقیدہ فاسدہ" "نصوصِ قرآنی کے سراسر خلاف" لکھا گیا ہے۔ لہٰذا "مودۃ اہل بیتؑ" جو کہ از روئے قرآن "اجرِ رسالتؐ" ہے کا تقاضا یہ ہے کہ دشمنانِ اہل بیتؑ کو منہ توڑ جواب دیا جائے تاکہ اس قسم کے جدید و لغو عقائد اور قرآن و سنّتِ رسولؐ کے منافی تعلیمات کو فروغ حاصل نہ ہوسکے اور سادہ لوح مسلمان سمِّ ناصبیت سے محفوظ رہیں۔

ہم نے زیرِ بحث کتابچہ پر مکمل جرح کرکے مخالف کی ہر دلیل کو قطع کیا ہے اور کوشش کی ہے کہ ان کی ہر بات کا مکمل و مدلل جواب دیں۔ چنانچہ پہلے ہم نے کتابچہ کی اصل عبارت نقل کی ہے۔ پھر اس پر جوابی تبصرہ پیشِ خدمت کیا ہے۔ اور آخر میں اپنے موقف کی تائید میں عقل و نقل یعنی فطری اصولوں اور قرآن و حدیث کی تعلیمات سے ثابت کیا ہے کہ اہل بیتؑ اطہار اور ازواج میں فرق ہے۔

قارئین سے التماس

چونکہ یہ کتاب جوابی کاروائی میں پیش کی جا رہی ہے۔ لہٰذا ممکن ہے کہ بعض مقامات پر جذباتِ ایمانیہ کا غلبہ محسوس ہونے لگے۔ لہٰذا قارئین سے التماس ہے کہ وہ ایسے مرحلوں پر ٹھنڈے دل سے درگذر و عفو کا مظاہرہ فرمائیں کیونکہ اکثر ایسے مباحثوں میں گرم جوشی دکھائی دینے لگتی ہے۔ تاہم احقر الزمن نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ رواداری تہذیب اور احساسِ جذبات کو ملحوظ رکھوں۔

والسلام

خاکپائے اہلِ بیتؑ
عبدالکریم مشتاق
۱۴ – ۱۲ – ۱۹۸۱

تاثرات

کتابچہ "حقیقی اہلِ بیت رسولؐ" کے ٹائیٹل کا اندرونی صفحہ جس پر یوسف سلیم چشتی صاحب کے تاثرات بایں الفاظ ہیں:۔

"شارح کلامِ اقبالؒ جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتی صاحب"

"ط ۱ ____ خالص اسلامی اور قرآنی تصورات و تعلیمات کو

ط ۱ پانچ ایڈیشن ہیں۔ یعنی پنجتن پاکؑ کا انکار مقصودِ چشتی ہے۔

ختم کرنے کے لئے سبائیوں نے اسلام کا جو نیا ایڈیشن تیار کیا اس میں تمام تعلیمات قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ چنانچہ ان کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ اہلِ بیت سے حضرات علیؓ و فاطمہؓ و حسنؓ و حسینؓ مراد ہیں۔

چونکہ یہ عقیدہ فاسدہ نصوص قرآنی کے سراسر خلاف ہے اس لئے اس کی تردید وقت کی اہم ضرورت بھی ہے اور مسلمانوں کی دینی خدمت اور اسلام کی حمایت بھی۔

الحمد للہ کہ اس خدمت کو فاضل مولف نے بحسن خوبی انجام دیا ہے اور دلائل قرآنی و براہین سنت کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ قرآن حکیم کی رو سے اہلِ بیت کا مصداق اُمہات المومنین ہیں۔

اس کے بعد ان پاکیزہ ہستیوں کے حالات بھی بیان کیے گئے ہیں ضمناً آنحضرتؐ کی بنات صالحات کا تذکرہ بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ تاکہ سبائیوں کے اس عقیدۂ باطلہ کی بھی تردید ہو جائے کہ آنحضرتؐ کی صرف ایک بیٹی تھی۔

اللہ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

"بندۂ مسکین یوسف سلیم چشتی عفی عنہٗ"

جوابی تاثرات

کلامِ اقبالؒ کی شرح کرنے کے دعویدار پروفیسر یوسف سلیم صاحب سے گذارش ہے کہ اگر عقلِ سلیم کی روشنی میں انہوں نے اقبال مرحومؒ

کے کلام کو سمجھا ہوتا تو وہ اس قدر دشمنی اہل بیتؑ کا علانیہ مظاہرہ ہرگز نہ کرتے
کیونکہ مدح محمدؐ و آلِ محمدؐ (علیہم السلام) میں علامہ اقبالؒ کے شہ پارے
اس قدر عام ہیں کہ اکثر وں کو ان کے "غالی شیعہ" ہونے یا "نصیری" ہونے
کا گمان ہونے لگتا ہے۔ ان کے پورے کلام میں ایک حرف بھی ایسا نہ مل
سکے گا جو حضرات نام نہاد شارح صاحب کے بیان کردہ عقیدہ کی تائید
کر سکے۔ لہٰذا ایک ایسا شخص جو حضرات علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ
کے اہل بیت رسولؐ ہونے کا منکر ہو وہ کلام اقبال کی شرح کیا کرے گا۔
بے خبر شارح صاحب کو آتنی بھی خبر نہیں کہ جس عقیدہ کو وہ
"عقیدۂ فاسدہ" لکھ رہے ہیں۔ یہ عقیدہ جید اصحاب رسولؐ اور
ازواج النبیؐ کا بھی تھا۔ کتب احادیث اس کی تائید سے بھری پڑی ہیں
نیز یہ عقیدۂ علیہ قرآن پاک سے پوری طرح ثابت ہے جیسا کہ ہم آئندہ
صفحات میں اثبات پر ثبات پیش خدمت کر رہے ہیں۔ ہمارا جوابی تاثر
تو یہی ہے یہ تاثرات دراصل اس نام نہاد اسلام کے غیر اسلامی نظریہ کا
نتیجہ ہیں جن کی اساس بغض خاندانِ رسولؐ، عداوت آلِ محمدؐ اور رقابت
اہل بیت پیغمبرؐ جیسے مذموم جذبات پر قائم کی گئی ہے۔ ورنہ حقیقی اسلام
سے اگر حضرات علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام کو معاذ اللہ الگ کر
لیا جائے تو کفر اس سے ہر جہت کے اعتبار سے بہتر ہو گا۔ یہ بات مناسب
ہو گی کہ ہم جوابی تاثرات میں صرف کلام اقبال کی نقل پر اکتفا کریں
اور شارح صاحب کو احساس دلائیں کہ اگر ان کے دل میں انصاف کی
ایک آدھ دھڑکن بھی ہے تو وہ اپنے گریبان میں جھانک کر سماعت
فرمانے کی زحمت گوارہ کریں۔ چنانچہ مرحوم علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:-

فیض اقبالؒ ہے اسی در کا
بندۂ شاہ لافتی ہوں میں

چشتی صاحب غور فرمائیں اور عقل سلیم کے ساتھ اس شعر اقبالؒ کی
شرح کریں کہ حکیم الامت نے کس فخر یوسفؑ کی بندگی کا اعتراف کیا ہے؟

دل میں مجھ بے عمل کے داغ عشق اہلبیتؑ
ڈھونڈتا پھرتا ہے ظلّ دامن حیدرؑ مجھے

پروفیسر صاحب! اس شعر سے کیا مراد ہے؟ اقبال فرد اہلبیتؑ
حضرت حیدر کرارؑ کی چادر تطہیر کے دامن کا سایہ یاد کر رہے ہیں۔ اور
آپ بھی کیا اچھے شارح کلام ہیں کہ معاذ اللہ اُن کو خارج قرار دیتے ہیں!

رشتۂ آئینِ حق زنجیر پاست
پاس فرمان جناب مصطفےٰؐ است
ورنہ گرد تربتش گردیدمے
سجدہ ہا بر خاک او پاشیدمے

کیا شارح صاحب کی نگاہوں سے یہ کلام نہ گذرا کہ سیّدہ بتولؑ
سے اقبالؒ کی عقیدت کا کیا حال ہے؟

مریم از یک نسبت عیسیٰؑ عزیز
از سہ نسبت حضرت زہرؑا عزیز

نورِ چشم رحمۃ العالمین
آں امام اولین و آخرین

بانوئے آں تاجدار ھل اتیٰ
مرتضےٰ مشکل کشا، شیر خدا

ان اشعار کی شرح کیا ہوگی ؟ کہ جب عادت ان کے کلام، اقبال ہونے سے ہی انکار کر دیا جائے گا ؟ پھر سنیئے علامہ مرحوم فرماتے ہیں۔ اور امام حسینؑ کی خدمت میں ہدیۂ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

آں یکے شمع شبستان حرم
حافظ جمعیت خیر الامم

مفکر اسلام ڈاکٹر محمد اقبالؒ بارگاہ حسینیؑ میں نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہیں اور روح اقبالؒ ہماری سفارش سے آپ سے سوال کرتی ہے کہ ان اشعار کا کیا مطلب ہے ؟

اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر
معنیٔ ذبح عظیم آمد پسر
بہر حق در خاک و خوں غلطیدہ است
پس بنائے لا الہ گردیدہ است

علامہ صاحب اظہار کرتے ہیں کہ :-

جس طرح مجھ کو شہید کربلا سے پیار ہے
حق تعالیٰ کو یتیموں کی دعا سے پیار ہے
رونے والا ہوں شہید کربلا کے غم میں میں
کیا دُرِ مقصد نہ دیں گے ساقیٔ کوثر مجھے

پروفیسر صاحب چشتی ! حکیم الامت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم جن کے کلام کی شرح کرنے کے آپ دعویدار ہیں۔ ان کا عقیدہ انہی کی زبان سے ہم نے آپ کو سنوا دیا۔ اور یہ عقیدہ جلیلہ آپ کی نظر بد میں خاکم بدہن "عقیدۂ فاسدہ" ہے۔ ہمیں صرف آپ کو کلام اقبال سے

یہ واضح کرنا مقصود تھا کہ شاید شرح کرتے وقت آپ نے ان جواہر کی آب و تاب برداشت نہیں کی۔ حالانکہ اقبالؒ کا نظریہ واضح و صاف ہے۔ کہتے ہیں :-

یونہی اسلام کے پیکر میں مضبوطی نہیں آئی
بڑی انمول جانیں دی ہیں اولادِ پیغمبرؐ نے

ڈاکٹر صاحب مرحوم و مغفور کی اقبال مندی اس سعادت مندی سے ہے کہ اقرار کرتے ہیں۔

ہمیشہ وردِ زباں ہے علیؑ کا نام اقبالؒ
کہ پیاس روح کی بجھتی ہے اس نگینے سے

علامہ صاحب بلاوجہ نام علیؑ کا ورد نہیں کرتے بلکہ اس کا فائدہ بیان کرتے ہیں۔

یہ ہے اقبالؒ فیض یاد نام مرتضیٰؑ جس میں
نگاہِ فکر میں خلوت سرائے لامکاں تک ہے

علامہ اقبال اعلیٰ اللہ مقامہٗ کے ان گرانقدر تاثرات کی روشنی میں آپ کے گمراہ کن تاثرات سراسر ضلالت، منافی قرآن و حدیث اور خالصتاً ناصبیانہ قرار پا جاتے ہیں۔ آپ کا جواب اقبالؒ بلند اقبال نے دیدیا۔ مسکین مشتاق صرف آپ کی عاقبت اندیشی کے لئے دعا کر سکتا ہے۔

کتاب زیرِ بحث کا اندرونی سرورق (یعنی ص۱)

اس صفحہ کی پیشانی پر آیۂ تطہیر نقل کی گئی ہے جس کا ترجمہ بایں الفاظ چھاپا گیا ہے۔

"اے اہل بیت مطہراتؓ! اللہ تعالیٰ یہ پختہ ارادہ کر چکا ہے کہ وہ تمہیں ہر طرح سے بالکل پاک صاف کر دے"۔

مترجم نے اس آیۂ قرآن کا ترجمہ کرتے وقت تحریف معنوی کا ارتکاب کیا ہے ورنہ وہ "اے اہل بیت مطہرات" کی عربی منقولہ آیہ میں بتا کر منہ مانگا انعام حاصل کریں۔

واضح ہو کہ منقولہ آیہ میں نہ ہی ندا ہے اور نہ ہی صیغہ جمع مؤنث استعمال ہوا ہے۔ اب جبکہ قرآن مجید پر اس دیدہ دلیری سے دست اندازیاں ہونے لگیں تو پھر باقی دینی امور کا کیا حشر ہوگا!

ارشادات (صفحہ ۲)

اس صفحہ پر امام اہل سنت شیخ الحدیث حضرت مولانا القاری محمد اسحاق صاحب صدیقی ندوی مدظلہ کی تقریظ حسب ذیل نقل کی گئی ہے:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً و مصلیاً اما بعد۔

جناب مولانا طاہر المکی کی کتاب "حقیقی اہل بیت رسولؐ" دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ سبائی دشمنان صحابہؓ کے پروپیگنڈے کے اثر سے

لفظ اہل بیت کے مفہوم و مصداق سمجھنے میں جو غلطی اور گمراہی پیدا ہو گئی ہے۔ اس کے ازالہ اور صحیح راستہ یعنی مسلک اہل سنت کو واضح کرنے کے لئے اس زمانہ میں یہ رسالہ بے نظیر ہے۔ مولانا موصوف نے قرآن و حدیث کی روشنی میں مسلک اہل سنت کو خوب واضح کیا ہے۔ بلاشبہ یہ دین کی بہت قیمتی خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ جناب مصنف کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائیں اور اس کتاب کو قبول و مقبول فرما کر ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔ آمین۔

احقر
محمد اسحاق صدیقی
عفا اللہ عنہٗ

جواب ارشادات

شیخ الحدیث ہونے کے دعویدار امام اہل سنت صاحب اگر صحیح مسلم، بخاری شریف وغیرہ میں مرقوم اپنے مزعومہ افراد اہلبیت سے مروی مندرجہ ذیل احادیث پر غور فرما لیتے تو شاید ان کا دل باغ باغ ہونے کی بجائے ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور امید بر آنے پر ان کی آنکھیں ندامت کے آنسو بہا دیتیں۔ مگر مقفل قلوب کا کیا علاج ہے؟ بہرحال منقولہ ذیل حدیثیں شیخ جی کے دل باغ باغ میں تو خیر امیدوں کی کچی کلیوں پر ایسا پانی پھیر رہی ہیں کہ اب وہ یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ اسی پانی کے چلو میں

...سے شرم کے ڈبکی لگا دیں یا خود ہی آب آب ہو جائیں۔

حضرت اُم المسلمین بی بی عائشہ کی روایت جو مسلم شریف سے نقل کی جاتی ہے۔ صدیقی صاحب کی شرمندگی اور بے سروسامانی کے لیے ایسا وافر پانی مہیا کرتی ہے جس سے اُن کے باغِ دل کا تنکا تنکا سیلاب کی نذر ہو جاتا ہے۔ شاید حسرتوں کے گلشن کی ویرانی اُن کو صحیح راستہ تلاش کرنے میں مددگار ہو جائے۔ اور دوسروں کو گمراہ کرنے کی غلطی کا ازالہ ہو جائے۔ بی بی عائشہ سے مروی ہے کہ:۔

"خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم غداۃً وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلہا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ جلد ۳ صـ ۳۳۲)

حدیث ۵۵

"یعنی زوجۂ رسولؐ بی بی عائشہ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ (وآلہٖ) وسلم صبح کو ایک سیاہ بالوں کی منقش کملی اوڑھے باہر تشریف لائے پس (امام) حسن بن علی (ع) آئے حضورؐ نے ان کو چادر میں داخل کر لیا۔ پھر (امام) حسین (ع) آئے ان کو بھی حضرتؐ نے چادر میں لے لیا۔ پھر جناب فاطمہؑ تشریف لائیں رسالتمآبؐ نے ان کو بھی چادر میں داخل فرمایا۔ پھر حضرت علیؑ آئے سرکارِ کائناتؐ نے انہیں بھی چادر میں لے لیا۔ تب آپؐ نے ارشاد فرمایا (آیۂ تطہیر) کی

کہ بس اللہ کا تو ارادہ ہی ہے کہ (پیغمبر کی) اہلبیتؑ تم کو نجاست سے اس طرح دور رکھے اور پاک و پاکیزہ رکھے جس طرح کہ پاک ہونے کا حق ہوتا ہے۔"

(مسلم کے علاوہ اسے ترمذی، ابن شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور حافظ سیوطی نے لکھا ہے)

اسی طرح حضورؐ کی دوسری زوجہ محترمہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:۔

"بہ تحقیق یہ آیت (انما یرید اللہ لیذہب ـــــ الخ) میرے گھر میں نازل ہوئی۔ میں دروازے کے قریب بیٹھی ہوئی تھی۔ اور گھر میں جناب رسولِ خدا اور علیؑ و فاطمہؑ اور حسنین تھے۔ آنحضرتؐ نے ان کو چادر میں لپٹا کر فرمایا۔ "اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ اور میرے مددگار ہیں۔ ان سے نجاست کو دور رکھ اور ان کو اس طرح پاکیزہ رکھ کہ جس طرح پاک ہونے کا حق ہے۔ پس میں (اُم سلمہؓ) نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ (حضورؐ نے) تو بے شک خیر پر ہے۔"

(ترمذی، بیہقی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ، حاکم اور سیوطی نے نقل کیا ہے)

ہم شیخ الحدیث صاحب کو کتب حدیث کی صرف پانچ کتابوں کے حوالے تحریر کرتے ہیں جن میں مختلف الفاظ اور متفق معنی میں حدیث منقول ہے۔

ا۔ مسند احمد بن حنبل جزو الاوّل صـ ۳۳۱

٢۔ مسند ابوداؤد طیالسی جزء ثانی ص ٢٤٢ حدیث ٢٠٥٥

٣۔ صحیح ترمذی ک ٤٦ سورۃ ج ٧ ، ک ٤٦ ب ٣١ ، ٦٠٤

٤۔ مشکوٰۃ مناقب اہلبیت جلد سوم۔

٥۔ موطا امام مالک۔

اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتلائے ہوئے مفہوم مصداق کو نام نہاد شیخ الحدیث اور امام اہل سنت "غلطی اور گمراہی" قرار دیتے ہیں تو ہم نہایت افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان پر واضح کرتے ہیں کہ وہ براہ راست آئمہ حدیث، اصحاب رسولؐ، تابعین و تبع تابعین، ازواج النبیؐ اور اکابر علمائے اہل سنت پر گمراہ ہونے کا مجموعی الزام محض دشمنیٔ اہلبیت کی خاطر لگا کر اپنی عاقبت بگاڑ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی تلبیس سے تمام اہل ایمان کو محفوظ رکھے۔

بلاشبہ یہ پرچار قرآن وحدیث کی کھلی مخالفت ہے۔ دراصل رسول صادقؐ کی شان میں گستاخی ہے کہ حضورؐ کا بیان کردہ مفہوم و مصداق "معاذ اللہ باعث" غلطی و گمراہی" قرار دیا جائے اور اپنا خود ساختہ مطلب جسے نہ ہی قرآن کی تائید حاصل ہو اور نہ ہی حدیث کی حمایت اسے صحیح راستہ کہا جائے۔ استغفر اللہ!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

میں غلام اہلبیت رسولؐ یہ ہدیہ

رفیقہ رحمۃ العالمین، امّ المومنین، والدۂ سیدۃ النساء العالمین محسنہ اسلام، اہلیہ سید الانام، سیدتنا حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی خدمت عالیہ میں پیش کرتا ہوں کہ

آپ کو اس وحی حضرت جبرئیلؑ نے اپنی طرف سے اور پروردگار عالمین کی جانب سے خصوصی سلام پہنچایا۔ صادق و امین رسول کریمؐ نے مخدومہ کو خیر النساء کا لقب عطا فرمایا۔ یہ ایسی امتیازی فضیلت ہے کہ کسی اور مخدرہ کو نصیب نہ ہو سکی۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

احقر العباد
مشتاق

رائے گرامی (بر صفحہ ۶)

"امام الصوفیہ سید العلماء حضرت مولانا القاری محمد جعفر شاہ صاحب پھلواروی[1] ...... فاضل مولف نے یہ کتاب لکھ کر امت پر ایک بڑا احسان کیا ہے۔ تاریخی اور قرآنی تحریفات کے دبیز پردے جو صدیوں سے ہمارے اذہان پر پڑے ہوئے تھے۔ مولف نے ان کو چاک کر کے حقیقت کو بے نقاب کر دیا ہے۔ [اہل البیت کے حقیقی قرآنی مفہوم کو دوسرے اہل علم نے بھی واضح کیا ہے لیکن مولانا طاہر مکی ایک نرالے اور سادہ انداز میں حقیقت کو دل نشین کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ مولانا نے اس کی وضاحت ایسے لطیف پیرائے میں کی ہے اور اسی توجیہہ کو کما صلیت ..... کما بارکت ..... وعلی آل ابراھیم پر ایسی خوبصورتی سے منطبق کیا ہے کہ اسے پڑھنے کے بعد طبیعت پھڑک اٹھتی ہے۔ واقعہ یہ ہے اگر اہل بیت النبی جو امہات المومنین ہیں ہمارے صلوٰۃ وسلام کی اولین مستحق نہ ہوں تو اور کون ہو سکتا ہے؟

---

[1] آپ بھارت کی مشہور خانقاہ پھلواری شریف کے سجادہ نشین ہیں۔ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سلیمان صاحب پھلواروی کے (جن کا احترام سر سید اور علامہ اقبال بھی کیا کرتے تھے) چھوٹے صاحبزادے ہیں ــــ حضرت جعفر شاہ صاحب ملک کے مشہور محقق، اردو کے صاحب طرز ادیب اور جامع السلاسل صوفی ہیں۔ آپ موتمر عالم اسلامی کے ممبر بھی ہیں۔ آج کل شیخ عبدالقادر گیلانی مرحوم (سابق سفیر عراق) کی یادگار المرکز القادریہ میں شیخ المرکز کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے "شاہکار انسائیکلوپیڈیا") (وفات پا گئے ہیں)

حقیقت شناس مؤلف نے اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ دراصل تمام اہل سنت کا صحیح مسلک ہے۔ خواہ وہ حنفی دیوبندی ہوں یا حنفی بریلوی یا صوفی یا اہل حدیث۔ سب کا نقطۂ نظر وہی ہے جو انہوں نے اس کتاب میں واضح کر دیا ہے۔ ہم نہیں صدق دل سے اس کامیاب محنت کی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور تمام اہل سنت سے اس کی اشاعت و قبولیت کی درخواست کرتے ہیں۔ والسلام۔

محمد جعفر پھلواروی

رائے پر رائے

عام مروجہ قواعد کے برخلاف میں زیر تنقید تبصرہ کتاب پر لکھے گئے تقریظی تبصروں کو بھی زیر بحث لا رہا ہوں۔ ممکن ہے یہ صورت دلچسپ اضافی بات ہو لیکن محرر ہٰذا کے نزدیک یہ زحمت دہی ضروری ہے کیونکہ اس سے سفید نقابوں میں پوشیدہ سیاہ چہرے بخوبی شناخت کئے جا سکتے ہیں۔

پھلواروی صاحب کا تین مقامات پر پانچ نقطے چھوڑ کر مصنف کا احسان تسلیم کرنا دراصل یہ ظاہر کرتا ہے کہ پنجتن پاک جن کو مسلمانوں کی ۹۹ فیصد اکثریت افراد اہل بیت اور مصداق اہل بیت ہونا اعتقاد کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ اور یہ غلطی نئی نہیں بلکہ صدیوں کے تاریخی و قرآنی تحریفات کے دبیز پردوں کے باعث جو اہل اسلام کے

ذہنوں پر پڑے سے تھے مہتی چلی آ رہی ہے۔ ان پردوں کو صدیوں کے بعد آج طاہر ملکی نامی نے چاک کر کے حقیقت کو بے نقاب کیا ہے۔

تحریفاتِ قرآنی

کسی ذمہ دار مسلمان سے جو خود کو "امام الصوفیہ اور سید العلماء" کے القاب سے بھی ملقب کر رہے ہوں ایسی غیر ذمہ داری کی توقع ہرگز نہیں کی جا سکتی ہے۔ جس قرآن محفوظ کے محرف ہونے کا جواز برآمد ہو سکے۔ تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید تحریف سے پاک کلام الٰہی ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ نام نہاد سید العلماء "تحریف تو رہی ایک طرف" قرآنی تحریفات کا اقرار کر کے کلام ربانی پر دست اندازی کرنے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں۔ ڈیڑھ ہزار برس سے تو مسلمان یہ دعوےٰ کرتے آ رہے ہیں کہ قرآن مجید تحریف سے پاک ہے لیکن آج کے امام الصوفیہ انکشاف فرما رہے ہیں کہ صدیوں سے قرآنی تحریفات ہوتی رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے آدمی سے پناہ دے جو جہنم کی جانب دعوت دیں۔

مؤلف کا احسان

راقم الحروف پھلواروی صاحب کے اس خوشنیدہ جملے کی تائید کرنے پر مجبور ہے کہ "فاضل مؤلف نے یہ کتاب لکھ کر اُمت پر بڑا احسان کیا ہے"

بے شک مؤلفِ موصوف کا یہ جرأتمندانہ قدم ہے۔ کہ انہوں نے بلا جھجک صاف طور پر "پنجتن پاک" کو رسولِ پاک کے اہلبیت میں سے خارج سمجھ کر برملا اعتراف کیا ہے کہ وہ "پنجتن پاک" کو نہیں مانتے اور یہی مسلک ان کے ہم مشربوں کا بھی ہے۔ جس میں بقول جعفر شاہ صاحب کسی دیوبندی، بریلوی، وہابی

صوفی یا اہل حدیث وغیرہ کی تخصیص نہیں بلکہ تمام اہل سنت کا صحیح مسلک یہی ہے کہ وہ "پنجتن پاک" کو ہرگز اہلبیت نہیں مانتے بلکہ جن لوگوں نے صدیوں سے بقول ان کے یہ غلطی کھائی کہ نفوسِ خمسہ کو اہل بیت مانا وہ سب کے سب باطل عقیدہ پر تھے۔

چنانچہ زیر بحث کتاب کی موجودگی میں مجھے اہل سنت کا یہ دعوےٰ بے دلیل نظر آنے لگا ہے کہ "وہ پنجتن پاک کو ماننے والے ہیں بلکہ شیعوں سے زیادہ ان کو محبوب رکھتے ہیں" کیونکہ طاہر ملکی صاحب اور ان کے سرپرست نام نہاد امام الصوفیہ سید العلماء جعفر پھلواروی صاحب نے "بٹے نہ ملنے" انداز میں یہی مذعومہ حقیقت ذہنشین کرانے کی کوشش کی ہے کہ متقدمین اور معاصرین جو پنجتن پاک کو اہل بیتِ رسول مانتے ہیں وہ گمراہی کا شکار ہیں۔

طاہر ملکی صاحب کو اس چال پر کہ جس پر جعفر صاحب پھڑک اُٹھے کیسی کامیابی حاصل ہوئی ہے اس کی روئیداد آئندہ بیان میں آ رہی ہے لیکن اس مقام پر جعفر صاحب سے سوال دریافت کیا جاتا ہے کہ اگر ان کی نظر میں اہل بیتِ نبی جو امہات المومنین ہیں اولین مستحق صلوٰۃ وسلام ہیں تو حقدار کو اس کا حق آپ کی طرف سے کیوں ادا نہیں کیا جاتا؟ ان کو "رضؓ" کی جائے "علیہا" کیوں نہیں فرمایا جاتا؟ کیونکہ ہم شیعہ تو اہل بیت کے لئے "صلوٰۃ وسلام" ہی کہا کرتے ہیں۔ نہ ناراضگی معاف کرنے کی دعا اور راضی ہو جانے کی سفارش "اہلبیت اطہار" کے لئے نہیں کرتے۔

بہرکیف اس کتاب میں پیش کردہ وضاحت کی کامیاب محنت پر ہم بھی مؤلف صاحب اور ان کے تائید کنندگان حضرات کو صدقِ دل سے

مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے خود ہی اپنے ڈھول کا پول کھول کر عوام الناس کو ہوشیار کر دیا۔ ورنہ شیعوں سے بھی زیادہ ماننے کے ڈھنڈورے کی حقیقت عیاں نہ ہوتی۔

مرکز نکاتِ کائنات، نقطۂ بائے بسم اللہ، محورِ عصمت و طہارت، ریحانِ رسول اور مرکزِ پرکارِ عشق جیسے خمسہ طاہرین سے دلی دوری اور تعصب کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ جہاں بھی چھوڑے گئے وہاں پانچ نقطے ہی چھوڑے گئے۔ یعنی اظہار کیا کہ "محمد، علی، فاطمہ، حسن، و حسین علیہم السلام" سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حالانکہ

بہ ہم یہی تو پانچ ہیں مقصودِ کائنات
خیر النساء، حسین و حسن، مصطفیٰ، علی

پس جس نے مقصودِ کائنات سے تعلق توڑ لیا تو اب چاہے وہ کتنی بڑی خانقاہ کا مجاور ہو، کتنے مقتدر باپ کا فرزند ہو، جتنا بڑا مرتبۂ شیخ ہونے کی شیخی بگھیرے ہماری نگاہوں میں اس کا کوئی مقام نہیں ہے اور شاہکارِ قدرت کے انسائیکلوپیڈیا میں ایسا وصاف والا شخص (کتب احادیث میں بیان شدہ تفصیل کے مطابق) خسارہ میں ہے اور ناعاقبت اندیش ہے۔

اہل بیت کا مفہوم

مؤلف کتاب "حقیقی اہل بیت رسول" ص۔ سے آغاز کرتے ہوئے منقولہ بالا عنوان کے ذیل میں تحریر کرتے ہیں کہ

"اہل بیت دو لفظوں سے مرکب ہے۔ اہل اور بیت۔ اہل کے معنی مانوس ہونے کے ہیں۔ اور بیت کے معنی 'گھر' ——— چونکہ گھر اور خانگی سرگرمیوں سے بیوی کو خاص تعلق ہوتا ہے بلکہ اس کا میدانِ عمل ہی بیت (گھر مکان) ہوتا ہے۔ اس لئے اسے اہل بیت ——— یعنی گھر والی (خاتونِ خانہ) ——— کہتے ہیں۔ فارسی میں بھی بیوی کو اہل خانہ کہا جاتا ہے جو اہل بیت کا لفظی ترجمہ ہے۔ جب کسی کی شادی ہو جاتی ہے تو عربی میں کہتے ہیں تاھل فلان فلاں اہل والا یعنی بیوی والا یا گھر والا ہو گیا۔ یہی بات اردو میں اس طرح کہی جاتی ہے کہ 'فلاں نے گھر بسا لیا' یعنی اس نے شادی کر لی۔ یا کہتے ہیں لڑکی اپنے گھر کی ہو گئی۔ یعنی اس کی شادی ہو گئی۔ کیونکہ ماں باپ کا گھر لڑکی کا اصل گھر نہیں ہوتا۔ اس کا اصل گھر وہ ہوتا ہے جہاں وہ شوہر کے ساتھ رہتی ہے جو اس کی زندگی کا محور و مرکز ہوتا ہے۔"

اہل بیت کے مفہوم کی جوابی تحقیقات

یہ درست ہے کہ "اہل بیت" دو لفظوں سے مرکب ہے۔ "اہل" اور "بیت"۔

"اہل" کے معنی

"اہل" کے معنی 'مانوس ہونا' ذیلاً، ضمناً اور مجازاً تو صحیح ہو سکتے ہیں مگر لغت میں لفظ "اہل" کے چار معنی ہیں:۔

۱۔ قریبی رشتہ دار، اقرباء و عشیرہ جیسے اھل الرجل عشیرۃ

۲۔ کسی شخص کا ولی و جانشین جس طرح کہتے ہیں اھل الامر والولایۃ

۳۔ "اھل" بمعنی سکونت پذیر مثلاً اہل الملک، اھل السفینہ

۴۔ "اھل" قابلیت، لیاقت اور اہلیت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے مثلاً الحمد للہ کما اھلہ۔

چنانچہ "لغات سعیدی" میں "اہل" کے معنی اس طرح ہیں کہ

اہل = لائق، صاحب۔ گھر کے لوگ۔

اہل المدرۃ = دیہاتی۔ قصباتی۔ گاؤں کے رہنے والے۔

اہل الوبر = جنگلی لوگ، صحرا کے رہنے والے۔

"اہلاً وسہلاً مرحبا" یہ تینوں لفظ زبان عربی میں اس شخص کے لئے بولے جاتے ہیں جو راہ دور سے آتا ہے۔ اہلاً یعنی تو اپنے گھر میں آیا۔ "سہلاً" یعنی تُو نے نرم زمین کو طے کیا۔ "مرحبا" یعنی تیری جگہ فراخ ہو۔

مفردات امام راغب میں ہے کہ اہل الرجل سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس کے ساتھ ایک گھر یا ایک نسب میں شریک ہوں۔ اور انہیں دونوں کے قائم مقام اس کے دین اور صنعت اور شہر کے لوگ بھی اس کے اہل کہلاتے ہیں۔

"بیت" کے معنی

اردو زبان میں "بیت" کا متبادل لفظ "گھر" ہی ہے۔ مگر اس کے بھی تین معنی ہیں۔

۱۔ رہنے کی جگہ، مکان جیسے بیت الکریم یعنی کریم کا گھر

۲۔ شرف و شریف مثلاً بیت اللہ، بیت المعمور۔

۳۔ ایسا مقام جو کسی مخصوص شے کے لئے ہو مثلاً بیت الخلا، بیت المرمید۔

حقیقی مفہوم معلوم کرنے کا طریقہ

اب چونکہ "اہل" اور "بیت" دونوں کے ایک سے زائد معنی ہیں۔ لہٰذا عقلی طور پر مفہوم اخذ کرنے کے لئے ضروری ہوگا کہ ان امور پر توجہ دی جائے۔

ا:۔ اگر متکلم خود واضح کر دے کہ اس کے ذہن میں مستعمل الفاظ کے کون سے معنی ہیں اور اس کی مراد کلام کیا ہے تو پھر یہ قول قطعی ہوگا۔ اس کے بعد جستجوئے مفہوم کی ہر کوشش عبث قرار پائے گی۔

ب:۔ اگر متکلم خود کچھ نہیں بتاتا تو پھر سیاق کلام کو دیکھنا پڑے گا کہ مطلوبہ مفہوم کیا ہے۔ موقع و محل کس معنی کا مقتضی ہے۔ عقلی اعتبار سے کون سا مطلب درست بیٹھتا ہے۔ مثلاً اگر شب برات کو آتشبازی چلائی جا رہی ہو تو اس موقع پر اگر کوئی "انار" طلب کرتا ہے تو اس کی تعمیل پھل انار دینے سے نہ ہوگی بلکہ از خود سمجھ جائے گا کہ آتشبازی والا "انار" مانگا گیا ہے۔ چنانچہ ان بدیہی امور کی روشنی میں ہم آئندہ گفتگو کریں گے

اس مقام پر ہم طاہر الملک صاحب کے اس بے دلیل دعویٰ کا ثبوت طلب کرتے ہیں کہ "اہل بیت یعنی گھر والی" کے معنی انہوں نے کیسے وضع کئے۔ حالانکہ لغوی اعتبار سے "اہل بیت" کے معنی "گھر والے" تو ہو سکتے ہیں "گھر والی" نہیں۔ ورنہ وہ کسی بھی عربی لغت کا حوالہ پیش کریں۔ ان کا یہ لکھنا بھی حقیقت سے بعید ہے کہ فارسی میں بیوی کو اہل خانہ کہا جاتا ہے۔ حالانکہ وہاں بھی

اس سے مراد خاتونِ خانہ ہوتی ہے یعنی گھر میں رہائش پذیر افراد میں کی ایک فرد ورنہ تمام رہنے والوں کے لئے اہلِ خانہ بولا جائے گا۔ چاہے وہ بیوی ہو یا بچے یا کوئی اور قرابت دار۔ مخصوص حالات میں جبکہ گھر کا کنبہ صرف دو نفوس یعنی میاں و بیوی پر مشتمل ہو تو اہلِ خانہ سے مراد صرف بیوی اخذ ہوگی مگر یہ تخصیص ہے عموم نہیں۔ البتہ چونکہ بیوی بھی گھر کا ایک فرد ہوتی ہے بلکہ ملکۂ خانہ ہوتی ہے لہٰذا ہم اہلبیت سکنیٰ ہونے کی مراعات سے بیوی کو محروم کرنے کے حق میں ہرگز نہیں ہیں۔ ہمیں اگر اعتراض ہے تو وہ یہ ہے کہ طاہر صاحب اہلِ بیت سے صرف اور صرف بیوی مراد لیتے ہیں اور اس کے علاوہ کسی اہلِ خانہ کو قبول نہیں کرتے جو کہ ہر لحاظ سے غلط ہے۔ خود انہوں نے "اہلِ بیت" سے شوہر کے اخراج کے باوجود مجبوراً یہ اقرار کیا ہے کہ " (بیوی) شوہر کے ساتھ رہتی ہے جو اس کی زندگی کا محور و مرکز ہوتا ہے۔"

واضح ہو کہ ایسا بھی ممکن ہے کہ "بیت" گھر اور خانگی سرگرمیوں سے بیوی کے خاص تعلق کا محتاج نہ ہو۔ کیونکہ اگر ایسا ہے تو پھر بتا دیجیے "بیت اللہ" کے لئے کونسی خاتون آپ کے خود تراشیدہ معنی کو عملی جامہ پہنائے گی۔ ظاہر ہے کہ گھر تو موجود ہے مگر گھر والی کوئی نہیں۔ اسی طرح اس دنیا میں ہزاروں گھر ایسے بھی ہیں جو بیویوں کے بغیر دیگر اہلِ خانہ کی موجودگی میں آباد ہیں۔ اور سینکڑوں گھر ایسے ہیں جو بیویوں کے ہوتے ہوئے بھی برباد و ویران ہیں۔

الاماں! اللہ ایسی بیوی کسی کو نہ دے!

پس آپ ہی کے ... سے معلوم ہوا کہ بیوی ...

اگر شوہر کو اپنی زندگی کا محور و مرکز سمجھ کر گھر میں رہے تو افرادِ بیت میں شمار ہو سکتی ہے نہ کہ اس کا دخول دیگر سارے کنبہ اور گھر کے مکینوں کا اخراج ہوگا۔ پس بیوی "اہلیہ" تو ہو سکتی ہے مگر "اہلِ بیت کلی" ہرگز نہیں۔ آپ کا مزعومہ مفہوم نہ ہی لغوی لحاظ سے درست ہے اور نہ ہی عملاً کسی معاشرہ میں ایسی مثال مشاہدہ میں آتی ہے۔

محترم "گھر والی ہونا" "گھر کی ہونا" "خاتونِ خانہ ہونا" "ملکۂ خانہ ہونا" سب کچھ صحیح ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ بیوی گھر کے اندر اور باقی سارے گھر والے گھر سے باہر۔ اللہ تعالیٰ ایسی بیوی کسی دشمن کو بھی نہ دے۔ الاماں!

وا حضرت ابراہیمؑ کی اہلِ بیت

طاہر الملکی صاحب اس بغلی سرخی کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

"قرآن مجید میں جو عربی زبان اور عربی لغت کا سب سے مستند مخزن ہے "اہلِ بیت" جہاں کہیں استعمال کیا گیا ہے بیوی کے لئے ہی کیا گیا ہے[1] مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد ہے کہ:-

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾

فرشتوں نے کہا: کیا تم امرِ الٰہی پر تعجب کرتی ہو۔ اے گھر والی! تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں بلاشبہ وہ حمید و مجید ہے۔

---

[1] القصص (سورت نمبر ۲۸ آیت نمبر ۱۲) میں زوجہ عمران (والدۂ موسیٰؑ) کو اور الاحزاب (سورت نمبر ۳۳ آیت نمبر ۳۳) میں ازواجِ مطہراتؓ کو "اہلِ بیت" کہا گیا ہے۔

تفسیر حقانی میں اس آیت کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے:-

وہ بولے کیا تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے۔ اے
گھر والی تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ بے شک
وہ ستائش کے قابل بڑا بزرگ ہے۔

قاضی سلیمان منصور پوری سیرت کی مشہور کتاب "رحمۃ للعالمین" (مطبوعہ شیخ غلام علی ۱۹۶۶ء جلد دوم صفحہ ۱۳۲) میں رحمت اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت کا ترجمہ کرتے ہیں:-

"اے گھر والی تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں"

مولانا ابوالکلام آزاد کی تفسیر ترجمان القرآن میں ترجمہ اس طرح ہے:-

انہوں نے کہا: کیا تو اللہ کے کاموں پر تعجب کرتی ہے؟
اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تجھ پر ہوں اے اہل خانۂ
ابراہیم! بلاشبہ اسی کی ذات ہے جس کی ستائشیں کی جاتی
ہیں اور وہی ہے جس کے لئے ہر طرح کی بڑائیاں ہیں۔

مولانا امین احسن اصلاحی نے تدبر قرآن میں اس طرح ترجمہ کیا ہے:-

وہ بولے، کیا خدا کی بات پر تعجب! اللہ کی رحمت اور
برکتیں نازل ہوں۔ آپ پر اے اہل بیت نبی۔ بے شک
وہ سزاوار حمد و بزرگ ہے۔

اور ملت جعفریہ کے سب سے مستند مترجم فرمان علی صاحب بھی اس کا یہی ترجمہ فرماتے ہیں:-

وہ فرشتے بولے (ہائیں) تم خدا کی قدرت سے تعجب کرتی ہو
اے اہل بیت (نبوت) تم پر خدا کی رحمت اور اس کی
برکتیں نازل ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ وہ قابل حمد
(و شان) بزرگ ہے۔

غرض اہل بیت کے معنی گھر والی، بیوی اور زوجہ کے ہیں۔ اسی اہل بیت کا اختصار اور مخفف اہلیہ ہے جیسے اردو میں کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ باہمی ملاقات کے موقع پر جب پوچھتے ہیں کہ "بھئی آپ کے اہل و عیال کیسے ہیں؟" تو وہاں بھی اہل سے مراد بیوی ہوتی ہے اور عیال سے مراد بچے۔

اس تفصیل سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ جس طرح اردو میں "گھر والی" (جو اہل بیت کا ترجمہ ہے) یا اہلیہ کہنے سے سوائے بیوی کے اور کوئی شخص مراد نہیں ہوتا، اسی طرح عربی میں بھی (خصوصاً قرآن مجید میں) اہل بیت کہنے سے بیوی کے علاوہ دوسرے اشخاص مراد نہیں لئے جا سکتے[1]

---

[1] ہاں مجازی طور پر اولاد و اقارب یا متبعین کو بھی اگر اہل بیت میں شمار کر لیا جائے تو دوسری بات ہے۔ مگر مجاز کو مجاز ہی رکھنا چاہیے۔ اسے حقیقت نہیں بنا دینا چاہیے۔"
(ص۷ تا ص۹ کتاب مذکورہ)

اہل بیتِ خلیلؑ کی تشریح (جواباً)

قرآن اور اہل بیت

ڈاکٹر الکتی صاحب کا یہ دعویٰ کہ قرآن مجید یا زبانِ عرب میں مستعمل "اہل بیت" سے مراد بیوی ہے۔ محتاجِ ثبوت ہے۔ ہمیں قرآن شریف میں صرف ایک ہی مقام ایسا ملا ہے جہاں "اہل بیت" استعمال کیا گیا ہے وہ سورۂ قصص کی بارھویں آیت ہے۔ جس کے بارے میں حاشیہ آرائی کی گئی ہے۔ اس میں والدۂ موسیٰؑ (زوجہ عمران) کو مراد لیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ مقصود ام الموسیٰ ہی ہیں لیکن موسیٰ کی ماں ہونے کی حیثیت سے نہ کہ عمران کی زوجہ ہونے کے باعث چنانچہ آیت موصوفہ اس طرح ہے کہ :۔

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ ﴿۱۲﴾ القصص

ترجمہ اشرف علی تھانوی صاحب :۔ "اور ہم نے پہلے ہی سے موسیٰؑ پر دودھ پلائیوں کی بندش کر رکھی تھی۔ سو وہ (اس موقع کو دیکھ کر) کہنے لگیں کیا تم لوگوں کو ایسے گھرانے کا پتہ بتاؤں جو تمہارے لئے اس بچہ کی پرورش کریں اور وہ (دل سے) اس کی خیر خواہی کریں" (سورہ قصص ۱۲)

ہمارا دعویٰ ہے کہ ہر مکتبِ فکر کے مترجم قرآن نے اس آیت میں استعمال شدہ "اہل بیت" کا ترجمہ یا مراد و مفہوم گھر ہے اور کسی ایک نے بھی "بیوی" مطلب نہیں لیا ہے۔

موقع و محل کے مطابق بھی اس جگہ "بیوی" کی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا اس کا سیاق و سباق قرآن مجید سے نقل کیا جاتا ہے۔ مولوی اشرف علی تھانوی کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے خوف سے ان کی والدہ نے دریا میں بہا دیا۔ اور وہ محلِ فرعون میں پہنچ گئے تو حضرت آسیہؑ زوجِ فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو بیٹا بنانے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ اور ظلم فرعون سے جناب موسیٰؑ کو بچا لیا۔ اب اُن کو دودھ پلانے کی ضرورت تھی موسیٰؑ نے بحکم الٰہی کسی عورت کا دودھ نہ پیا۔ کیونکہ وہ معصوم پیغمبر تھے۔ اب فرعون و بی بی آسیہ کو کسی ایسی انا یعنی دودھ پلانے والی دائی کی ضرورت تھی جس کا دودھ حضرت موسیٰؑ پی لیں۔ اُدھر امِ موسیٰؑ فراقِ فرزند سے نڈھال تھیں۔ انہوں نے بیٹی خواہرِ موسیٰؑ کو خبر خیریتِ موسیٰؑ کے حاصل کرنے کی غرض سے محل میں روانہ کیا تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ نے یہ صورتِ حال دیکھی کہ جناب موسیٰؑ کسی عورت کے دودھ کو منہ نہیں لگاتے اور محل والے پریشان ہیں تو موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بحالتِ تقیہ میں اُن کو مطلع کیا کہ ایک گھر ایسا ہے جو اس بچہ کی خیر خواہی کے ساتھ دیکھ بھال اور پرورش کر سکتا ہے چنانچہ یہ آیت ہمشیرہ موسیٰؑ ہی کا مکالمہ ہے۔ اس وقت نہ ہی موسیٰؑ کو "بیوی" کی ضرورت تھی اور نہ ہی فرعون یا آسیہ کو کہ انہیں "بیوی" کا پتہ دیا جاتا بلکہ ضرورت ایسے گھرانے کی تھی جس میں موسیٰؑ کی پرورش ہو سکے۔ اگر معاذ اللہ اس مقام پر مطلوب بیوی فرض کر لیا جائے تو بہت ہی بے ہودہ اور خطرناک مفہوم ظاہر ہو جائے گا

افسوس ہے کہ لوگ دشمنیٔ اہل بیت میں بغیر سوچے سمجھے محض حسد و عداوت میں من گھڑت قسم کی تاویلات قرآن کر کے اپنی آخرت خراب کر رہے ہیں۔ بہر کیف سورۂ قصص کی آیت نمبر ۹ سے آیت نمبر ۱۳ تک ترجمہ ملاحظہ کیجیے اور طاہر المکی صاحب کی چالبازی دیکھیے۔ کہ کس طرح وہ دینی اصطلاحات میں من مانی کارروائیاں کر رہے ہیں۔

"اور فرعون کی بی بی (حضرت آسیہ) نے (فرعون) سے کہا کہ یہ (بچہ) میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اس کو قتل مت کرو۔ عجب نہیں کہ بڑا ہو کر ہم کو کچھ فائدہ پہنچا دے۔ ہم اس کو اپنا بیٹا ہی بنا لیں۔ اور ان لوگوں کو (انجام کی) خبر نہ تھی۔ اور (ادھر یہ قصہ ہوا کہ) موسیٰؑ کی والدہ کا دل (خیالات مختلفہ کے ہجوم سے) بے قرار ہوگیا۔ قریب تھا کہ وہ موسیٰ کا حال (سب پر) ظاہر کر دیتیں۔ اگر ہم ان کے دل کو اس غرض سے مضبوط نہ کئے رہیں کہ یہ (ہمارے وعدہ پر) یقین کئے (بیٹھی) رہیں۔ انہوں نے موسیٰؑ کی بہن (یعنی اپنی بیٹی) سے کہا کہ ذرا موسیٰؑ کا سراغ تو لگا۔ سو انہوں نے موسیٰؑ کو دور سے دیکھا اور ان لوگوں کو (یہ) خبر نہ تھی (کہ یہ ان کی بہن ہیں اور اسی فکر میں آئی ہیں) اور ہم نے پہلے ہی سے موسیٰؑ پر دودھ پلانے والیوں کی بندش کر رکھی تھی۔ سو وہ (اس موقع کو دیکھ کر) کہنے لگیں کیا تم لوگوں کو ایسے گھرانے کا پتہ بتا دوں جو تمہارے لئے اس بچہ کی پرورش کریں اور وہ (دل سے) اس کی خیر خواہی کریں۔ غرض ہم نے موسیٰؑ کو ان کی والدہ کے پاس (اپنے وعدہ کے موافق) واپس پہنچا دیا۔ تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور تاکہ (فراق کے) غم میں نہ رہیں۔ اور

تاکہ اس بات کو جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا (ہوتا) ہے۔ لیکن (افسوس کی بات ہے کہ) اکثر لوگ (اس کا) یقین نہیں رکھتے"۔

{مترجم قرآن مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ ۶۱۵ اور ۶۱۶
مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز لاہور (حمائل شریف)}

پس معلوم ہوا کہ قرآن مجید جو عربی زبان اور عربی لغت کا سب سے مستند مخزن ہے" اس میں "اہل بیت" ایک ہی جگہ استعمال ہوا ہے اور اس مقام پر مطلب "بیوی" نہیں بلکہ گھر و گھرانہ ہے۔ طاہر صاحب نے حاشیہ میں جو سورۂ احزاب کا حوالہ دے کر تحریر فرمایا ہے اس میں "اہل بیت" کہا گیا ہے حقیقت کے برعکس ہے۔ محولہ آیت میں "اہل بیت" نہیں بلکہ "اہل البیت" ہے۔

"اہل البیت" اور قرآن

جس طرح قرآن میں مستعمل "اہل بیت" کے معنی بیوی ثابت نہیں ہوئے، اسی طرح "اہل البیت" سے قرآنی مراد بیوی نہیں ہے۔ یہ مرکب ہمارے قرآن میں صرف دو جگہوں پر آیا ہے۔ ایک سورۂ احزاب میں اور دوسرے سورۂ ہود میں۔ سورۂ ہود کی آیت نمبر ۷۳ فاضل طاہر المکی نے بطور شہادت تحریر کی ہے۔ طاہر صاحب نے اس کا جو اردو ترجمہ کیا ہے وہ تغیر بالرائے کا مظہر ہے۔ ورنہ قرآنی آیت میں "اے گھروالی" کی عربی عبارت قطعی طور پر موجود نہیں ہے۔ اور عربی میں صیغے جمع مذکر استعمال ہوئے ہیں جن کا اردو ترجمہ صیغۂ واحد مؤنث میں کیا گیا ہے۔ لہٰذا ہم ایسے اختراعی و مزعومہ تراجم پر بحث کر کے وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے۔ کیونکہ لغوی اعتبار ہی سے یہ لغو قرار

پا جاتے ہیں۔

جیسا کہ ہم گزشتہ بیان میں وضاحت کر چکے ہیں کہ بیوی کے اہل بیت سکنی ہونے پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اسی طرح سورۂ ہود کی محولہ آیت میں زوجۂ حضرت ابراہیم علیہ السلام بی بی سارہ کے خلیل خدا کی بیوی ہوتے ہوئے ان کے اہل بیت میں داخل ہونے پر بھی ہمیں کوئی عذر نہیں ہے کیونکہ بی بی صاحبہ نہ صرف ہم نسب خلیل تھیں بلکہ معصوم انبیاء کا سلسلہ ان کے بطن سے جاری ہوا۔

بحث و نزاع یہ ہے کہ اس آیت میں استعمال شدہ لفظ "اہل البیت" سے صرف "زوجۂ ابراہیمؑ" مراد لینا کسی اعتبار سے بھی درست نہیں ہے۔ چنانچہ آیئے ہم اس نزاع کو کتاب خداوندی کی جانب لوٹاتے ہیں اور اسی سے پوچھتے ہیں کہ "اہل البیت" سے مراد کیا ہے۔ لہٰذا اس آیت کے سیاق و سباق پر غور فرمائیں۔ سورۂ ہود کی آیت نمبر ۶۹ سے ۷۳ تک کا رکوع نقل کیا جاتا ہے:۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا

اور ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیمؑ کے پاس بشارت لے کر آئے

سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ

اور انہوں نے (ابراہیمؑ کو) سلام کہا۔ (اور ابراہیمؑ نے) جواب سلام دیا۔ پھر (ابراہیمؑ) جلدی سے ایک بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت لے آئے۔

فَلَمَّا رَآ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ

مہمان (اور ساتھ کھانے بیٹھے) کہ دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس کی طرف نہیں بڑھتے تو ان کی طرف سے متجسس ہوئے جی میں خوف لگا۔

قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ

فرشتوں نے کہا ڈریئے نہیں ہم تو قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

وَامْرَاَتُهٗ قَاۗىِٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَاۗءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ

اور (ابراہیمؑ کی بیوی (سارہ) کھڑی ہوئی تھیں کہ [illegible] ہوئیں۔ ان کو بشارت دی اسحٰقؑ کی اور اسحاق کے بعد یعقوبؑ کی۔

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّھٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۭ اِنَّ ھٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ

وہ کہنے لگیں اے ہے کیا اب میں بڑھاپے میں بچہ جنوں گی جبکہ میرے شوہر ضعیف ہیں یہ تو بڑی تعجب کی بات ہے۔

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

فرشتے بولے کیا تعجب کرتی ہو اللہ کے امر سے اللہ کی رحمت ہو اور برکت ہو تم پر گھر والو بے شک وہ (اللہ) حمید و مجید ہے۔

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَاۗءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ

پھر جب ابراہیمؑ کا خوف جاتا رہا اور ان کے پاس بشارت (اولاد) بھی آ چکی تو ہم سے قوم لوط کے بارے میں سفارش کرنے لگے۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ

بے شک ابراہیمؑ بڑے حلیم الطبع اور رقیق القلب تھے۔

ٔ عام ترجمہ "ہنس پڑی" کیا گیا ہے۔

يَاإِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا ۖ إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ

(ہم نے کہا) اے ابراہیم! اس بات پر بحث نہ کرو کیونکہ اس بارے میں

رَبِّكَ ۖ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ

تیرے رب کا امر آچکا ہے۔ بے شک ان پر ایسا عذاب آنے والا ہے جو کسی طرح بھی نہیں ٹل سکتا ہے۔

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ

جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لوطؑ کے پاس (لڑکوں کی صورت میں) آئے تو

بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالَ هَٰذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ

ان کے خیال سے رنجیدہ ہوئے اور ان کی آمد پر تنگدل ہوئے اور کہا یہ سخت مصیبت کا دن ہے۔

وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا

اور ان کی قوم (فرشتوں کے لڑکے سمجھ کر بدارادہ سے) دوڑتی ہوئی آئی اور

يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ ۚ قَالَ يَاقَوْمِ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي

لوگ اس سے پہلے بھی یہ کام کرتے چلے آتے (ان کو دیکھ کر) کہا اے قوم!

هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي

یہ میری بیٹیاں (بنات قوم) ہیں۔ ان سے بیاہ کرو کہ یہ تمہارے واسطے صاف ستھری ہیں (جائز و حلال ہیں) خدا کا خوف کرو اور مجھے میرے مہمانوں کے

ضَيْفِي ۖ أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ

بارے میں رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی بھی سمجھدار آدمی نہیں ہے۔

قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ

ان (بدبختوں نے) جواب دیا تم کو خوب معلوم ہے کہ ہمیں بیٹیوں کی حاجت

وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيدُ

نہیں ہے۔ اور جو بات ہم چاہتے ہیں وہ تم خوب جانتے ہو۔

قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ

لوطؑ نے کہا کاش مجھ میں تم سے مقابلے کی طاقت ہوتی یا کسی مضبوط

شَدِيدٍ

قلعہ میں پناہ لے سکتا!

قَالُوا يَالُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَصِلُوا إِلَيْكَ

(فرشتے بولے) اے لوطؑ! ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں۔

فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ

(فکر مت کرو) یہ لوگ تمہارے قریب نہیں آسکتے۔ تم کچھ رات رہے اپنے گھر والوں سمیت نکل جاؤ۔ اور تم میں سے کوئی ادھر مڑ کر بھی نہ

مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا امْرَأَتَكَ ۖ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ

دیکھے ماسوا تمہاری بیوی کے کہ اس پر یقیناً عذاب نازل ہونے والا ہے وہی جو ان لوگوں پر نازل ہونے والا ہے اور ان (کے عذاب)

إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۚ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ

کا وعدہ بس صبح ہے۔ کیا صبح قریب نہیں ہے۔

فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا

پھر جب ہمارا (عذاب کا) حکم آن پہنچا تو ہم نے (بستی کی زمین کے طبقے) الٹ کر اس کے اوپر کے حصے کو نیچے کا بنا دیا اور اس پر

عَلَيْهَا حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ مَنْضُودٍ

ہم نے کھرنجے دار پتھر تابڑ توڑ برسائے۔

مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ ۖ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِينَ

جن پر تمہارے پروردگار کی طرف سے نشان بنائے ہوئے تھے

ببعید -

اور وہ بستی ان ظالموں (کفارِ مکہ) سے کچھ دُور نہیں۔

قابلِ توجہ وغور

آیت نمبر ۶۹ سے بالکل واضح ہوجاتا ہے کہ فرشتے بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس لائے۔ آپ نے خاطر و مدارات اور مہمان نوازی کے تحت اہتمام طعام فرمایا۔ لیکن جب مہمان فرشتوں نے کھانے کی جانب ہاتھ نہ بڑھائے تو حضرت ابراہیمؑ کو تعجب ہوا۔ حضرت بی بی سارہ زنان خانہ میں کھڑی ہیں اور انہوں نے مہمانوں کی گفتگو سماعت فرمائی کہ وہ اُن کے شوہر کو بتا رہے ہیں کہ ہمیں اللہ نے بھیجا ہے قوم لوطؑ کی طرف بی بی صاحبہ کو حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ کی ولادت کی خوشخبری ملی تو آپ کو تعجب ہوا۔ یعنی میاں و بیوی دونوں حیران ہوئے تو فرشتوں نے کہا۔ تم خدا کے کاموں میں تعجب کرتے ہو۔ اے گھر والو۔ اللہ کی رحمت و برکت تمہارے گھر انے پر جاری رہے۔

غور کیجیے کہ جہاں صرف بی بی سارہ مراد ہیں وہاں ہر جگہ صیغہ واحد مونث ہی استعمال ہوا ہے۔ لیکن آیت نمبر ۷۳ میں جمع مذکر حاضر استعمال کر کے اہل و عیال ابراہیم مراد لی گئی ہے جس میں خود جناب خلیلؑ، بی بی سارہؑ، حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ (جن کی بشارت ہوئی ولادت ابھی نہیں) کو داخل کیا گیا ہے۔ کیونکہ برکت نسل کی بشارت ہے۔

خطاب حضرت ابراہیمؑ ہی سے ہے۔ چنانچہ آیت ۷۱ میں ہے کہ ابراہیم کا خوف زائل ہوا۔ ان کو بشارت (اولاد) مل گئی۔

واضح ہو کہ زوجہ ابراہیمؑ کو آیت ۷۳ میں جہاں اہل میں داخل شامل کیا ہے۔ وہاں آیت ۸۱ میں زوجہ لوطؑ کو خارج بھی کیا ہے۔

پس آیت میں مستعمل "اہل البیت" سے مراد صرف زوجہ ابراہیمؑ لینا درست نہیں ہے۔ بلکہ وہاں اولاد ابراہیمؑ شامل ہوگی جو باعث تعجب ہوئے۔

اسی طرح طاہر صاحب کا یہ لکھنا کہ "اہلیہ" "اہل بیت" کا مخفف ہے کسی لغت سے ثابت نہیں ہے۔ نیز جب ہم اہل و عیال کی خیریت دریافت کرتے ہیں اس سے مراد تمام گھر والے سمجھتے ہیں نہ کہ صرف بیوی۔ ورنہ غیر شادی شدہ یا رنڈوے آدمی سے کیا پوچھا جائے گا؟

خبردار! کسی سے صرف بیوی کا حال پوچھنا معیوب اور اکثر خطرناک ہوتا ہے اور رواج کے مطابق "بال بچوں" کی خیریت کا دریافت کر لینا بیوی و بچوں کے لیے محیط ہو جاتا ہے۔ کسی سے خصوصاً اس کی بیوی کے احوال پوچھنا جبکہ کوئی رشتہ داری یا قرابت نہ ہو، موجب عتاب ہو سکتا ہے۔ لیکن بچوں کی خیریت دریافت کرنا ایسے خدشہ و خطرہ سے مبرا ہوگا۔

عیال بھی عربی زبان کا لفظ ہے۔ چنانچہ اس سے مراد زن و فرزند، کنبہ، رشتہ دار اور وہ سب افراد ہوتے ہیں جن کا نان و نفقہ اپنے ذمہ لیا ہو۔

المختصر اردو زبان میں اہل بیت کا ترجمہ "گھر والی" کر کے دراصل گھر کے دیگر افراد کو بے گھر بنا دینے کے مترادف ہے۔ بیوی کے لئے "اہلیہ" کا لفظ ہی موزوں ہوگا۔ چنانچہ عربی زبان میں کسی

کبھی مقام پر اہل بیت سے مراد صرف بیوی نہیں ہوتی ہے تاوقتیکہ
کنبہ صرف شوہر اور بیوی دو نفوس پر مشتمل ہو۔ خصوصاً قرآن مجید
میں کسی بھی مقام پر اہل بیت سے مراد صرف بیوی نہیں لی گئی ہے
میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ قرآن مجید میں لفظ اہل بیت صرف ایک مرتبہ
وارد ہوا ہے۔ اور یہ تذکرہ گذشتہ صفحات میں بڑی تفصیل سے پیش کر دیا ہے
بعد "اہل البیت" کا استعمال دو مرتبہ ہوا ہے۔ ایک تو سورۂ ہود میں
جس میں حضرت سارہ کو داخل کیا گیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اسی سورۃ و
رکوع میں حضرت لوط کی زوجہ کا اخراج کیا گیا ہے۔

پس اہل بیت سے مراد گھر والے ہوئے گھروالی نہیں۔

معلوم ہوگی جبکہ اسکے نتیجہ میں تو گھر اور گھروالی کا تعلق اتنا
کمزور ہے کہ صرف تین طلاقوں کا بھی اعتبار نہیں تو صرف ہے یا نہیں ہے۔
اب جب زبان چلا دی "طلاق طلاق طلاق" گھروالی گھر سے باہر نہ کوئی
تعلق رہی و واسطہ۔ امگر شیعوں میں ایسا نہیں ہے۔

لیکن اقربا اور خویش گھر والوں کو گھر سے محفوظ وابستگی حاصل
ہوتی ہے کہ ان کا رشتہ گھر سے باہر ہونے کے باوجود بھی قائم رہتا
ہے۔ مثلاً بھائی اگر گھر چھوڑ بھی جائے تو رشتہ قائم رہے گا۔ بیٹا گھر
سے جدا بھی ہو جائے تو بھی نسبت افراد خانہ میں داخل رہے گا لیکن
بیوی گھروالی ہونے کے باوجود کسی بھی وقت گھر سے بیگانی ہو سکے گی۔

پس جب تک بیوی کا رشتہ عارضی ہوتا ہے اور حقیقی نہیں۔
اسی طرح اس کا تعلق گھر کے ساتھ عارضی و نسبتی ہوگا نہ کہ حقیقی۔
یعنی کہ اگر عارضی رشتہ دار عورت بھی اس رشتہ میں منسلک ہو جائے
تو اس کی عارضی رشتہ داری منقطع ہو جانے پر بھی ... تقاضائے غالب آ جاتی ہے

قرآن کا ناطق فیصلہ

قرآن مجید نے اس معاملہ کا بڑا خوبصورت
حل پیش کیا ہے۔ اسلامی فلسفہ میں
رشتہ داری معیارِ فضیلت نہیں ہے بلکہ نیک اعمال کو کسوٹی بنایا گیا ہے
اس اصول کے عین مطابق اللہ نے "بیوی" کو اہل بیت سے خارج
کر کے ظاہر الملکی اور ان کے ہی خوجوں کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے
چنانچہ ملاحظہ فرمائیں سورۂ ہود کی آیت ۸۱ جو اس طرح ہے کہ :-

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ
رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ
فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ
الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ
اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ۭ اِنَّهٗ
مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ۭ اِنَّ
مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۭ اَلَيْسَ
الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ۝

(فرشتے بولے اے لوطؑ! ہم تمہارے
پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں۔ یہ
لوگ تم تک دسترس نہیں پا سکتے تم
کچھ رات باقی رہے اپنے اہل (بیت)
سمیت نکل بھاگو اور تم میں سے کوئی
پیچھے مڑ کر نہ دیکھے مگر تمہاری بیوی
نہیں کہ اس پر بھی وہی عذاب یقیناً
نازل ہوگا جو ان لوگوں پر ہونے والا
ہے۔ بے شک وعدہ صبح کا ہے۔
کیا صبح قریب نہیں ہے؟

اب ظاہر ملکی صاحب کا اگر قرآن حکیم پر ایمان ہے تو انصاف
سے بتائیں کیا لوطؑ کو بیویوں سمیت رات رہے نکل جانے کا حکم ہوا؟
اور جو لوگ ان کے ساتھ ہوئے وہ سب معاذ اللہ ان کی ازواج تھے۔
کوئی بھی صاحب عقل اس بات کو تسلیم نہ کرے گا۔ بلکہ تمام مکاتب فکر
کے اسلامی علماء نے یہاں اہل سے مراد "گھر والے" لی ہے اور متعین
اگر یہ لفظ بیوی کے علاوہ کسی دوسرے پر نہیں بولا جاتا تو پھر خدا نے

قرآن میں بے محل کیوں استعمال کیا ہے؟ اب چونکہ عام طور پر گھر والوں میں گھر والی بھی فرد شمار ہوتی ہے لہٰذا تخصیص کے ساتھ حضرت لوطؑ کی بیوی کو اہل (بیت) سے جدا کر دیا گیا۔
واضح ہو کہ حضرت لوطؑ کی بیٹیوں کو ان کے اہل میں داخل کیا گیا ہے اور بیوی کو خارج۔ پس بیٹی کا اہل میں داخل ہونا قرآنی دستور ہے لہٰذا اولاد و اقارب یا متبعین مجازاً شمار نہ ہوں گے۔

ازواج رسول ﷺ کی تمام خواتین پر فضیلت ص۹

اس بغلی عنوان کے تحت فاضل مصنف تحریر کرتے ہیں کہ:-
"اہل بیت" کے معنی سمجھ لینے کے بعد اب دیکھیے قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ ازواج مطہرات یعنی اہل بیت رسول ﷺ (رسول اللہ کی گھر والیوں) کی عظمت و رفعت کا کس صراحت و وضاحت سے اظہار فرماتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:-

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (۳۳/۲۲)

اے نبی ﷺ کی بیویو! (تم حرم محترم نبوی ہو، تمہارے گھر مہبط وحی ہیں، تمہارے ہی گھروں میں قرآن و حکمت کی تلاوت کی جاتی ہے اس لئے تمہارے یمن و سعادت کا کیا کہنا) تمام دنیا کی عورتوں میں کوئی عورت تمہارے ہمسر نہیں (بلکہ تمہارا درجہ اور مرتبہ سب سے بلند اور سب سے عظیم ہے)
اس آیت کی تفسیر میں قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ
اَلنِّسَآءِ میں جنس انوثیت کا ہر ایک فرد شامل ہے اور کوئی عورت ذات بھی اس سے باہر نہیں جاتی۔ پھر لفظ اَحَد بھی موجود ہے۔ اور جب نفی کے لئے لفظ احد کا استعمال کیا جاتا ہے تو اس وقت نفی بدرجہ اتم ہوتی ہے
غور کرو وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (کوئی بھی خدا کا ہمسر نہیں) میں بھی یہی اَحَد ہے۔
غرض نفی میں اَحَد کا استعمال کسی استثنا کا موقع نہیں رہنے دیتا۔ اس لئے ثابت ہو گیا کہ ازواج النبی ﷺ کا درجہ ہر ایک عورت سے بالاتر، متمیز اور شان خاص کا ہے۔ (رحمۃ للعالمین جلد دوم ص۱۳۲)

ترجمہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ کے حاشیہ پر صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں:-
یعنی تمہارا مرتبہ سب سے زیادہ ہے اور تمہارا اجر سب سے بڑھ کر، جہاں کی عورتوں میں کوئی تمہاری ہمسر نہیں۔ (ترجمہ اعلیٰ حضرتؒ مطبوعہ تاج کمپنی)

اور مفتی احمد یار خان بدایونی تفسیر نور العرفان (مطبوعہ ادارۂ کتب اسلامیہ گجرات) کے ص۶۷۲ پر لکھتے ہیں:-
اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کی بیویاں تمام جہان کی عورتوں سے افضل ہیں اور جزا و سزا کا دُوگنا ہونا اسی لئے ہے کہ ان پر اللہ کی نعمتیں سب سے زیادہ ہیں۔۔۔
اور فرمایا مَرَّتَيْنِ یعنی جنت میں اس دُوگنے اجر کے سوا خاص روزی تمہارے لئے مخصوص ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ اولاد پاک سے ازواج

مطہرات افضل ہیں کیونکہ یہ حضرات جنت میں حضور کے ساتھ ہوں گی۔ اور خاص روزی کی حقدار۔۔۔۔۔۔
اور فرمایا لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (تم اور عورتوں جیسی نہیں ہو) بلکہ تم تمام جہان کی اولین و آخرین عورتوں سے افضل ہو۔ از حضرت آدم تا روز قیامت کوئی بی بی تمہاری ہمسر ہوئی نہ ہوگی۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات ولا دطیبہ وطاہرہ سے افضل ہیں کیونکہ نساء سب کو شامل ہے۔
ملت جعفریہ کے امام التفسیر جناب طبرسی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

(اے نبی کی بیویو! دنیا کی عورتوں میں کوئی تمہاری ہمسر نہیں) فرما کر اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام خواتین پر ازواج مطہرات کی فضیلت کا قطعی اظہار فرما دیا۔[1]
(مجمع البیان مطبوعہ تہران ج ۸ صفحہ ۳۵۵)

اور شیخ الطائفہ (ابارہ امامی فرقے کے پیشوا) جناب طوسی فرماتے ہیں:۔

---

[1] ثم اظهر سبحانه فضيلتهن على سائر النسوان بقوله يٰنساء النبي لستن كاحد من النساء ۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

[illegible] حق کا صدق فرمایا ہے۔ [illegible] کے ذریعے [illegible] قابل ہو جاتا ہے [illegible] مناسب ہے کہ [illegible] نہیں [illegible] جو تعلق ہے اس [illegible] قدر و منزلت [illegible] بہشت میں [illegible] ہو سکتی ہے۔[1]
(التفسیر تبیان مطبوعہ نجف [illegible] ج ۸ صفحہ ۳۳۸)
[illegible] فضیلت کی وجہ یہ ہے۔ جس طرح کائنات میں کوئی شخص نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نہیں اسی طرح کائنات میں کوئی عورت اہل بیت رسول اللہ کی گھر والیوں کی طرح نہیں۔ تفسیر البحر المحیط میں ہے:۔

فلما [illegible] علیہ السلام لیس کاحد من الرجال [illegible] زوجاته اللاتی تشرفن بقربه ۔	جس طرح آنحضرت جیسا دنیا میں کوئی مرد نہیں اسی طرح آپ کی ازواج مطہرات کی مثل دنیا میں کوئی عورت نہیں۔

(تفسیر بحر المحیط ج ۷ صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ مصر ۱۳۲۸ھ)

---

[1] انما قال کاحد ولم یقل کواحدة لان احدا نفی عام للمذکر والمؤنث والواحد والجماعة ای لم یشبهن احد من النساء فی جلالة القدر وعظم المنزلة لمکانهن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ۔

اور احکام القرآن میں ہے :-

اے رسولؐ کی اہل بیت اگرچہ تم بھی اوروں کی طرح انسان ہو مگر فضل و شرف میں دنیا کی کوئی عورت تمہاری ہمسری نہیں کر سکتی۔ جس طرح پیدائش کے اعتبار سے اگرچہ آنحضرت بھی بشر ہیں مگر فضیلت و منزلت میں کوئی شخص بھی ان جیسا نہیں ہے[۱]

(احکام القرآن قاضی ابن العربی مطبوعہ مصر ۱۹۵۸ء ج ۴ ص ۱۵۲۳)

جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت دوسرے آدمیوں کے مقابلہ میں ایسی ہے، جیسے غلاموں کے مقابلہ میں آقا اور مالک کی، اسی طرح آپؐ کی ازواج مطہراتؓ کی حیثیت باقی تمام خواتین کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسی کنیزوں کے مقابلہ میں خود مختار خاتون اور مالکہ کی۔

(تفسیر خازن و تفسیر کبیر امام رازی ص ۱۳)

---

[۱] لستن کاحد من النساء فی الفضل والشرف، فانھن وان کن من الادمیات فلیس کاحدھن، کما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان کان من البشر جبلۃ، فلیس منھم فضیلۃ ومنزلۃ۔

بحثِ فضیلت در جواب

بلاشبہ یہ حقیقت اپنی جگہ پر اٹل ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواج باکرات کی یہ قدرتی فضیلت ہے کہ ان کو غایتِ کائناتؐ، افضل المخلوقاتؐ کی رفاقت اور چادرِ رحمت اللعالمینؐ کا سایہ نصیب ہوا۔ رسولؐ کون و مکاں کے ساتھ رشتۂ ازدواج کا شرف حاصل ہوا۔ اپنی اس خوش بختی پر وہ مخدرات جتنا بھی ناز کریں کم ہے۔ ہمیں امہات المومنین کے مراتب و درجات سے نہ ہی کوئی انحراف ہے اور نہ اختلاف، مقصدِ بحث محض اس غلط فہمی کو دُور کرنا ہے کہ "اہل بیت" سے مراد صرف "رسول اللہؐ کی گھر والیاں" ہیں۔ چنانچہ ہم نے ازروئے قرآن مجید اور لغت زبان عرب سے "اہل بیت" کے حقیقی معنی بیان کئے اور طاہر المکی صاحب کی غیر مدلل بحث کا مسکت جواب دیا اور ثابت کیا کہ "اہل بیت" کے معنی محض ازواج لینا ہرگز درست نہیں۔ اگر ایسا صحیح ہوتا تو حضرت لوط علیہ السلام کی زوجہ کو زمرۂ اہل سے جدا نہ کیا جاتا۔

مذموم دست اندازی طاہر صاحب نے ایک اور گمراہ کن شوشہ چھوڑا ہے۔ بلکہ میری نظر میں قرآن مجید جیسی مقدس کتاب پر دست اندازی کرنے کی مذموم جرأت کی ہے۔ کہ کلام الٰہی کی عبارتِ آیت کا خود ساختہ ترجمہ کرکے عوام الناس کو بھٹکانے کی کوشش کی ہے۔ سورۂ احزاب کی تینتیسویں ۳۳ آیت کے اس ٹکڑے کو اپنا مطلب نکالنے کی ناکام واردات کی ہے۔ پوری آیت

ہوتی ہے :۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا

ترجمہ: "اے نبی ؐ کی بیبیو! تم معمولی عورت کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم (نامحرم مرد سے بولنے میں) (جبکہ بوقت ضرورت بولنا پڑے) نزاکت مت کرو (اس سے) ایسے شخص کو (طبعاً) خیال (فاسد پیدا) ہونے لگتا ہے جس کے قلب میں خرابی ہے اور قاعدہ (عفت) کے موافق بات کہو۔"

(مترجم قرآن مجید مولوی اشرف علی صاحب تھانوی)

لفظی ردّ و بدل کے ساتھ دیگر تمام مشہور و معتبر مترجمین اور مفسرین نے اسی مطلب کو بیان کیا ہے۔ بے شک مخاطب ازواج ہیں لیکن اس آیت میں کسی طرح بھی کوئی وجہ ایسا نہیں نکلتا ہے جس سے ازواج کا تمام عورتوں سے من کل الوجوہ افضل ہونا ثابت ہو سکے۔ البتہ اس سے ماخوذ ہوتا ہے کہ عام عورتوں اور ازواج میں امتیاز پایا جاتا ہے۔ ویسا فرق جو ایک غلام یا کنیز کے لئے اس کے آقا کی زوجہ کا ہوتا ہے۔ کسی بی بی کا حرم رسول (مقبول ؐ) میں داخل ہو جانا یقیناً بہت ہی بڑا اعزاز ہے۔ جو چیز یہ بات اللہ نے ازواج پر واضح فرمائی ہے کہ عام عورتوں اور ازواج النبی ؐ میں فرق ہے انداز بیان کچھ اس طرح ہے کہ ازواج کو ان کے مقام کی پہچان کراتے ہوئے نصیحت کی جا رہی ہے۔ مثلاً یہ ہے کہ :۔

کسی معزز و شریف گھرانے کے لڑکے کے بگڑ جانے کا خدشہ ہو تو اس کو سیدھی راہ پر لانے کے لئے اس طرح نصیحت کی جاتی ہے کہ :۔

"برخوردار تم اعلیٰ خاندان کے چشم و چراغ ہو معمولی آدمی نہیں ہو۔ لہذا غیر شریفانہ حرکات تمہارے خاندانی وقار کے خلاف ہیں۔ تم نیک ماں باپ کی اولاد ہو۔ شریف خون ہو۔ کم سے کم اپنے بزرگوں کی شرافت و توقیر کو مدِ نظر رکھو۔ ان کی نیک نامی کو بٹہ نہ لگاؤ۔"

چنانچہ اسی اسلوب سے پروردگارِ عالم نے امہات المسلمین کو خطاب کر کے آگاہ کیا ہے کہ اے نبی بیبیو! تم شاہِ لولاک ؐ کی بیویاں ہو۔ لہذا اپنی شانِ ارفع کو پہچانو کہ تم معمولی عورتیں نہیں ہو۔ لہذا تقویٰ کی جانب مائل ہو۔ نامحرموں کے ساتھ عام عورتوں کی طرح نزاکت و ادا سے گفتگو مت کرو۔

اب جبکہ آیت میں فضائل کا ذکر ہی نہیں ہے تو پھر کیسے ثابت ہو گیا کہ ازواج النبی کا درجہ (ماسوا زوجہ رسول ؐ ہونے کی تخصیص کے) ہر ایک عورت سے بالاتر، متمیز اور شان خاص کا ہے۔ ہمارے نزدیک سید کائنات ؐ کے حبالۂ عقد میں آجانا کسی بی بی کے لئے باعثِ افتخار، برتری و امتیازی شان تو ضرور ہے مگر افضلیت جامع و کلّی اور چیز ہے۔

لفظ اَحَد کا استعمال

لفظ اَحَد کے استعمال سے جو فائدہ طاہر المکی صاحب یا قاضی منصور پوری صاحب حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ آیت میں دستیاب نہیں ہے۔ اولاً یہ آیت زمرۂ فضائل میں نہیں آسکتی ہے کیونکہ بیان توصیفی نہیں بلکہ تنبیہی ہے۔ دوم یہ کہ اَحَد کے لفظ سے قاضی مکی نے جو

دلیل بنائی ہے وہ درست نہیں کیونکہ آیت کے الفاظ ادھورے لئے گئے ہیں۔ اور بقیہ حصہ حذف کر دیا گیا ہے جبکہ آیت میں کسی جگہ وقف نہیں ہے۔ بات کاٹ کر مطلب براری کے لئے من پسند ٹکڑا لے لیا گیا ہے اور باقی جملے کے حصے کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے کوئی کہہ دے کہ "نماز کے قریب مت جاؤ" لیکن اگلی بات نہ کہے۔

اگر طاہر الملکی صاحب، قاضی سلیمان منصور پوری صاحب، مفتی اسمٰعیل خان صاحب یا دیگر صاحبان نظریہ "احد" ہی سے خفی بد جراثیم پیدا کرتے ہیں اور استثناء کا موقع نہیں رہنے دیتے ہیں تو پھر ہم ایک فرضی (غلط) دعویٰ بلند کرتے ہیں کہ:۔

جہنم میں کوئی نہیں جائے گا

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے

لَآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ "تمام جہانوں میں سے کسی ایک کو بھی عذاب نہ دوں گا"

(المائدہ ۱۱۵ پ)

محولہ بالا منقولہ ٹکڑا سورہ مائدہ کی ۱۱۵ ویں آیت کا آخری حصہ ہے۔

اس عبارت میں بھی "احد" کا لفظ مستعمل ہے۔ لہٰذا طاہر صاحب اور ان کے ہم مشربوں کی نقل میں (نقل کفر کفر نباشد) ہم کہتے ہیں کہ کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔ کیا ایک بھی صحیح الدماغ مسلمان ہمارے اس استدلال کو درست مان لے گا؟ اگر مان لے گا تو جہنمی جیسے دوزخ سے چھٹکارا ملنے کی جھوٹی آس مل جائے گی یا پھر پاگل۔

پس اگر اس مقام پر "احد" کا استعمال کسی کو جہنم کے عذاب سے محفوظ رہنے کی دلیل نہیں ہے حالانکہ یہ کلام وعیدیہ ہے اور لفظی اعتبار سے اعلانِ عام معلوم ہوتا ہے تو پھر "کاحد" سے طاہر صاحب کی خیالی دیگ کیسے پک سکتی ہے۔

لہٰذا مشتاق عرض کرتا ہے کہ جس طرح کوئی معذب لفظ "احد" کی آڑ سے عذاب سے نہیں بچ سکتا۔ اسی طرح لفظ "کاحد" سے ازواج النبی کو ویسی فضیلت حاصل نہیں ہے جس کا پرچار طاہر صاحب کر رہے ہیں۔

سورہ احزاب کی اس آیت پر بقیہ گفتگو ہم آئندہ کریں گے یہاں سورہ مائدہ کی آیت ۱۱۵ پوری نقل کر کے آگے بڑھتے ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں وہ کھانا تم لوگوں پر نازل کرنے والا ہوں پھر جو شخص تم میں سے اس کے بعد ناحق شناسی کرے گا تو میں اس کو ایسی سزا دوں گا کہ وہ سزا دنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہ دوں گا۔

علیٰ ھذا القیاس جب "احد" ہی سے بات نہ بنی تو "النساء" سے کیسے بن سکتی ہے۔ قاضی سلیمان صاحب کی محض عقیدت مندی ہے کہ وہ "النساء" میں جنس انوثیت کا ہر فرد شامل کر رہے ہیں۔ اگر ایسے ہی استدلال پر کام چلے تو پھر بتایئے

وَالْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۙ

سے نوعِ انسانی (یعنی مرد و عورت) خسارے میں ہے۔
... انسان اشرفِ مخلوقات ہے کیسی فاسق و فاجر
... کی قید نہیں۔ اب اگر کوئی ... بدکردار شخص انسان
... معقول کے بل بوتے پر دعویٰ کرتا رہے کہ میں
اشرفِ مخلوقات ہوں تو کیا اسے تسلیم کر لیا جائے گا؟ ہرگز نہیں۔

شیعہ اکابرین مثلاً علامہ طبرسیؒ اور شیخ طوسیؒ وغیرہ کی منقولہ
... اس بات سے ... زوجاتِ نبیؐ کے مراتب و مقامات
... منکر نہیں ہیں بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضورؐ ...
... کی تمام ازواج حسبِ مراتب جلالتِ قدر اور منزلت بلند
... کوئی دوسری عورت اُن کی اس فضیلت میں شریک نہیں ہے
لیکن ملحوظِ خاطر رہے کہ یہ فضیلت خاص رشتۂ رسولؐ سے
نسبت رکھتی ہے۔ اور اس کا استحکام تقویٰ پر ہے۔ کیونکہ دینِ اسلام
نے محض رشتہ داریٔ پیغمبرؐ کو معیارِ فضیلت تسلیم نہیں کیا ہے یہی وجہ
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج سے جہاں دوہرے اجر کا وعدہ فرمایا
ہے ... دوہرے عذاب سے بھی ڈرایا ہے۔ ... اُن معظمات
... جیسے گنہگار کیا بیان کر سکتے ہیں۔ ہماری امہات کے لئے
... یہی فضیلت اُن کو دیگر عورتوں سے ممتاز کر دیتی ہے
... بعد از وفاتِ رسولؐ کوئی بھی شخص اُن سے نکاح نہیں کر سکتا۔
... میں رسولؐ کی ازواج ہی ہیں۔ وہ تاجدارِ نبوتؐ کی پیاری بیبیاں
اور ہم اُن کے نوکر و غلام ہیں۔
١٠

١١ اعلیٰ صاحب نے علامہ قاضی ابن العربی کی احکام القرآن
سے ... عبارت نقل کی ہے، اس کا ترجمہ خود ساختہ ہے۔ اصل

[illegible]

ازواجِ مطہرات تمام خواتین کے لئے اسوۂ حسنہ ہیں — اس لفظی عنوان کے تحت ... ہے کہ:

[illegible]

خواتین کے لئے اُسوۂ حسنہ

[illegible]

ہر عورت کو توفیق عطا کرے۔

ازواج مطہراتؓ کے متعلق آیہ تطہیر

اس ذیلی عنوان کے تحت طاہر صاحب تحریر کرتے ہیں:۔

”اہل بیت رسولؐ (ازواج مطہراتؓ) کی اس عظمت و فضیلت کا اعلان و اظہار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سے اگلی آیت میں فرمایا:۔

--- إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝ (۳۳/۲۲)

اس آیت کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور جلیل القدر صحابی عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ:۔

”یہ آیت خاص ازواج مطہراتؓ کے لئے نازل ہوئی ہے۔“

تفسیر ابن کثیر۔ احکام القرآن قاضی ابن العربی۔ روح المعانی تفسیر قرطبی، تفسیر درِ منثور، تفسیر مواہب الرحمان، تفسیر بیان القرآن مولانا اشرف علی تھانوی ان کے علاوہ بھی دس سے زیادہ تفسیروں میں اس کا ذکر موجود ہے۔[1]

---

[1] حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے شاگرد خاص مشہور تابعی حضرت عکرمہؒ تابعی کا ارشاد ہے اور وہ فرمایا کرتے تھے اگر کوئی شخص اس بات کے متعلق مجھ سے مباہلہ کرنا چاہے تو میں مباہلہ کے لئے تیار ہوں (تفسیر روح المعانی تفسیر بیان القرآن وغیرہ) اس آیت کریمہ کی مفصل تفسیر کا مطالعہ کرنے کے لئے اردو کی مندرجہ کتابیں مفید رہیں گی (۱) تفسیر آیہ تطہیر از مولانا عبدالشکور لکھنوی مطبوعہ مکتبہ حافظ لوہ

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

اردو کے سب سے قدیم اور سب سے مستند مترجم حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی (جو حضرت شاہ ولی اللہ کے صاحبزادے ہیں) اس آیت کا ترجمہ اس طرح فرماتے ہیں:

اور خدائے تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندگی اور ناپاکی کو اے پیغمبر کی گھر والیوں! اور چاہتا ہے پاک کرے خدائے تعالیٰ تم کو سب گناہوں سے پاک کرنا سب طرح سے

(ترجمہ شاہ عبدالقادر مع تفسیر موضح القرآن مطبوعہ مطبع احمدی دہلی سنہ ۱۳۰۸ھ منزل پنجم ص ۱۱۷)

اور عربی کی سب سے مشہور تفسیر جلالین شریف میں (جو دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث سب سنیوں کے عربی مدارس کے نصاب درس نظامی میں بھی شامل ہے) لکھا ہے:۔

انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اھل البیت ای نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم

آیہ کریمہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت میں اہل بیت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھر والیاں ازواج مطہرات ہیں۔“

(کتاب زیر جواب ص ۱۴،۱۵)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴)
دعا علی دار کریشنا لاہور (۲) اہل بیت اور اہل سنت از مولانا سراج الحق مچھلی شہری مطبوعہ بنارس (بجارت) (۳) آیہ تطہیر اور اہل بیت رسولؐ از ڈاکٹر محمد سلطان نقانی مطبوعہ شرکت ادبیہ پنجاب شاہی محلہ لاہور۔

آیۂ تطہیر کے متعلقین

اس باب میں ہم ناظرین سے خصوصی غور کا ملتمس کرتے ہوئے عرض گزار ہیں کہ اصل متنازعہ امر مابین شیعہ و غیر شیعہ یہی ہے کہ آیت تطہیر میں ازواج داخل ہیں یا نہیں؟ لہٰذا ہمارے آئندہ معروضات کو جو قدرے طویل ہیں طبائع نازک پر توجہ خیال نہ فرمائیں۔ ہماری پوری کوشش ہوگی کہ اس موضوع کو غیر جانبدارانہ تحقیقات سے پیش خدمت کریں۔ دین کے معاملہ میں کوئی دنیوی عنصر غالب نہ آنے دیں۔ چنانچہ سب سے پہلے اس آیہ مبارکہ کے سیاق و سباق کی جانب توجہ فرمائیے۔ سورۂ احزاب کے اس رکوع کو ہم پورا نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں جو آیت ۲۸ سے ۳۴ تک ہے:
چنانچہ ارشاد ہے کہ:-

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ
كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ
اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ
تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ
اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ
مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا

الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾
وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا
نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾
يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ
فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ
مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ
وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ
وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ
اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ
تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ
اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾

(سورۃ الاحزاب پارہ ۲۱ و ۲۲)

ترجمہ:- اے نبیؐ! اپنی بیویوں کو کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیوی زندگی کا عیش اور اس کی بہار چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ مال و متاع دیدوں اور تم کو خوبی کے ساتھ رخصت کر دوں۔ ۲۸
اور اگر تم اللہ کو چاہتی ہو اور اس کے رسولؐ کو اور عالم آخرت

کو تو تم میں سے نیک کرداروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے اجرِ عظیم مہیا
کر رکھا ہے۔ ۲۹

اے نبیؐ کی بیویو! جو کوئی تم میں کھلی بے ہودگی کرے گی
اس کو دوہری سزا دی جائے گی۔ اور یہ بات اللہ کو آسان ہے۔ ۳۰

اور جو کوئی تم میں سے اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری
کرے گی اور نیک کام کرے گی تو ہم اس کو اس کا دوگنا ثواب دیں گے
اور ہم نے اس کے لئے ایک عمدہ روزی تیار کر رکھی ہے۔ ۳۱

اے نبیؐ کی بیویو! (خبردار) تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں
ہو (بشرطیکہ) اگر تم تقویٰ اختیار کرو۔ تو (لہٰذا) تم (نامحرم مرد
سے) بولنے میں (جبکہ بضرورت بولنا پڑے) نزاکت مت کرو (اس سے)
ایسے شخص کو (طبعاً) خیال (فاسد پیدا ہونے لگتا ہے جس کے دل
میں بیماری ہے۔ اور قاعدہ (عفت) کے موافق بات کرو۔ ۳۲

اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو۔ اور قدیم زمانہ جاہلیت
کے دستور کے موافق مت پھرو۔ اور تم نمازوں کی پابندی رکھو۔
اور زکوٰۃ دیا کرو۔ اور اللہ کا اور اس کے رسولؐ کا کہنا مانو۔
اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے
اور تم کو (ہر طرح ظاہراً و باطناً) پاک و صاف رکھے۔ ۳۳

اور تم ان آیاتِ الٰہیہ کو اس علم (احکام) کو یاد رکھو جس کا
تمہارے گھروں میں چرچا رہتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ رازدان
ہے پورا خبردار ہے۔ ۳۴

(ماخوذ ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی)

آیۂ تطہیر منکرین کے ناپاک ارادے خاک میں ملاتی ہے

آیۂ تطہیر منکرین اہلبیتؑ اطہار کے لئے بہت ناگوار مضمون ہے
کیونکہ اس آیۂ پاک سے ان کے ناپاک ارادے خاک میں مل جاتے
ہیں۔ بعض علماء متقدمین کی بڑی تعداد نے اس معاملہ میں خاموشی
اختیار کرنا بہتر خیال فرمایا ہے اور یہ کہہ کر دامن بچا گئے ہیں کہ ہم
پنجتنؑ پاک کو مانتے ہیں۔ یہ آیت واقعی ان کی شان میں ہے۔ کچھ نے
بات کو ذرا آگے بڑھا کر کہا کہ ٹھیک ہے یہ آیت پنجتنؑ پاک کے حق میں نازل
ہوئی مگر ازواج رسولؐ بھی اس میں شامل ہیں۔ ایک طبقہ یہ کہتا ہے کہ
حقیقت میں اس آیت کی مصداق حضورؐ کی بیویاں ہیں لیکن آنحضرتؐ
نے حضرات اربعہ کو بھی داخل فرمایا ہے۔ مگر آج کے دور میں ایک گروہ
قلیل ایسا بھی ہے جس کے موشگاف مولوی محض سستی شہرت حاصل کرنے
کی خاطر خلافِ کتاب و سنت حضرات علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور رسولِ
اکرمؐ تک کو بھی اس آیت سے غیر متعلق قرار دیتے ہیں اور صرف
ازواجِ پیغمبرؐ کو اس کا مصداق ٹھہراتے ہیں۔ بہرحال میدانِ تحقیق میں
اترتے ہیں اور قارئین کو سورۂ احزاب کی منقولہ بالا آیات کی تلاوت
فرمانے کا مشورہ دیتے ہیں۔

تحقیق حق

عربی دان قارئین آگاہ ہوں گے کہ جس جس مقام
پر بھی ازواج کا تذکرہ یا ان سے خطاب کیا گیا ہے
وہاں ہر جگہ پر صیغۂ مخاطب مؤنث استعمال کیا گیا ہے مثلاً
ان کنتن۔ تردن الحیوٰۃ الدنیا۔ فتعالین۔ امتعکن۔
امرحکن۔ منکن۔ لستن۔ ان اتقیتن۔ فلا تخضعن۔ قلن۔

بیوتکن - اتبرجن - اقمن - اتین - اطعن -

الغرض سارا خطاب جمع مؤنث صیغوں کے ساتھ ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ جہاں ازواج مراد ہیں قدرت نے وہاں صیغۂ جمع مؤنث استعمال کیا ہے۔ لیکن محض ایک مقام پر قاعدے سے ہٹ کر صیغۂ جمع مذکر بولا گیا ہے۔ جو ظاہر کرتا ہے کہ یہ خطاب ایسے افراد سے ہے جن کی کثرت مذکر ہو۔ پس گرامر کے لحاظ سے آیت تطہیر ازواج کے لیے ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس صورت میں صیغہ مؤنث ہونا چاہیے تھا۔

آیۂ تطہیر سے پہلے اور بعد کے بیان پر غور کرنے سے اس بات پر توجہ مرکوز ہوتی ہے کہ کلام میں وعدہ جزا کی نسبت وعید سزا بہت زیادہ ہے آیات کے مفہوم سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جہاں بھی ازواج کی بات ہے وہاں ان کو تنبیہ کی جا رہی ہے۔ ڈرایا گیا ہے نصیحت کی گئی ہے اور آخرت کے خوف کا اظہار کیا گیا ہے۔ مثلاً فرمایا گیا ہے کہ اگر تم کسی امر فاحشہ کی مرتکب ہوگی تو تم کو دوگنا عذاب دیا جائے گا۔ یا یہ کہ اگر تم طلب دنیا کی خواہش مند ہو تو خوبی کے ساتھ رخصت لے لو۔ پھر حکم کہ اپنے گھروں میں قیام کرنا۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو وغیرہ وغیرہ۔

تہدیدی بیان کا یہ سارا سلسلہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ازواج کا بیان کردہ منہیات کا مرتکب ہونا خارج از امکان نہیں تھا۔ لہٰذا خدا نے ان کو خبردار کیا۔ پس ان میں سے جو بی بی رک گئی اس نے اپنے مقام کو پہچان لیا۔ جو نہ رکی اس کی یہ لغزش مطلوبہ مقام کے کھو جانے کا سبب بنی۔ اللہ خوب راز دان ہے۔

کلام میں اکثر تخصیص و تبعیض نظر آتی ہے "من" تبعیضی کا استعمال ہوا ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ بعض اجر عظیم یا رزق کریم کی حقدار ہیں لیکن بعض کے لئے شدید عذاب کا بیان ہے۔ جیسا کہ خط کشیدہ عبارتوں سے ظاہر ہے۔

پھر یہ کہ کسی بھی جگہ عموم نہیں بلکہ ہر بات مشروط ہے۔ مثلاً اگر دنیا پسند ہو تو رخصت حاصل کر لو۔ اگر اللہ اور رسولؐ و آخرت کو چاہتی ہو تو تمہارے لئے اجر عظیم مہیا ہے۔ اگر بے ہودگی ہوگی تو دوہری سزا ملے گی۔ اگر حسنات بجا لاؤ گی۔ خدا و رسولؐ کی اطاعت کرو گی تو دوگنا اجر ملے گا۔ رزق کریم تیار پاؤ گی۔ تقویٰ اختیار کرو گی تو شان امتیازی کی مالک ہوگی۔ علیٰ ہذا القیاس۔

ان باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے جب ہم دیکھتے ہیں تو چادر تطہیر کسی بھی غیر معصوم کو اپنے اندر نہیں آنے دیتی ہے۔ ورنہ خلعت شریف ہر غیر معصوم کے لئے ناموزوں نظر آتا ہے۔ اگر یہ پوچھا جائے کہ آیت کا تعلق ازواج سے نہیں ہے تو پھر اس مقام پر کیوں آئی جہاں ازواج ہی کا تذکرہ ہے تو ہمارا جواب یہ ہے کہ چونکہ ازواج کو تہدید ہو رہی تھی لہٰذا ممکن ہے کہ اس تہدید میں اہل بیتؑ کو بھی شامل سمجھ لیا جائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ازواج النبیؐ سے اعراض فرما کر اہل بیت اطہار کی جانب رخ کلام کو پھیر دیا تاکہ امت پر عیاں ہو جائے کہ اہل بیت اطہار اس تہدید سے بالاتر ہیں۔ قرآن مجید میں اس قسم کی اور مثالیں بھی ملتی ہیں جس طرح کہ واقعہ معراج النبیؐ کے ساتھ سفر موسیٰ کا بیان ہے۔

دوم یہ کہ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب ترتیب نزول نہیں ہے۔ امکان ہے کہ یہ آیت اس مقام پر بوقت ترتیب لکھ دی گئی ہو۔ اس پر مفصل بحث کے لئے ہماری کتاب "حقیقت تحریف قرآن" کا مطالعہ کیا جائے۔

دیگر وجوہات

۱۔ آیۂ تطہیر میں "اِنَّمَا" کلمہ حصر ہے۔ اور ظاہر کرتا ہے کہ اشخاص معین کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

۲۔ لفظ "یرید" مضارع ہے۔ جو حال و مستقبل دونوں پر حاوی ہے۔ گویا اہلبیتؑ ہمیشہ طاہر و پاک رہیں گے۔ مگر احادیث میں کتب الحیض سے ثابت ہوتا ہے کہ ازواج مخصوص ایام میں طہارت سے جدا ہوتی تھیں۔

۳۔ منقولہ بالا رکوع ہی میں یہ ہے کہ اے پیغمبر کی بیبیو! تم میں سے جو بھی کوئی صریح ناشائستہ حرکت کرے گی اس کو دوگنا عذاب ہوگا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ازواج سے ایسے افعال کا سرزد ہو جانا امکان میں باقی رہ گیا۔ جبکہ آیت تطہیر میں بیان کردہ طہارت ارادہ خداوندی سے ہے۔ یہ تضاد ازواج و آیۂ تطہیر میں جدائی پیدا کرتا ہے۔

۴۔ اگر یہ عذر کیا جائے کہ نزول آیہ سے قبل ایسا خدشہ ہو سکتا تھا لیکن بعد میں ان کو طہارت کاملہ نصیب ہوئی تو ایسا مفروضہ علم خدا کی نفی کرے گا۔ کیونکہ تطہیر اخبار میں ہے معلومات خداوندی میں سے علم الٰہی ازلی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مفسرین کے نزدیک ارادۂ اذہاب رجس کے لئے مقرر ہو چکا ہے۔

عبداللہ ابن عباسؓ سے منسوب تفسیر

طاہر المکی صاحب نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منسوب کیا ہے کہ انہوں نے آیہ موصوفہ کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ آیت خاص ازواج کے لئے نازل ہوئی۔ لیکن مکمل حوالہ نقل نہیں فرمایا۔ بالفرض محال ہم نے مان لیا عکرمہ کی دعوت مباہلہ کو بھی قبول کر لیا اور بیان کردہ

دو کتب کا مطالعہ کرنے کی زحمت بھی اٹھائی۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ ان سب نے آیت کے پہلے حصہ کو ازواج کے لئے بتایا۔ اور یہ ممکن ہے کہ ابن عباسؓ نے جنگ جمل میں یہ آیت تلاوت بھی کی ہو کہ

"(اے ازواج رسولؐ! تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور جاہلیت کی رسموں کے موافق (در بدر) مت پھرو ——— الخ"

لیکن آیۂ تطہیر سے متعلق تو ابن عباسؓ کا بیان یہ ہے کہ:۔

"ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نو (۹) مہینے تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے رہے کہ آپؐ ہر روز ہر ایک نماز کے وقت علیؑ ابن ابی طالب کے دروازے پر تشریف لا کر فرماتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اے اہل بیت اللہ کا تو بس یہی ارادہ ہے کہ تم کو رجس سے پاک رکھے، اس طرح جیسے کہ پاک رکھنے کا حق ہوتا ہے۔

(اخرجہ ابن مردویہ تفسیر در منثور جلال الدین سیوطی
بحوالہ ارجح المطالب ص۶۳)

اب جبکہ ابن عباسؓ ہی کی زبان سے در اہل بیت کا تعارف ہو گیا تو پھر عکرمہ یا دیگر لوگوں کی بات کا کیا اعتبار ہوگا۔ (تفسیر در منثور آپ کے ماخذوں میں شامل ہے) تاہم اتمام حجت کے لئے کچھ حوالہ جات بطور ثبوت نقل کئے جاتے ہیں تاکہ طاہر صاحب کے بیان کردہ ۷۵ من گھڑت تفسیروں کا بھید عیاں ہو جائے۔

۱۔ صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب ۲۲۸ جلد ۳ صفحہ ۵۳۴ حدیث ۱۵۵۰ (پرانی کتابوں میں باب "فضائل اہل بیت النبی" الگ سے قائم ہے اور یہ حدیث جزء السابع کے صفحہ ۱۳۰ پر ہے۔ مگر

اب مترجمین نے اس باب کا عنوان لکھنے سے گریز کرنا شروع کر دیا ہے۔

۲۔ مسند امام احمد بن حنبل
جزء اوّل ص۲۳۱، جزء ثالث ص۲۸۵، ص۲۵۹، ص۱۵۱،
جزء رابع ص۵ اور ص۱۰۷، جزء سادس ص۲۹۲، ص۲۹۶،
ص۲۹۸، ص۳۰۴، ص۳۲۲۔

۳۔ صحیح ترمذی ک۴۴ سورہ ح۷، ک۴۶ ب۳۱ ب۹۰ اور ۶۰

۴۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۳ ص۲۰۵ باب مناقب اہل بیت النبی۔

نوٹ:- کتب حدیث میں مناقب اہل بیت اور فضائل ازواج کے ابواب کا جداگانہ ترتیب دیا جانا اس کی دلیل ہے کہ محدثین کے نزدیک ازواج اور اہل بیت الگ الگ ہیں اگر اہل بیت اور ازواج میں فرق نہ ہوتا تو علیحدہ علیحدہ باب بنانے کی ضرورت نہ ہوتی۔

۵۔ نزل الابرار مرزا محمد بن معتمد خاں ص۵ اور ص۱۰

۶۔ تفسیر درمنثور علامہ جلال الدین سیوطی جزء ۵ ص۱۹۸

۷۔ منہاج السنۃ علامہ ابن تیمیہ جلد ۳ ص۴

۸۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب علامہ ابن عبد البر جلد ۲ ص۴۶۰

۹۔ مسند ابوداؤد الطیالسی الجزء الثامن ص۲۷۴ حدیث ۲۰۵۹

۱۰۔ مصابیح السنۃ امام بغوی الجزء الثانی ص۲۷۸

۱۱۔ اشعۃ اللمعات شیخ عبد الحق محدث دہلوی جلد چہارم ص۳۷۸

۱۲۔ ینابیع المودۃ سلیمان قندوزی ص۱۰۷ تا ص۱۰۹

۱۳۔ نور الابصار علامہ شبلنجی ص۱۰۱

۱۴۔ اسعاف الراغبین برحاشیہ نور الابصار ص۹۸-۹۹ علامہ محمد صبان

ان کے علاوہ ستر سے زائد کتب میں احقر نے مطالعہ کیا ہے کہ آیت تطہیر کے مصداق پنجتن پاک ہیں۔ موطا امام مالک، مستدرک امام حاکم اور کتاب الاتحاف وغیرہ ان میں شامل ہیں۔

سہولت قارئین کے لئے یہ بہتر ہوگا کہ چند اقتباسات کا ترجمہ پیش خدمت کر دیا جائے تاکہ حجت تمام ہو جائے۔

ابن تیمیہ کا اقرار

امام اہل سنت علامہ ابن تیمیہ جیسے شیعہ دشمن اس موقف کی تائید میں لکھنے پر مجبور ہیں کہ:

"یہ صحیح ہے۔ اس کو امام احمد حنبل و ترمذی نے اُم سلمہ سے اور مسلم نے اپنی صحیح میں عائشہ سے روایت کیا ہے۔" اس کے بعد علامہ موصوف حدیث کساء نقل کرتے ہیں۔

(دیکھیے منہاج السنۃ جلد ۳ ص۴)

ازواج رسولؐ کی گواہی

جمع بین الصحیحین میں علامہ حمیدی نے بخاری و مسلم سے چھیالیسویں حدیث بابت آیہ تطہیر اُم المسلمین بی بی عائشہ سے نقل کی ہے۔

جمع بین الصحاح الستہ میں رزین بن معاویہ اندلسی نے بخاری، مسلم، موطا امام مالک، سنن ابوداؤد، صحیح کبیر نسائی اور سجستانی سے بھی روایت کیا ہے۔

رزین کی منقولہ روایت کا ترجمہ درج ذیل ہے:-

"حضرت اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ یہ (آیہ تطہیر) آیت میرے گھر میں نازل ہوئی میں دروازہ کے قریب بیٹھی ہوئی تھی۔ پس میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ کیا میں اہل بیتؑ میں نہیں ہوں؟ حضورؐ

نے جواب دیا تیری عاقبت بخیر ہے لیکن تو ازواج رسول میں ہے۔ اس وقت اس گھر میں فقط رسول خدا، علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام تھے حضورؐ نے ان کو اپنی چادر کے نیچے لے لیا۔ اور عرض کیا اے خدا یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ان سے رجس کو دُور رکھ اور ان کو اس طرح پاک کر جیسا پاک کرنے کا حق ہے۔"

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ یہ حدیث فرزندانِ اسلام کے لئے قولِ فیصل قرار پاتی ہے۔ بی بی صاحبہ کو خود سرکارِ کائنات سے شرفِ زوجیت حاصل ہے۔ ان کا بیان اس قدر صاف ہے کہ تمام ابہام رفع کرنے کے لئے کافی ہے۔ جیسا خود بی بی فرماتی ہیں کہ انہوں نے اپنے شوہرِ نامدار سے دریافت فرمایا۔

"یا رسول اللّٰہ الست من اھل البیت؟"

اے اللہ کے رسولؐ! کیا میں اہلبیت میں نہیں ہوں؟

حضورؐ نے جواب دیا۔

"انک علی خیر انکِ من ازواج رسول اللّٰہ"

تو خیر پر ہے لیکن تو ازواج میں ہے۔

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ جواب ناطق فیصلہ کر دیتا ہے کہ ازواج اور اہل بیتؑ میں فرق ہے۔ ازواج اور ہیں اور اہلبیتؑ اور ہیں۔

رسولِ مقبولؐ کا فیصلہ

اب جبکہ خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواج اور اہل بیتؑ کا فرق ظاہر کر دیا تو اُمت کے کسی فرد کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ

رسولِ خداؐ کے فیصلے کو بدل کر اپنے قیاسی فیصلوں پر عملداری کی دعوت دے۔ پس مسلم چاہے کتنے ہی پایہ کا ہو، کتاب خواہ جتنی بھی مستند ہو حکمِ رسولؐ اور گواہی زوجۂ رسولؐ کے مقابلے میں کوئی اعتبار نہیں رکھتے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف صریح الفاظ بلکہ صریح عمل سے اہلبیت کی مراد ہستیوں کا تعارف کروایا ہے۔ تاکہ لوگ اچھی طرح پہچان کریں۔ چنانچہ مشہور شیعہ دشمن علامہ ابن حجر مکی اپنی کتاب صواعق محرقہ (جو تردید شیعہ میں تحریر ہے) میں لکھتے ہیں کہ،

"امام احمد بن حنبل نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ آیۂ تطہیر پنجتن پاک کی شان میں نازل ہوئی۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ (وآلہٖ) وسلم، علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم۔

اور علامہ ابن جریر نے مرفوعاً ان الفاظ سے روایت کیا ہے یہ آیت (تطہیر) پانچ نفوس نبیؐ، فاطمہ، علی، حسن و حسین کے لئے ہے۔ نیز طبرانی نے روایت کیا اور مسلم نے اس طریقے سے روایت کی ہے کہ حضورؐ نے ان حضرات کو ایک چادر میں لپیٹ کر یہ آیت تلاوت فرمائی اور چادر میں ان چاروں کو لے کر فرمایا،

"اللّٰھم ھؤلاء اھل بیتی وحامتی ای حصتی اذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا"

اے اللہ! یہ ہیں میرے اہل بیت۔ ان سے ہر طرح کی نجاست کو اس طرح دُور رکھ اور ان کو پاک رکھ جیسے پاک رکھنے کا حق ہوتا ہے اس گاہ ام سلمہ نے عرض کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ حضورؐ نے فرمایا تو اپنے مقام خیر پر ہے اور دیگر روایت میں ہے کہ تلاوت آیۂ تطہیر

کے بعد حضورؐ نے ارشاد فرمایا - اُن سے میری جنگ ہے جو اُن سے جنگ کرے - جو اُن سے صلح رکھے میری اُن سے صلح ہے - اُن کا بہی خواہ میرا بہی خواہ، اُن کا دشمن میرا دشمن ہے۔

(براہین قاطعہ فارسی ترجمہ صواعق محرقہ)

ابن حجر کی منقولہ عبارت کے بعد اب ہم اپنے مؤقف کے حق میں اصحابِ رسولؐ اور صحابیات کی فہرست گواہان پیش کرتے ہیں، اور عدالتِ صحابہ کا واسطہ دے کر انصاف طلب کرتے ہیں۔

فہرست گواہان

محدثین و مفسرین کے مطابق آیہ تطہیر کئی مرتبہ اور متعدد موقعوں پر نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ ہم کچھ اصحابِ رسول اور صحابیات کے اسماء درج کرتے ہیں جنہوں نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ آیت تطہیر پنجتنؑ پاک کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اس فہرست میں ایسی بلند پایہ شخصیتیں ہیں کہ اگر بالفرض محال طاہر المکی اور ان کے ساتھیوں کی یہ بات مان لی جائے کہ اہل بیت سے مراد محض ازواج ہیں اور پنجتن پاک اس سے خارج ہیں تو عدالتِ صحابہ مجروح ہو جاتی ہے۔ نیز فاسد عقیدہ ان ہستیوں کے لیے تجویز ہو جاتا ہے جن کو آسمان اسلام کے مہر و ماہ و نجوم درخشندہ قرار دیا جاتا ہے۔ لیجیے چند نام ملاحظہ کیجیے:-

۱۔ حضرت انس بن مالک (خادم رسولؐ)

۲۔ حضرت سعد بن وقاص (فرد عشرہ مبشرہ)

۳۔ حضرت عائشہ (صدیقہ، ام المومنین)

۴۔ حضرت ام سلمہ (زوجہ رسولؐ)

۵۔ حضرت زینب بنت صفیہ

۶۔ حضرت صفیہ بنت شیبہ

۷۔ حضرت ابوسعید خدری

۸۔ حضرت جابر ابن عبداللہ۔

۹۔ حضرت علی بن ابی طالب (خلیفہ راشد)

۱۰۔ حضرت فاطمہ (بنت رسولؐ)

۱۱۔ حضرت حسن بن علی (نواسہ رسولؐ)

۱۲۔ حضرت حسین بن علی (سبط پیغمبرؐ)

۱۳۔ واثلہ بن الاسقع

۱۴۔ سہل ساعدی

۱۵۔ عمر بن ابی سلمہ

۱۶۔ زید بن ارقم

۱۷۔ ثوبان

۱۸۔ عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب وغیرہم۔

فہرست مصدقین

مندرجہ ذیل علمائے اہل سنت، محدثین، مفسرین اور مورخین نے آیہ تطہیر کو پنجتنؑ پاک علیہم السلام کی شان میں نازل و محدود ہونے کو بیان کیا اور اس حدیث (کساء) کو صحیح تسلیم کیا ہے یعنی

ہمارے مؤقف کی تصدیق کی ہے۔

۱۔ امام احمد بن حنبل ۲۔ امام مالک ۳۔ امام شافعی
۴۔ امام ابو حنیفہ ۵۔ امام مسلم ۶۔ امام ترمذی
۷۔ امام ابو داؤد ۸۔ عبداللہ ابن احمد حنبل ۹۔ حافظ ابو نعیم
۱۰۔ خطیب خوارزمی ۱۱۔ ابراہیم شامی ۱۲۔ امام طبرانی
۱۳۔ امام سمعانی ۱۴۔ امام حاکم ۱۵۔ امام ثعلبی
۱۶۔ امام واحدی ۱۷۔ ابو قاسم حسکانی ۱۸۔ ابن مردویہ
۱۹۔ امام جلال الدین سیوطی ۲۰۔ امام بغوی ۲۱۔ امام زمخشری
۲۲۔ امام فخر الدین رازی ۲۳۔ ابوبکر رازی ۲۴۔ نظام الدین نیشاپوری
۲۵۔ بیضاوی ۲۶۔ خطیب بغدادی ۲۷۔ ابن عبدالبر
۲۸۔ ابن عقدہ ۲۹۔ عبد ربہ ۳۰۔ علامہ طبرانی
۳۱۔ محب الطبری ۳۲۔ ابن جریر ۳۳۔ سبط ابن جوزی
۳۴۔ مسلم ابن قتیبہ ۳۵۔ علامہ ابن تیمیہ ۳۶۔ سید سلیمان قندوزی
۳۷۔ ابن حجر مکی ۳۸۔ عبدالعزیز محدث دہلوی۔
۳۹۔ عبدالحق محدث دہلوی ۴۰۔ سعید اللہ امرتسری وغیرہم

واثلہ کا بیان

امام احمد، ابوحاتم، حاکم، بیہقی، دیلمی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، اور علامہ جلال الدین سیوطی، نے اپنی مشہور تفسیر درمنثور میں روایت کی ہے کہ

"واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا

میں حضرت علیؑ کی تلاش میں حضرت سیدہ فاطمہؑ کی خدمت میں گیا۔ وہ فرمانے لگیں کہ علیؑ بارگاہ رسولؐ میں گئے ہیں۔ میں ان کے انتظار میں وہیں بیٹھ گیا۔ اچانک رسالت پناہ جناب علیؑ و حسنینؑ علیہم السلام کا ہاتھ پکڑے ہوئے تشریف لائے اور حجرے میں داخل ہو گئے اور بیٹھ گئے۔ حسنؑ کو داہنے زانو پر اور حسینؑ کو بائیں زانو پر اور حضرت علیؑ و فاطمہؑ کو اپنے سامنے بٹھا لیا اور ان پر چادر ڈال کر یہ آیت پڑھی اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰہُ لِیُذۡهِبَ ......"

صحابی رسولؐ حضرت ابو سعید الخدری کا فیصلہ کن بیان

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا قال انما نزلت فی خمسة النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی وفاطمہ والحسن والحسین علیهم السلام۔

(اخرجہ احمد، والطبرانی وعند ابن جریر مرفوعا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلفظ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هذه الایة نزلت فی خمسة فیّ وفی علی والحسن والحسین وفاطمة کذا فی الصواعق المحرقة وهذا الحدیث حسن علی رای اکثر العلماء قاله البدخشی فی نزل الابرار وایضا اخرجه السیوطی فی تفسیره الدر المنثور)

یعنی مشہور صحابی رسولؐ حضرت ابو سعید الخدری روایت کرتے ہیں کہ آیۂ تطہیر پنجتن پاک یعنی نبیؐ، فاطمہؑ، علیؑ، حسنؑ اور حسینؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے

امام ابن جریر نے اس حدیث کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ یہ آیت پانچ ہستیوں کی شان میں اُتری ہے یعنی میرے، علیؑ، فاطمہؑ، اور حسنؑ و حسینؑ کے لئے۔ علماء کی کثرت نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔

میدانِ مباہلہ میں اہلِ بیتؑ کا تعارف
بذریعہ رسولؐ صادق بزبان سعد بن ابی وقاص

امام مسلم نے اپنی صحیح میں، امام ترمذی نے اپنی صحیح میں امام نسائی نے خصائص میں اور امام احمد بن حنبل نے مسند میں حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے کہ:۔

عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت ھذہ الاٰیۃ فقل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا وفاطمۃ وحسنا وحسینا فقال اللھم ھؤلاء اھل بیتی۔

صحابی رسولؐ (فردِ عشرہ مبشرہ) حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ یہ آیت (مباہلہ کہ (اے رسولؐ عیسائیوں سے کہہ دو کہ ان کو کہو۔ ہم اپنے بیٹے لائیں اور تم اپنے بیٹے لاؤ۔ ہم اپنی عورتیں لائیں تم اپنی عورتوں کو لاؤ ہم اپنے نفس لائیں اور تم اپنے نفس لاؤ پھر دعا کریں کہ اللہ جھوٹوں پر لعنت ہو۔ نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کو بلا کر فرمایا۔
"اے اللہ یہ میرے اہلبیت ہیں۔"

صاحب البیت حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مختلف مواقع پر عملی طور پر اپنے اہل بیت (طہارت) کا تعارف کرانا فعل عبث تو ہو نہیں سکتا ہے۔ لیکن مباہلہ کے وقت جبکہ الفاظ میں شرکت غیر کی پوری گنجائش بھی ہے حضورؐ کا کسی دوسرے فرد کو "اہل بیتؑ" میں شامل نہ کرنا ایک طرف تو اس بات کی برہان عظیم ہے کہ نفوس خمسہ ہی اہل البیت حقیقی ہیں تو دوسری جانب اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ حضرات خمسہ معصوم ہیں۔ کیونکہ مقام مباہلہ پر صرف معصوم افراد ہی کی ضرورت تھی کہ کاذبین پر لعنت کی بددعا مطلوب تھی۔ لہٰذا ایسے افراد کی ضرورت تھی جنہوں نے کبھی بھی سہواً یا قصداً جھوٹ نہ بولا ہو۔ اور سوائے خمسہ معصومین کے اس وقت کوئی بھی ایسا نہ تھا جو اس معیار پر پورا اتر سکتا۔ اگر ازواج آیت تطہیر کی مصداق ہوتیں تو ضرور ان کو بھی بلایا جاتا۔ ۔۔ ۔۔ میں ان کو بھی شامل کیا جا سکتا تھا۔ لیکن چونکہ عصمت کاملہ کا فقدان تھا لہٰذا صرف حضرات خمسہ کا انتخاب کیا گیا۔

مباہلہ کا واقعہ سنہ ۱۰ھ میں ہوا ہے۔ عیسائیوں نے محض شرکاء مباہلہ کو دیکھ کر ہی دستبرداری اختیار کر لی تھی۔ اور غیر مسلم ہوتے ہوئے صداقت و طہارت پنجتنؑ پاک کو تسلیم کر کے عملاً شکست مان لی تھی مگر افسوس ہے کہ کلمہ اسلام پڑھنے کے دعویدار ان اُن برگزیدہ نفوس کے مقام عظمت کا انکار کر کے اپنی کم ظرفی کا ثبوت دیتے ہیں۔

الغرض ان کثیر شواہد کی موجودگی میں کہ جن میں خود ازواج بھی بطور گواہ ہیں۔ اصحاب کا گروہ کثیر راوی ہے اور علماء کی اکثریت تائید میں ہے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ آیت تطہیر نفوس خمسہ کی شان میں ہے۔ اور ازواج

سے اس آیہ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

تعجب ہے کہ ابن عباسؓ اگر حدیث قرطاس روایت کریں تو ان کو کمسن سمجھ کر قبول نہ کیا جائے لیکن اگر کوئی مجروح روایت اُن سے منسوب ہو جو کہ ان کی اس کمسنی سے بھی زیادہ صغرسنی میں مروی ہو تو اسے قبول کیا جائے۔ یہ طریقہ درائت کے ضابطے سے ٹکراتا ہے۔ بہرکیف یہ معروف بات ہے۔ حقیقت میں ابن عباس سے ایسی کوئی بھی مرفوع حدیث مروی نہیں جس سے ثابت ہو کہ آیت تطہیر ازواج کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ شاہ عبدالقادرؒ دہلوی صاحب کا غلط ترجمہ کر دینا حقائق کو تبدیل نہیں کر سکتا ہے۔ اسی طرح تفسیر جلالین میں صاحب تفسیر کا اہل بیت سے ازواج مراد لینا بھی حجت نہیں ہو سکتا ہے جبکہ اس کے خلاف تردید کا ایک طویل سلسلہ موجود ہے۔

لاکھ باتوں کی ایک بات

لاکھ باتوں کی ایک بات یہ ہے کہ جب خود صاحب البیتؐ نے اہل البیتؑ کا تعارف متعدد مرتبہ کروا دیا۔ گھر میں بھی اور میدان میں بھی تو پھر باہر والے کی بات کا کیا اعتبار ہو گا۔ جب تک یہ احادیث صحیحہ ذخیرہ کتب میں محفوظ ہیں۔ اہلبیتؑ و ازواج کا فرق موجود ہے۔

دُو اور دُو چار

ہم تو اس مسئلہ کا بڑا آسان حل پیش کرتے ہیں۔ نہ لمبی چوڑی تقریر کی ضرورت ہے نہ طویل تحریر کی احتیاج۔ دُو اور دُو چار۔ ازواج کو آیت تطہیر کا مصداق ٹھہرانے والے لوگ اپنی صحاح میں سے کوئی مرفوع حدیث رسولؐ پیش کر دیں جس میں حضورؐ نے اپنی بیویوں / بیوی کو فرمایا ہو

آیت تطہیر ہماری شان میں نازل ہوئی ہے جبکہ ہم نے اس کے برعکس صحیح کتب سے مرفوع و صحیح احادیث کے اثبات کے ساتھ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچائی ہے کہ آیت تطہیر پنجتن پاکؑ کے حق میں نازل ہوئی نیز یہ کہ ازواج اس آیہ میں داخل نہیں ہیں۔ آئیے اب ہم کچھ وجوہات بیان کرتے ہیں جن کے باعث ازواج النبیؐ آیۂ تطہیر کی مصداق قرار نہیں دی جا سکتی ہیں۔

ازواج آیۂ تطہیر میں کیوں شامل نہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ ازواج کو آیۂ تطہیر کا مصداق ٹھہرانا نہ صرف کتاب و سنت کے برعکس ہے بلکہ صداقت دین حقہ کے لئے مضر ہے۔ کیونکہ آیۂ موصوفہ میں وارد طہارتِ کاملہ اس بات کا تقاضا کرے گی کہ اس کا مصداق صاحب عصمت ہو۔ یعنی معصوم ہو۔ ایک غیر جانبدار شخص آلودگی حیض، حالات جنابت کی ناپاکی اور قبل از قبول اسلام کفر و جہالت کے تذکرے دیکھ کر ایسی طہارت کے دعویٰ کا مضحکہ اڑائے بغیر نہیں رہ سکے گا۔ اجتہادی غلطیوں کی موجودگی بھی مانع طہارت مطلوبہ ہو گی۔ اندریں صورت صداقت کلام الٰہی پر حرف آئے گا کہ اللہ جس کا ارادہ ازلی ہے۔ ایک جانب تو ظاہری و باطنی طہارت کاملہ کا اعلان کرتا ہے تو دوسری طرف ظاہری نجاست سے بھی پاک نہیں رکھتا۔ علاوہ ازیں باطنی ضلالت کا بھی اذہاب نہیں کرتا۔ پس ایسی خطرناک صورت میں علم خدائے علیم کی بھی نفی ہوتی ہے۔ الغرض جب اللہ اور کتاب اللہ ہی مختلف ہو کر معاذ اللہ غیر معتبر ہو گئے تو پھر تھا کم بدہن،

رسولؐ واہلبیتؑ رسولؐ کا کیا اعتبار رہے گا، پس پورا دین ہی منہدم ہو جائے گا۔

لہٰذا تحفظ ناموس دین الٰہیہ کے لئے ضروری ہے کہ دین کو اللہ و رسولؐ کے احکامات کی حدود میں قائم رکھا جائے اور اپنے ناقص خیالات کو دین کے معاملات میں پیشرو نہ بنایا جائے کیونکہ تغییر یا الحاد کو اسی لئے ممنوع ٹھہرایا گیا ہے۔

پس از روئے قرآن مجید، لغت و گرامر عربی، احادیث پیغمبرؐ، تفاسیر قرآن بمطابق روایات اصحاب النبیؐ و صحابیات رسولؐ، ازواج النبیؐ، اہلبیت الرسولؐ اور علمائے اسلام کی کثیر تعداد کے شواہد سے پوری طرح ثابت ہوا کہ آیت تطہیر حضرات خمسہ سرکار ختم الرسل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیدۃ النساء العالمین، صدیقۃ الکبریٰ فاطمۃ الزہراؑ، سید الاولیاء امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ، امام العالم حسن بن علی اور سید الشہداء حسین مظلوم علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان عصمت وطہارت میں نازل ہوئی ہے۔

"ارشاد رسولؐ سے مزید تائید"

اس عنوان کے ذیل میں طاہر المکی صاحب تحریر کرتے ہیں

"خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کو اہل بیت کے الفاظ سے مخاطب فرمایا کرتے تھے چنانچہ صحیح بخاری، مسلم اور ترمذی میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی کے قصے میں منقول ہے

فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانطلق الی حجرۃ عائشہ فقال السلام علیکم اھل البیت و رحمۃ اللہ فقالت وعلیک السلام و رحمۃ اللہ کیف وجدت اھلک؟ بارک اللہ لک فتقدی حجر نساءہ کلھن یقول لھن کما یقول لعائشۃ ویقلن لہ کما قالت عائشہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لاکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر حضرت عائشہ کو السلام علیکم اہل البیت و رحمۃ اللہ (اے میری اہل بیت اللہ کی طرف سے تم پر سلامتی اور رحمت ہو) کہہ کر سلام فرمایا حضرت عائشہ نے جواب میں عرض کیا آپؐ پر بھی سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو۔ اور آنحضرتؐ نے حضرت زینبؓ کے متعلق دریافت کیا کہ آپ نے اپنی اہلیہ کو کیسا پایا؟ اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے تمام ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے جاکر ان سب سے اسی طرح سلام کیا جس طرح حضرت عائشہؓ سے سلام کیا تھا اور سب نے سلام کا اسی طرح جواب دیا۔ جس طرح حضرت عائشہ نے دیا تھا۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ احزاب آیت یا ایھا الذین آمنوا لاتدخلوا بیوت النبی ج ۲ صـ ٧٠٦ صحیح بخاری مترجم اردو مطبوعہ

محمد سعید قرآن محل کراچی جلد ۲ صفحہ ۸۹۲ حدیث ۱۹۰۳، التاج الجامع الاصول، کتاب التفسیر مطبوعہ مصر ۱۹۶۲ء ج ۴ صفحہ ۲۱ بحوالہ بخاری، مسلم و ترمذی۔

اور مشہور شیعہ مؤلف ملا باقر مجلسی کی کتاب حیات القلوب میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان الفاظ سے سلام کیا کرتے تھے کہ السلام علیکم یا اہل البیت یعنی میری اہل بیت (گھر والی) تم پر سلام۔ (دیکھئے حیات القلوب مترجم اردو جلد ۲ صفحہ ۱۸۸ پانچواں باب فضائل حضرت خدیجہؓ شائع کردہ مکتبہ امامیہ لاہور)"

(حقیقی اہل بیت رسول صفحہ ۱۵-۱۶)

بے جا تائید کی تردید

حضرت خلق عظیم، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلاقِ عالم نے مجسم اخلاق قرار دیا ہے۔ دین اسلام ایسا مہذب دین ہے جس پر ہر تہذیب و تمدن کی شرافتوں کو رشک آتا ہے۔ اس دین شریف کے اخلاقی ضابطے، معاشرتی تمدن کے قواعد اتنے فطری اور مفید ہیں کہ بود و باش کی تمام مشکلات پر قابو پانے کے لئے کافی ہیں۔ چنانچہ ادب و آداب سکھانے پر اسلام نے خصوصی توجہ کی ہے۔ ان ہی میں ایک طریقہ سلام بھی ہے۔ سلام کے احکامات کو رائج کرکے اسلام نے بنی نوع انسان کی باہمی اخوت و محبت کو استحکام بخشا ہے۔

چنانچہ حضورؐ کی حیاتِ طیبہ میں آپؐ کے خصائل و شمائل میں یہ بات خصوصاً نظر آتی ہے کہ حضورؐ سلام کی پابندی فرماتے تھے۔ آپ سب کو سلام کہا کرتے تھے اور مسلمانوں کو بھی اس عادت کو اختیار کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ چنانچہ کتب احادیث میں کتاب الآداب کے تحت "باب السلام" کا عنوان قائم کیا گیا ہے۔ جس میں سلام کی اہمیت و ضرورت، فضیلت و فوائد پر سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے۔

حضور اکرمؐ امت کو جو بھی تعلیم دیا کرتے خود اس پر عمل فرما کر سکھاتے تھے تاکہ امت کے لئے آپؐ کی سنت رہنمائی کا نشان قرار پائے۔ حکم عام ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔

"جب گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو۔ اور جب گھر سے باہر جاؤ تو گھر والوں کو سلام کرکے جاؤ۔"

(مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۱۵)

"عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا بنی اذا دخلت علی اھلک فسلم یکون برکۃ علیک وعلی اھل بیتک۔" (ترمذی)

(صحابی رسولؐ) حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیٹا جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کر۔ تیرا سلام تیرے اور تیرے گھر والوں کے لئے برکت کا موجب ہوگا۔

(یہاں یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ بیوی کو سلام کرو اور باقی اہل خانہ کو سلام نہ کرو بلکہ افراد خانہ کو سلام کرنے کا حکم ہے۔ یعنی اہل بیت سے مطلب گھر والے ہیں نہ کہ صرف گھر والی۔)

عادت رسولؐ میں کی ایک عادت یہ بھی تھی کہ حضورؐ جب بھی کسی گھر میں قدم رنجہ فرماتے تو اس میزبان گھر والوں کو سلام کہتے۔ حتیٰ کہ حضورؐ کو بھی استثنیٰ نہ تھا۔ پھر یہ کہ عموماً سلام میں پہل حضورؐ ہی کی جانب سے ہوتی تھی۔ اسی عادت باسعادت کے مطابق حضورؐ اپنی ازواج کو بھی سلام فرمایا کرتے تھے اور "اہل بیت" کے الفاظ سے مراد گھر والے ہی ہوتے تھے صرف زوجہ نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر آپؐ سوائے اپنی بیویوں کے کسی دوسرے کے لیے "اہل بیت" کے الفاظ نہ فرماتے جبکہ یہ بات خلاف واقعہ ہے۔

نو ۹ ماہ کا عمل رسولؐ

ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ ہمیں "بیوی" کے "اہل بیت" میں ہونے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ قابل اعتراض بات یہ ہے کہ "اہل بیت" سے مراد صرف بیوی نہیں اور اہل البیت جو مصداق آیہ تطہیر ہیں وہ گھر والوں میں سے مخصوص پانچ افراد ہیں جن کے حق میں یہ آیہ نازل ہوئی۔ کیونکہ خود رسول پاکؐ نے اہل بیت اطہار کو اپنے دیگر گھر والوں میں سے جدا کر کے خصوصی طور پر متعارف کروایا۔ ایک معقول عرصہ تک ان پر ہر نماز کے بعد سلام فرمایا تاکہ ازواج، رشتہ داروں اور اہل بیت اطہار میں امتیاز واضح ہو جائے۔ جیسا کہ ابن عباس کی یہ روایت ہم گذشتہ بیان میں نقل کر چکے ہیں۔

"قال شھدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسعۃ اشھر یاتی کل یوم باب علی بن ابی طالب عند وقتہ کل صلوٰۃ فیقول السلام علیکم ورحمۃ

اللہ وبرکاتہ اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب ۔ الآیۃ الصلوٰۃ رحمکم اللہ کل یوم خمس مرات"

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جناب رسول خداؐ نو ماہ تک روزانہ بعد نزول آیہ تطہیر حضرت علی بن ابیطالب کے دروازے پر ہر ایک نماز کے وقت تشریف لاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے اے اہل بیت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر آیت تطہیر تلاوت فرمایا کرتے تھے اور پھر فرماتے "الصلوٰۃ رحمکم اللہ" روزانہ پانچ وقت حضور اکرمؐ ایسا کرتے تھے۔

(تفسیر در منثور جلال الدین سیوطی)

اس روایت کی تائید مندرجہ ذیل روایت سے بھی ہوتی ہے۔

"ابوالحمراء رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ میں نو مہینے خدمت اقدس رسول مقبولؐ میں رہا (اس عرصہ میں) جب صبح ہوتی تو حضورؐ حضرت فاطمہؑ کے دروازہ پر تشریف لے جا کر فرماتے اے اہل بیت! اللہ تم پر رحم کرے۔ تحقیق اللہ کا ارادہ ہے کہ اے اہلبیت تم کو ہر نجاست (ظاہری و باطنی) سے پاکیزہ رکھے اور تم کو ایسا پاک بنائے کہ جیسے پاک بنانے کا حق ہوتا ہے"

اس روایت کو طبرانی، ابن جریر، ابن مردویہ نے رقم کیا ہے اور علامہ جلال الدین سیوطی نے تفسیر در منثور میں درج فرمایا ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ آیہ تطہیر نازل ہونے کے چھ ماہ بعد تک حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ دستور رہا کہ روزانہ

على الصبح آپؐ خانۂ بتولؑ پر نماز فجر کے وقت تشریف لایا کرتے تھے اور
ان کو "یا اہل بیتؑ" سے مخاطب کر کے آیت تطہیر تلاوت فرماتے تھے۔

"عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کان یمر بباب فاطمة ستة اشھر اذا خرج
الی الصلوٰۃ الفجر یقول الصلوٰۃ۔

**یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم
الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا"**

"انس بن مالک سے مروی ہے کہ عرصہ چھ ماہ تک سرور کائنات
جب نماز صبح کے لئے نکلتے تھے تو فاطمہ کے دروازے پر آ کر فرمایا کرتے تھے
"اے اہل بیت تحقیق اللہ نے ارادہ کیا ہے کہ ——— الخ"

۱۔ صحیح ترمذی تفسیر سورۂ احزاب و باب مناقب۔
۲۔ مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۲۸۵
۳۔ روضۃ الندیہ صلاح الامیر ص ۳
۴۔ مستدرک علی الصحیحین امام حاکم ج ۳۔
۵۔ درمنثور سیوطی ج ۵ ص ۱۹۹

اسی طرح اب ابو سعید الخدری کا بیان سنیے۔

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنه لما دخل
علی بفاطمة جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اربعین
صباحا الی بابھا یقول السلام علیکم ورحمة اللہ و
برکاته الصلوٰۃ رحمکم اللہ انما یرید اللہ لیذھب
عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا انا حرب لمن

حاربکم وسلم لمن سالمکم۔
(اخرجه ابن مردویه والسیوطی فی درالمنثور)

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جب علیؑ و فاطمہؑ کا نکاح ہو گیا
تو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چالیس دن تک برابر صبح کو سیدہ
فاطمہؑ کے در اقدس پر تشریف لاتے رہے اور فرماتے تھے السلام علیکم
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نماز کا وقت ہے خدا تم پر رحم کرے بے شک خدا
اس کے سوا کچھ نہیں چاہتا ہے کہ اے اہل بیت (اطہار) تم کو ہر طرح کی
ناپاکی سے محفوظ رکھے اور اس طرح پاک رکھے جس طرح کہ پاک رکھنے کا
حق ہوتا ہے۔ میں جنگ کرنے والا ہوں اس سے جو تم سے جنگ
کرے اور صلح رکھنے والا ہوں اس سے جو تم سے صلح رکھے۔
روایات کے اس تواتر کے بعد اس ضمن میں مزید بحث کی ضرورت
تو نہیں رہ جاتی ہے کہ اہل بیت اطہار کون ہیں۔ تاہم بدیں امر کو مدنظر
رکھتے ہوئے ہم مزید گفتگو کرتے ہیں۔

آیۂ تطہیر نبی پاکؐ کے توسل سے آئی۔ اس بات سے کون مسلمان
انکار کر سکتا ہے کہ قرآن مجید کے معانی و مطالب حضورؐ سے بہتر کوئی
دوسرا نہیں سمجھ سکتا ہے۔ جب آپؐ نے انتہائی موثر طریقے سے بتا
دیا کہ آیۂ تطہیر میں لفظ اہل البیتؑ سے کون سے گھر والے افراد
مراد ہیں اور یہی بہتر طریقہ تعلیم ہوتا ہے کہ مطلوبہ معنی کو افعال سے
ظاہر کیا جائے جیسے آج کل آپ لوگ پریکٹیکل کہتے ہیں۔ تو پھر کوئی
وجہ نہیں ہے کہ ہم مسلمان ہوتے ہوئے حضورؐ کی تشریح کو تسلیم نہ کریں۔
آپؐ نے معصود اہل بیت اطہار کو جو کہ مصداق آیۂ تطہیر تھے

چادر میں جمع فرما کر (یعنی گھر کے اندر چادر کا گھر بنا کر) متعارف کروا دیا کہ اہل بیت تطہیر سے مراد صرف آپؐ خود، آپ کے نفس علیؑ، آپ کی بضعتہ فاطمہؑ، آپؐ کے ریحانتین حسنین کریمین علیہم السلام ہیں اور ان کے علاوہ جو بھی ہیں اس عبا کے گھر سے باہر ہیں۔ حتیٰ کہ زوجہ صالحہؓ نے داخلے کی خواہش کا اظہار بھی کیا تو آپؐ نے باوجود خلق عظیم ہونے کے اُن کو اجازت داخلہ درکساء دینے سے گریز فرمایا۔ پھر مسلسل نو مہینے تک آپ ہر نماز کے وقت روزانہ باآواز بلند اعلان فرماتے رہے لوگوں کے سامنے "اللھم ھولاء اھلبیتی" کا ڈھنڈورہ پیٹتے رہے اور اُمت کو ذہن نشین کرانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی کہ آیت تطہیر کے مصداق "اہل بیت" کون ہیں۔ اعلان عام کے اس عملی طریقے کے بعد کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی ہے کہ لوگ اہل بیت کے حقیقی مفہوم سے واقف نہ ہوں۔ رسول مقبولؐ نے جب اتنے شاندار و مؤثر طریقے سے تمام شبہات کو دُور کر دیا تو اب اُمت کے کسی بھی فرد کو یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ اس کے خلاف کوئی دوسرا مفہوم وضع کرے۔ اہل بیت تطہیر میں ازواج کو داخل کرنا دراصل رسول صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کا ارتکاب کرنا ہے۔ اور ایسے مرتکب کے دماغ کا یہ خبط ہے کہ وہ معاذ اللہ صاحب القرآن نبی معصوم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ عالم القرآن ہے۔

خبردار! چونکہ خود شارع علیہ السلام نے اس مسئلہ کا حل عملاً متعدد مواقع پر اہل بیتؑ اطہار کا تعارف کروا کر حتمی طور پر پیش کر دیا ہے۔ اس لئے بحیثیت کلمہ گو مسلمان ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا ہے کہ ہم حضورؐ کے فیصلہ کو تسلیم نہ کریں۔ کیونکہ سورۃ احزاب ہی میں فرمان خداوندی ہے کہ:۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِينًا ۝ (الاحزاب)

"اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجائش نہیں جبکہ اللہ اور اس کا رسولؐ کسی قضیہ کا فیصلہ فرما دیں کہ ان (امت) کو اس معاملہ میں کوئی اختیار (باقی) رہے۔ اور جو شخص اللہ کا اور اس کے رسول کا کہنا نہ مانے گا وہ صریحی گمراہی میں پڑا ہے۔"

پس اپنی من مانی تاویلوں پر فیصلۂ رسولؐ کو قربان کر دینا اہل ایمان کا شیوہ نہیں ہے۔ اور ہم پناہ مانگتے ہیں ایسی صریح گمراہی سے جس میں حکم رسولؐ کی سرتابی ہو۔ لہٰذا ہمارا ایمان ہے کہ حقیقی اہل بیت اطہار پانچ نفوس "آل عبا" ہیں۔ ازواج ان میں داخل نہیں ہیں۔

ساری بحث کو سمیٹ کر ہم طاہر المکی صاحب سے صرف یہ پوچھتے ہیں کہ کیا رسول مقبولؐ نے اپنی کسی زوجہ کو "اہل بیت" کے الفاظ سے مخاطب کر کے کسی بھی موقع پر آیت تطہیر کی تلاوت فرما کر کہا کہ یہ آیت خدا نے تمہارے لئے نازل کی ہے۔ اگر کوئی ایسا ثبوت مل جائے تو پیش کر دیا جائے۔ ہم ان کی بات مان لیں گے۔ ورنہ محض "اہل بیت" سے خطاب کافی نہیں ہوگا۔ کیونکہ خطاب گھر کی بلی کے لئے بھی جو کہا گیا ہے۔

آیت کا حقیقی مفہوم

اس ذیلی عنوان کے تحت طاہر المکی صاحب نے لکھا ہے کہ:۔

"ان حقائق کے مطابق اہل بیت کا مفہوم یہ ہے کہ:۔

"اے نبی ﷺ کی گھر والیو! ہم نے تمہیں تمام عورتوں پر جو برتری اور فضیلت کا شرف عطا فرمایا ہے اور دنیا کی خواتین کے لیئے تمہیں جو مثالی نمونہ قرار دیا ہے وہ اس لئے کہ تمہارا تزکیۂ نفس کر کے تمہیں بالکل پاک صاف کر چکے ہیں۔ کیونکہ جب ہم کسی چیز کا ارادہ کر لیتے ہیں (انما یرید اللہ) تو اسے کر کے چھوڑتے ہیں (اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ) یہی وجہ ہے کہ جب ہم نے تمہارے تزکیۂ نفس کا ارادہ کیا تو کن فیکون کے اصول کے تحت فوراً تمہارا تزکیہ ہو گیا۔ اور تم دنیا کی خواتین کے لیے نمونہ بن گئیں۔"

چونکہ اس آیۂ کریمہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت کے لیئے وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (پاکیزہ) کا لفظ استعمال ہوا ہے اس لیے تمام مسلمان انہیں ازواج مطہرات کہتے ہیں یعنی پاک بیبیاں۔"

(کتاب زیر بحث صفحہ ۱۶-۱۷)

خودساختہ مفہوم کا تجزیاتی جواب

اولاً تو صاحب القرآن ﷺ کے آیۂ قرآنی کا مفہوم بالوضاحت بیان کرنے کے بعد کسی بھی غیر معصوم کا کوئی وضعی مفہوم پیش کرنا دینی امور میں دست درازی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریح کے بعد اس میں رد و بدل کرنے کا کوئی شرعی جواز نہیں رہ جاتا بلکہ طاہر المکی صاحب کے بیان کردہ مفہوم کو اصولی طور پر زیر بحث لانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ تاہم محض افہام و تفہیم کی خاطر ہم اس کا تجزیہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

جیسا کہ گذشتہ بیان میں ہم نے قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور زبان عربی کی گرامر سے ثابت کیا کہ "اہل بیت" سے صرف بیوی مراد نہیں ہوتی ہے بلکہ گھر کے سب افراد اس میں شامل کیے جا سکتے ہیں حتیٰ کہ علماء نے گھر کی بلی تک کو اہل بیت میں شمار کیا ہے۔ جیسا کہ روایت ہے:

"حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول خدا سے سنا ہے کہ بلی بھی اہلبیت میں سے ہے"

(مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۳۰۹)

اسی طرح سنّی امام اعظم حضرت ابو حنیفہ نے اپنے استاد حماد سے انہوں نے ابراہیم سے نقل کیا ہے کہ بلی کا جوٹھا (کھانے میں) کوئی حرج نہیں کیونکہ بلی منجملہ اہل بیت کے ہے"

(کتاب الآثار مصنف قاضی ابو یوسف صفحہ ۷)

لہٰذا ہماری بحث لفظ "اہل بیت" پر نہیں کیونکہ اس سے اہل بیت نسبی اہل بیت سکنی وغیرہ تمام مراد لئے جاسکتے ہیں اور متفق بین الفریقین حدیث رسولؐ ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے اپنے مقرب صحابی جناب لقمانِ اُمت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو اپنے "اہل بیت" فرمایا۔ اگر نعوذ باللہ یعقوب طاہر صاحب اہل بیت کا مطلب زوجہ ہے تو پھر موصوف غور فرما کر بتائیں کہ سلمان فارسیؓ کو یہ اعزاز حضورؐ نے کن معنوں میں عطا فرمایا تھا؟

اس بحث میں ہمارا مرکز و منتہا "اہل بیتِ اطہارؑ" ہیں۔ جن کی شان میں آیۂ تطہیر اُتری۔ خود پیغمبرؐ نے اپنی زوجہ محترمہ کو چادر میں داخل ہونے سے روک کر گھر کے باقی افراد پر واضح کیا کہ آیۂ تطہیر کے مصداق وہ مخصوص گھر والے ہیں جو اس چادرِ تطہیر میں جمع ہیں۔ یہ اجتماع و جلسہ ہم پہلے دو ازواج یعنی بی بی عائشہ اور بی بی اُم سلمہ کے گھروں میں ان کی زبانی بطورِ شہادت تحریر کر چکے ہیں۔ آئیے اب تیسری اُم المومنین کے گھر سے گواہی ملاحظہ کریں۔

"حدثنی ابوالحسن اسمٰعیل بن محمد بن الفضل بن محمد الشعرانی ثنا جدی ابوبکر بن ابی شیبہ الحزامی ثنا محمد بن اسمٰعیل بن ابی فدیک حدثنی عبدالرحمٰن بن ابوبکر الملیکی عن اسمٰعیل بن عبداللّٰہ بن جعفر بن ابی طالب عن ابیہ قال

لما نظر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی الرحمۃ ھابطۃ قال ادعوا الی ادعوا الی فقالت صفیہ من یا رسول اللّٰہ

قال اھل بیتی علیا و فاطمۃ والحسن والحسین فجئنی بھم فالقیٰ علیھم النبی صلی اللّٰہ علیہ (وآلہٖ) وسلم کساءً ثم رفع یدیہ ثم قال اللھم ھؤلاء آلی فصل علیٰ محمد وآلِ محمد و انزل اللّٰہ عزوجل انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔

ھٰذا حدیث صحیح الاسناد قد صحت الروایۃ علیٰ شرط الشیخین انہ علمھم الصلوٰۃ علیٰ اھل البیت کما علمھم الصلوٰۃ علیٰ آلہ۔"

ترجمہ:۔ (اسناد عربی میں دیکھئے) حضرت عبداللّٰہ بن جعفر ابن ابی طالب سے مروی ہے کہ جب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نزولِ وحی کے آثار محسوس فرمائے تو ارشاد کیا کہ "میرے پاس بلاؤ، میرے پاس بلاؤ"۔ حضرت اُم المومنین صفیہ نے عرض کیا "اے اللّٰہ کے رسولؐ کس کو بلائیں؟" آپؐ نے فرمایا "میرے اہل بیت علی و فاطمہ و حسن و حسین (علیہم السلام) کو بلاؤ"۔ پس وہ چاروں صاحبان تشریف لائے۔ تو حضورؐ اکرم نے ان کے اوپر ایک چادر ڈالی اور پھر (دعا کے لئے) ہاتھ بلند کر کے فرمایا۔ "اے اللّٰہ یہ میری آل ہیں۔ درود بھیج محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر۔ اس وقت خداوند تعالیٰ نے آیت تطہیر نازل فرمائی۔

یہ حدیث صحیح الاسناد ہے کہ شرط شیخین (بخاری و مسلم) کے مطابق صحیح ہے۔ حضورؐ نے اہل بیتؑ پر اسی طرح صلوٰۃ بھیجنے کو فرمایا جس طرح آل پر (گویا آل اور اہل بیت اطہار ایک ہی ہوئے)

(مستدرک علی الصحیحین ج ۳ ص ۱۴۶ کتاب معرفۃ الصحابہ مناقب اہل بیت رسول اللّٰہ)

اس حدیث میں بھی رسول مقبولؐ نے آیت کا حقیقی مفہوم سمجھایا ہے۔ اور اپنی زوجہ محترمہ ہی کے سوال میں جو باتشریح فرمائی ہے کہ میرے اہل بیت اطہار علیؑ فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ (علیہم السلام) ہیں۔ بی بی صاحبہ کے سامنے ان چاروں کو چادر میں لیا ہے اور درود شریف پڑھا ہے۔ اور اسی موقع پر بھی آیۂ تطہیر کا نزول ہوا ہے۔

ایسے عظیم الشان اہتمام کے بعد کسی ایماندار شخص کے لئے گنجائش ہی نہیں رہتی ہے کہ وہ "محمد رسول اللہ" کا قائل ہوتے ہوئے آپ کا بیان کردہ مفہوم نہ مانے اور من مانا مفہوم گھڑ لے۔ ہم خاکپائے اہل بیت رسولؐ کے لئے تو اتنا بہت کافی ہے۔ تاہم ناصبیوں کی تسلی و تشفی کے لئے تھوڑی عقلی بحث بھی کر لیتے ہیں۔

کیا آیۂ تطہیر ازواج پر چسپاں ہو سکتی ہے؟

طاہر المکی صاحب اور ان کے ہمنواؤں سے ہم غور کرنے کی گذارش کرتے ہیں کہ وہ ازراہ خدا کم سے کم یہ تو سوچیں کہ آیا آیۂ تطہیر ازواج النبیؐ پر چسپاں ہو بھی سکتی ہے یا نہیں؟

طاہر صاحب نے خود اقرار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو پھر وہ کن فیکون کے اصول کے تحت ہو جاتا ہے۔ خاکسار مختصراً ان کی اس بات کو تھوڑا بڑھا کر واضح کرتا ہے کہ اللہ کا ارادہ بھی ازلی ہوتا ہے۔ جس طرح وہ خود قدیم ہے اسی طرح ارادۂ خدا بھی قدیم ہوتا ہے۔ چلئے ہم اس متفق بات پر ہی فیصلہ کئے لیتے ہیں کہ جس طہارت کاملہ کا اللہ نے آیۂ تطہیر میں "اہل بیتؑ" کے لئے ارادہ فرمایا کیا فی الحقیقت وہ حضراتؑ رجس سے طاہر و پاک تھے؟

اب اس معیار پر ہی معاملہ صاف ہو جاتا ہے کہ آیا ازواج پیغمبر آیۂ تطہیر میں شامل ہیں کہ نہیں۔ آیہ سے مستفاد طہارت "عصمت" کہلاتی ہے۔ اب آپ خود ایمان سے جواب دیجئے کہ کسی بھی مسلمان نے (جس میں خود طاہر صاحب شامل ہیں) یہ دعویٰ کیا ہے کہ ازواج النبیؐ معصوم تھیں۔ اگر جواب ہاں میں ہو تو ثبوت پیش کر کے حقیر کی اصلاح فرما دیجئے۔ ورنہ محض عداوت اہل بیت اطہار میں نہ ہی اپنی عاقبت خراب کیجئے اور نہ ہی دوسروں کو گمراہی کے راستہ پر ڈالئے۔

میرے بھولے بھائی

میرے بھولے بھائی! ازواج رسولؐ میں کئی تو ایسی مخدرات تھیں کہ پہلے غیر مسلم تھیں۔ حضورؐ کے حبالۂ عقد میں آنے پر مسلمان ہوئیں۔ بتلائیے عصمت و طہارت کہاں رہی؟ کیا اللہ کے ارادے ایسے ہوتے ہیں کہ اس کے اپنے علم ہی کی نفی ہو جائے۔ کہیں تو مشرک کو نجس قرار دے اور اسی کو تاج آیۂ تطہیر سونپ دے۔ کیوں صاحب! شیعوں پر بدا کے مسئلہ میں طنز کرتے کرتے خود ہی بہکی بہکی باتیں شروع کر دی ہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ اسلام لانے سے پہلے اور آیت کے نزول سے قبل تو وہ طاہرہ نہ تھیں مگر مسلمان ہو کر شرف زوجیت پانے کے بعد اور آیت کے نازل ہونے پر مطہرات ہو گئیں تو "انما" کے حصر اور "یرید اللہ" کے ازلی و قدیم ارادہ کا کیا بنے گا؟ اب تو دونوں صورتیں خطرناک ہیں۔ یا تو ازواج کو آیت تطہیر کی چادر اوڑھا لیجئے یا پھر خدائے ذوالجلال کو عاجز و بے خبر تسلیم کر لیجئے۔ کچھ بھی کیجئے پچھتانا پڑے گا۔

آیۂ تطہیر قرآن مجید کی آیت ہے جو کہ اپنی تفسیر آپ بھی ہے چلئے ذرا کتاب الٰہی ہی سے پوچھتے ہیں کہ اس میں ہر خشک و تر کا علم موجود ہے۔ چنانچہ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ آیۂ تطہیر کی مطلوبہ عصمت ازواج کو حاصل نہ تھی کیونکہ بقول شما نمایاں و خاص محبوبہ محبوبِ خدا حضرت ام المسلمین عائشہ اور حضرت بی بی حفصہ کے بارے میں خدائے صاحب ارادۂ قدیم و ازلی نے فرمایا ہے "فقد صغت قلوبکما" یہ بات صریحاً طہارت و عصمت کے منافی ہے۔ اگر کجی قلب کو طہارت کے معنی دینا آپ کی ڈکشنری میں ہو تو ہمارے پاس کیا علاج ہو سکتا ہے۔ یہ تو ایسا مرض ہے کہ اس مریض سے خدا نے اپنے رسولؐ کو ہمرازی کرنے سے روک دیا۔ سورۂ تحریم کے مذکورہ الفاظ پر ہم آئندہ صفحات میں تفصیلی گفتگو پیش کر رہے ہیں۔

اس مقام پر مزید گذارش یہ ہے کہ وفاتِ پیغمبرؐ کے بعد والے حالات، سرزد لغزشیں، اجتہادی غلطیاں وغیرہ بہرحال گناہ ہی تھے اور یہ ساری باتیں طہارتِ کاملہ کے متعارض ہیں۔ ان کی موجودگی میں ایک ہی نتیجہ برآمد ہو سکے گا یا تو یہ اقرار کیا جائے کہ قادرِ مطلق اپنے ارادہ کو پورا کرنے پر قادر نہ ہو سکا یا پھر ازواج کو آیۂ تطہیر سے الگ سمجھا جائے۔ فیصلہ خود کیجئے۔ ذرا ٹھنڈے دل سے!

طاہر صاحب نے جو آیت کا غیر حقیقی مفہوم وضع کیا ہے۔ دراصل قرآن و حدیث سے اس کے خلاف برآمد ہوتا ہے۔ کیونکہ قرآن میں اس مقام پر جہاں بھی ازواج سے خطاب ہے وہاں ان کو تنبیہ کی گئی ہے۔ اور ایسے خدشات کا اظہار ہے کہ وہ تنبیہات کی

مرتکب ہوں۔ لہٰذا ڈرایا دھمکایا گیا ہے اور ایسا اندازِ بیان ادبی و عقلی لحاظ سے مطلوبہ طہارت کے لئے موزوں نہیں ہوتا ہے۔

خود اپنی طرف سے طاہر صاحب نے یہ سمجھ کر کہ "تمہارے تزکیۂ نفس کا ارادہ کیا تو کن نیکیوں سے، معول بے تحت فوز" تمہارا تزکیہ ہو گیا۔ ازواج کو فہرستِ "اہل بیت اطہار" سے عملاً خارج قرار دیا ہے۔ کیونکہ تطہیر و تزکیہ میں فرق ہوتا ہے۔ عصمت و طہارت کاملہ کے لئے تزکیہ کافی نہیں ہوتا ہے۔ یہ بحث میری کتاب "ذکا الاذہان بجواب جلاء الاذہان" المشہور "ہزار تمہاری دس ہماری" زیر جواب سوال ۱۱۸ ص ۶۵ میں ملاحظہ فرمائی جا سکتی ہے۔

پس جب بقول شما تزکیہ ہوا جس سے عصمت مستفاد نہیں تو پھر یہ دعویٰ بے دلیل ہو گا کہ وہ خواتین کے لئے مثالی نمونہ بن گئیں نیز صرف لوگوں کے مطہر کہہ دینے سے ضروری نہیں کہ خدا بھی کسی ممدوحِ عوام کو فی الواقع مطہر بنا دے۔[1]

"ازواج مطہراتؓ کے متعلق حضورؐ کیلئے ہدایت"

اس عنوان کے ذیل میں طاہر الملکی صاحب رقمطراز ہیں کہ:

"اہل بیتِ رسولؐ (ازواجِ مطہراتؓ) کو پاک و مطہر کرنے

---

[1] کہنے والے کا منہ بند نہیں کیا جا سکتا۔ لوگ رسولؐ کو تو نور کہنا گناہ سمجھتے ہیں لیکن حضرت عثمان کو "ذی النورین" کہے جاتے ہیں۔

کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما دیا کہ :-

" اے پیارے نبی! ایسی باعظمت اور پاکیزہ بیویوں کو اب تم طلاق نہیں دے سکتے کیونکہ یہ کڑی سے کڑی آزمائش میں بھی پوری اُتر چکی ہیں ——— اب یہ ابد تک تمہاری بیویاں اور تمہاری اہل بیت ہیں۔

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ (۳۳/۵۲)

——— اور امت مسلمہ کو بتا دیا کہ ———

• ——— یہ اہل بیت رسولؐ قیامت تک کے لیے امہات المومنین یعنی تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ (وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ۳۳/۶)

• ——— اسی وجہ سے پیغمبرؐ کے بعد اب کوئی ان سے نکاح نہیں کر سکتا۔

(وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۳۳/۵۳)

(کتاب زیر جواب صفحہ ۱۷-۱۸)

جواب ہدایت

طاہر الملکی صاحب کا " اہل بیت رسولؐ " کی خطوط وحدانی میں " (ازواجِ مطہراتؓ) " کے لفظوں سے اکثر تشریح کرنا اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ اختراعی معنی اُن کے اپنے ہیں اور اُمتِ مسلمہ کی کثریت اِس مفہوم سے نا آشنا ہے۔ پھر روایت لفظی کی طرز پر " باقاعدہ " کے ساتھ اپنی عبارت کو کلام خداوندی کا ترجمہ ظاہر کرنا درحقیقت تحریف فی القرآن ہے۔ ورنہ وہ اِن الفاظ کا

عربی متن قرآن میں دیکھ کر مترجم انکا انعام حاصل کریں۔ قرآنی عبارت کو اپنے مفہوم کے سانچے میں ڈھال کر پیش کرنا اور اپنی کلام کو خدا کی کلام میں ملانا ملکی قوانین مروجہ کے مطابق بھی قابلِ تعزیر ہے۔ اور شرعی لحاظ سے تو یہ بات سخت مذموم ہے۔

پھر یہ کہ جب طاہر صاحب کے نزدیک اہل بیت سے مراد ہی ازواج ہیں تو پھر " تمہاری بیویاں اور تمہاری اہل بیت " کے مہمل جملے سے کیا مطلب ہوگا؟ آیت بھی ادھوری نقل کرتے ہیں۔ حالانکہ اصل الفاظ قرآن یوں ہیں۔

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ۵۲ الاحزاب

ترجمہ :- ان کے علاوہ اور عورتیں آپؐ کے لیے حلال نہیں ہیں۔ اور نہ یہ درست ہے کہ آپؐ ان (موجودہ) بیبیوں کی جگہ دوسری بیبیاں کریں۔ اگر آپؐ کو ان دوسریوں کا حسن اچھا معلوم ہو مگر جو آپؐ کی مملوکہ (لونڈیاں) ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز (کی حقیقت اور آثار و مصالح) کا پورا نگران ہے۔

(ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)

ہم اِس بات سے متفق ہیں کہ حضورؐ کو یہ ہدایت موصول ہوئی کہ اب وہ موجودہ بیویوں کے بعد اور کوئی نکاح نہ فرمائیں۔ ان کو تبدیل نہ کریں ماسوا لونڈیوں کے مگر یہ ہدایت آیہ تطہیر میں ازواج کی شمولیت کی دلیل نہیں ہے۔

طاہر صاحب کا یہ کہنا کہ :-

"اہلِ بیتِ رسولؐ (ازواجِ مطہرات) کو پاک و مطہر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما دیا کہ"

اس بات کا ثبوت ہے کہ ازواج اس سے پہلے پاک و مطہر نہ تھیں جو کہ ارادہ خداوندی کے خلاف ہے۔

خاص قابلِ توجہ امر یہ ہے کہ اس آیت سے ماقبل والی آیت میں خدائے تعالیٰ نے حضورؐ کو یہ اختیار دیا ہے کہ آپ جسے چاہیں رکھیں اور جسے چاہیں نہ رکھیں۔ ایک خصوصی رعایت کے بعد ارشاد ہے کہ :-

"ان (ازواج) میں سے آپ جس کو چاہیں اور جب چاہیں الگ کر دیں اور جس کو (جب) چاہیں اپنے پاس رکھیں۔ اور جن عورتوں کو آپؐ نے الگ کر دیا تھا اگر پھر آپؐ ان کے خواہاں ہوں تو بھی آپؐ پر کوئی مضائقہ نہیں۔" (الاحزاب ع۵)

پس اس صراحت سے صاف معلوم ہوا کہ باوجودیکہ حضورؐ کو مزید نکاح کرنے سے منع کر دیا گیا مگر موجودہ ازواج پر ان کا اقتدار و اختیار مندرجہ بالا منقول آیت کی روشنی میں قائم و بحال رہے گا کیونکہ "جس کو چاہیں اور جب چاہیں" کا اختیار عام اور دائمی ہے جو ان الفاظ سے ماخوذ ہے۔

یہ بھی مدِنظر رہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی زوجہ کو الگ کریں گے تو اس کا باعث "ناراضگیٔ رسولؐ" اور ناخوشگواری ہو گا۔ اسی طرح جن کو پہلے الگ کرنے کا تذکرہ کیا گیا وہاں بھی باہمی رنجشیں ہوں گی۔ جو سب کچھ مانعِ طہارت کاملہ ہے۔

طاہر صاحب کا خوامخواہ اس بات کو خدا کی طرف منسوب کرنا کہ "اب تم طلاق نہیں دے سکتے" بالکل خلاف واقعہ اور متعارضِ قرآن مجید ہے۔ حالانکہ حضورؐ کو اس بات کا دائمی اختیار ہے کہ "جس کو جب چاہیں الگ کر دیں"۔

ازواجِ نبیؐ کا مسلمانوں کی مائیں ہونا غیر متنازعہ امر ہے۔ لہٰذا اس پر کسی بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح امہات المسلمین سے نکاح کی خواہش حرام ہے۔ لیکن کتب میں ملتا ہے کہ بعض نامور لوگوں نے اس مذموم و حرام ارادہ کا اظہار کیا۔ ان بدبختوں میں امیر طاہر الملکی یزید جیسے فاسق و پلید کا نام بھی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ جب حکمِ پردہ کی آیت نازل ہو چکی تھی ایک مرتبہ حضرت طلحہ نے فرمایا کہ اب کیا اندھیر ہے کہ ہم لوگ اپنی چچا زادیوں (پیغمبرؐ کی ازواج) سے بھی پردہ کے باہر سے بات کریں۔ اگر رسولؐ مر گئے تو میں عائشہ سے نکاح کروں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مسلمانوں پر ازواج النبی ہمیشہ کے لئے حرام ہیں۔ (تفسیر در منثور جلد ۵ صفحہ ۲۱۴)

طاہر الملکی صاحب کے ممدوح اور امیر یزید ملعون نے خلافِ حکمِ قرآن حضرت عائشہ کے ساتھ عقد کرنے کا ارادہ کیا۔ ملاحظہ فرمائیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی مشہور کتاب مدارج النبوۃ۔

الحمدللہ ہم شیعانِ اہلبیتِ رسولؐ نہ صرف آلِ رسولؐ کو اپنا پیشوا مانتے ہیں بلکہ ازواجِ رسولؐ، اصحابِ رسولؐ اور محبینِ رسولؐ سب ہی کو اپنی اپنی جگہ و مقام پر معزز، محترم اور لائق صد ادب

اعتقاد رکھتے ہیں خصوصاً ازواج النبی ؐ کو بمطابق حکم قرآن "مائیں" سمجھتے ہیں۔ اگر کسی سبب معقول کے باعث کسی ام المسلمین سے بشری و فطری تقاضوں کے تحت سیاسی یا مسلکی اختلاف بھی رکھتے ہیں تو ان حدود سے باہر نہیں جاتے ہیں جو کہ اللہ اور اس کے رسول ؐ نے متعین کی ہیں۔

" ازواجِ رسول ؐ کو اذیّت دینا رسول اللہ کو اذیّت دینا ہے "

ـــــــ اور خبردار کیا ـــــــ

★ ـــــــ کہ یاد رکھو! امہات المومنین سے گستاخی یا ان کی نافرمانی کر کے، انہیں تکلیف مت پہنچاؤ۔ کیونکہ اس طرح رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تکلیف پہنچتی ہے۔

(وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ ۳۳/۵۳)

★ ـــــــ اور رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی اہل بیت (گھر والیوں) سے گستاخی اور ان کی نافرمانی اللہ کے نزدیک بہت بڑا جرم ہے۔

(إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ۳۳/۵۳)

مشہور سیرت نگار قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ:۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ ایذائے رسول ؐ کی جس قدر

اقسام ہو سکتی ہیں ان سب میں سب سے زیادہ سخت وہ صورت ہے جس میں ازواج النبی کی شان کے خلاف کوئی رویّہ اختیار کیا گیا ہو۔ کیونکہ قرآن پاک نے ایذائے رسول ؐ کے تحت خصوصیت سے اس جزیئے کا ذکر فرمایا ہے۔

رحمتہ للعالمین جلد دوم صـــ۱۳۵

(کتاب زیر جواب صـــ۹-۱۸)

مُوذی رسول ؐ ملعون ہے

حسب عادت قبیح طاہر المکی صاحب نے پیش کردہ آیت قرآن کا مطلب بھی اپنے ناقص نظریئے کے سانچے میں ڈھال کر پیش کیا ہے۔ اوّل الذکر حوالہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیّت دینے سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید ہی سے اس کی وضاحت دریافت کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ

" اے ایمانداروں (اوّلین مخاطب اصحاب ہیں یعنی اے صحابیو!) تم لوگ پیغمبر ؐ کے گھروں ؐ میں نہ جایا کرو۔ مگر جب تم کو کھانے کے واسطے اجازت دی جاوے۔ (لیکن) اس کے پکنے کا انتظار (نبی ؐ کے گھروں میں بیٹھ کر) نہ کرو۔ مگر جب تم کو بلایا جائے تو (ٹھیک وقت پر)

ؐ "بیوت" بیت "نہیں۔

جاؤ۔ پھر جب کھا چکو تو (فوراً) چلے جایا کرو۔ اور باتوں میں مت لگ جایا کرو۔ کیونکہ اس سے پیغمبرؐ کو اذیت ہوتی ہے۔ اور وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں۔ اور خدا تو بلا تکلف حق کو ظاہر کرتا ہے۔ اور جب پیغمبرؐ کی بیویوں سے کچھ مانگنا ہو تو پردے کے باہر سے مانگا کرو۔ یہی تمہارے دلوں اور اُن (بیبیوں) کے دلوں کے واسطے بہت صفائی کی بات ہے۔ اور تمہارے واسطے یہ جائز نہیں ہے کہ رسول اللہ کو (کسی طرح) اذیت دو۔ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم اس کے بعد کبھی اس کی بیویوں سے نکاح کرو۔ بے شک یہ خدا کے نزدیک بڑا (گناہ) ہے۔

" (آگاہ رہو) تم کسی چیز کو چھپاؤ یا ظاہر کرو خدا تو ہر شے سے یقیناً آگاہ ہے۔" (الاحزاب ۵۴-۵۳)

اِن آیات سے صاف عیاں ہو جاتا ہے کہ ازواج رسولؐ کی شان میں وہ کون سا رویّہ ہے جو باعثِ اذیتِ رسولؐ ہے۔ نیز اذیت پہنچانے والے بھی ظاہر ہو جاتے ہیں بس تھوڑے غور کی ضرورت ہے۔ تفاسیر میں ہے کہ بوقتِ نکاح ام المومنین حضرت زینب دعوتِ ولیمہ پر اصحاب کا کھانا تناول فرما کر باتوں میں لگے رہنا حضورؐ کے لیے ناگوار و باعثِ اذیت ہوا لہٰذا وحی کا نزول ہو گیا۔

مجاہد سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ایک مرتبہ حضرت عائشہ کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ حضرت عمرؓ آ گئے۔ آپؐ نے کھانے کو پوچھا تو وہ بھی بیٹھ گئے۔ اتفاقاً کھانے میں حضرت عمرؓ کی انگلی بی بی عائشہ سے لگ گئی تو حضورؐ کو یہ ناگوار گذرا اور اسی وقت آیتِ حجاب نازل ہوئی۔ (تفسیر درمنثور جلد ۵ صفحہ ۲۱۳)

جہاں تک حضورؐ کی ازواجِ صدیقات کو اذیت دینے کی بات ہے بلاشبہ اس کا تعلق ایذائے رسولؐ سے ہوگا۔ لیکن اصل مرکز "رسول" ہیں نہ کہ "ازواج" کیونکہ خود ازواج کے لئے بھی ہے کہ اگر وہ رسولؐ کو اذیت پہنچائیں گی تو حسبِ قرآن دوہری سزاوار ہوں گی۔ لہٰذا قرآن و تفاسیر سے یہی ماخوذ ہوتا ہے کہ تقدیم و تقصید رسول اللہ کو حاصل ہے۔ ازواج کو نہیں۔ البتہ یہ باعثِ اذیت ہو سکتی ہیں۔ جیسے طرح حضرت طلحہ کا ارادۂ عقد اذیت کا باعث ہوا بسبب عائشہ۔ یا دعوتِ ولیمہ میں گپ بازی وجہ ناگواری ہوئی بباعثِ زینب۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کی انگلی کا حضرت عائشہ کی انگلی سے اتفاقیہ لگ جانا حضورؐ کو بُرا لگا۔ الغرض مقصودِ قدرت یہی ہے کہ میرے رسولؐ کو کسی بھی قسم کی اذیت نہ دی جائے۔ چنانچہ حکمِ رسولؐ ہے کہ:۔

ایذائے فاطمہؑ ایذائے رسولؐ ہے

۱۔ مسوربن مخرمہ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا فاطمہؑ میرا ٹکڑا (دل) ہے۔ جس نے اُسے ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی۔ (احمد و حاکم)

۲۔ ابن زبیر سے مروی ہے کہ رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا۔ فاطمہؑ میرے دل کا ٹکڑا ہے۔ ایذا دیتی ہے وہ چیز مجھے جو فاطمہؑ کو ایذا دیتی ہے۔ (احمد۔ ترمذی۔ حاکم)

علیؑ کو اذیت دینا رسولؐ کو اذیت دینا ہے

حضرت سعد بن ابی وقاص سے

مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا جس نے علیؑ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔ (ابو یعلی۔ ابو بزار)

عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ ایک شخص نے علیؑ کو بُرا کہا۔ حضرت عمر اس سے کہنے لگے اس قبر کے صاحب کو جانتا ہے؟ یہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور یہ علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب ہیں۔ علی کا بجز نیکی کے ذکر مت کرو۔ اگر تم نے ان کی شان گستاخی تو تو اس قبر کے صاحب (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایذا دے گا۔

(مناقب احمد بن حنبل بحوالہ ارجح المطالب صفحہ ۶۳۹)

حسنؑ کو اذیت رسولؐ کو اذیت ہے

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک روز حضورؐ اپنے دولتکدہ پر سو رہے تھے کہ اچانک (امام) حسن (بن علی) تشریف لائے۔ سرکتے ہوئے حضورؐ کے سینۂ اقدس پر بیٹھ گئے۔ میں نے ان کو روکا (ٹوکا) پس سیّدِ دو عالمؐ نے ارشاد کیا افسوس ہے تم پر اے انس! چھوڑ دے میرے بیٹے کو میرے میوۂ دل کو کیونکہ جس نے اس کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی۔۔۔۔

(طبرانی فی الکبیر)

حسینؑ کے رونے سے رسولؐ کو اذیت ہوتی ہے۔

حضرت زید بن زیاد کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت عائشؓ کے گھر سے نکل کر باب فاطمہؑ سے گذرے۔ اور حسینؑ کو روتے ہوئے سُنا (بے تاب ہو کر) فرمایا۔ اے فاطمہؑ کیا تم نہیں جانتی ہو؟ کہ اس (حسینؑ) کے رونے سے مجھے اذیت پہنچتی ہے۔

(نزل الابرار)

بس کیا کہوں؟ تعجب ہے کہ رسولؐ اللہ کو اذیت دینے کا ذکر کرنے والے لوگ اُن کے اہلِ بیتؑ کے حقوق غصب کر کے مسلسل حضورؐ کو تکلیف دیتے رہتے ہیں۔ ازواجؓ سے محبت رکھنے کے دعویدار اولادؑ سے عداوت رکھتے ہیں۔

ہم شیعہ محبتِ رسولؐ میں اس قدر دیوانے ہیں کہ اگر مٹی کے ذرّات بھی رسولؐ سے کوئی نسبت پا جاتے ہیں تو ہم خاکِ شفا سمجھ کر ماتھے ٹیک دیتے ہیں۔ عام جانور کو رسولؐ کے ساتھ کوئی واسطہ ہو جائے تو ہم اس کی شبیہ کا احترام کرتے ہیں۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے رسولؐ کی ازواج طیبات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی شان میں کسی قسم کی کوئی گستاخی کر کے رسولؐ کو تکلیف دیں۔ مگر ہمارا کسی مائی سے اختلاف بھی ہو جاتا ہے تو معاملہ ماں بیٹوں کا ہے۔ ہمارے ہاں اجتہاد کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور اس موقع پر جنگِ جمل اور اس کے بعد کا اسوۂ علویؑ ہمیشہ ہمارے پیشِ نظر رہتا ہے۔ ہمارا ماں سے اختلاف بھی ہمیشہ باپ کی حمایت میں ہوتا ہے۔

ایک لاجواب قرآنی دلیل

اس آیت (سورۂ احزاب ۵۳) میں ایک لطیف نکتہ ہے بلکہ لاجواب قرآنی دلیل ہے کہ اگر بقول ظاہر لکی صاحب ازواج کی تطہیر یہ تزکیۂ نفس

بمطابق آیۂ تطہیر بموجب ارادۂ خدائے ذوالجلال ہو گئی تھی تو پھر بعد میں اللہ کا یہ فرمانا کہ "ذٰلِکُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِکُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ" یعنی پردہ تمہارے اور ازواج النبی کے درمیان ذریعۂ طہارت قلبی ہے۔ کیا معنی رکھتا ہے؟

پس اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اس بات کا اٹل ثبوت ہے کہ وہ طہارت کاملہ جو آیۂ تطہیر میں مقصود ہے ازواج کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے ورنہ ایسے مطہر افراد کے لئے اس طرح کا حکم دینا ایک بے معنی سی بات ہے۔ البتہ یہ فرمانا "صفت قلوب" کے خدشے کو مستحکم کرتا ہے جو کہ مانع تطہیر ہے۔

الغرض اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا" والا جرم عظیم ہے جو سرزد ہو سکا۔ مگر ظاہر المکی کے امیر یزید ملعون نے اس کا ارادہ کر لیا۔ لیکن قدرت جو ارادوں کو توڑ کر اپنے آپ کو منواتی ہے اس کو ایسا کرنے سے پہلے ہی زوجۂ رسولؐ کو اس جہان فانی سے اٹھا لے گئی۔

پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچانے کی سخت صورت یہ ہے کہ آپ کے محبوبین رسولؐ کو ایذا دی جائے جن کو ایذا دینے سے رسولؐ کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اور وہ حضرات اہل بیت اطہار علیہم السلام ہیں۔ جن کو ظاہر المکی رسولؐ کے گھر ہی سے باہر نکال رہے ہیں۔ جبکہ رسولؐ ان کو گھر کے اندر بھی کملی کا گھر بنا کر مخصوص و مطہر گھر والے بنا بنا کر دکھا رہے ہیں۔ کبھی میدان میں، ہجوم عام کے سامنے ان کا تعارف "اهل بيتي" کہہ کر کراتے ہیں۔ کبھی گھر میں گھر والوں کو دکھا دکھا کر "اللهم هؤلاء اهلبيتي" فرماتے ہیں۔

طاہر صاحب کا یہ پرچار براہ راست ازواج رسولؐ کے لئے اذیت رساں ہے کیونکہ وہ بالعمل بالقول امہات المومنین کو جھوٹا قرار دے کر "پنجتن پاک" کو "اہل بیت رسول" سے خارج قرار دیتے ہیں۔ بی بی عائشہؓ، بی بی ام سلمہؓ، بی بی صفیہؓ جنہوں نے خود بیان کیا کہ "پنجتن پاک" اہل بیت اطہارؑ ہیں۔ طاہر صاحب ان بیبیوں کی نافرمانی و تکذیب کرتے ہوئے اور ان کی بات کو نہ مانتے ہوئے درحقیقت ازواج النبیؐ، اہل بیت رسولؐ اور خود حضرت پیغمبرؐ کو اذیت دینے کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ اللہ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔ شجرے کا ذکر کرتے ہیں اور کلیے کا انکار کرتے ہیں۔

"ازواج مطہرات کو اذیت دینا اللہ تعالیٰ کو اذیت دینا ہے"

"اور فرمایا کہ"

★ یہ تو تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ ازواج مطہرات (رسول اللہ کی اہل بیت) سے گستاخی یا ان کی نافرمانی کر کے جو کوئی انہیں ایذا پہنچاتا ہے وہ دراصل رسولؐ کو ایذا پہنچاتا ہے۔ اس لئے یہ بھی سن لو کہ رسولؐ کو ایذا دینے والا حقیقت میں خدا کو ایذا دیتا ہے۔ ایسے موذی لوگ ملعون ہیں۔ اور خدا نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا (۳۳/۵۷)

(تحقیق اہل بیت رسولؐ صفحہ ۱۹)

موذی رسولؐ موذی خدا ہے

خدا کے اس کلام کو عملی طور پر حقیقت کا جامہ ہم پہناتے ہیں کہ ہر موذی رسولؐ کو صبح و شام بے شمار لعنت کرنا اجرِ عظیم سمجھتے ہیں۔ اور موذی لوگوں کے حامیوں نے ہمیں تبرائی مشہور کر رکھا ہے۔ پس رسولؐ کو اذیت خواہ ازواجِ رسولؐ کو اذیت دینے سے پہنچے یا آلِ رسولؐ کو تکلیف پہنچانے سے ہم ہر موذی کو ملعون سمجھتے ہیں۔ اور عملاً اللہ کی بات کا مشاہداتی ثبوت مہیا کرتے ہیں۔ کہ دشمنانِ رسولؐ پر دنیا میں بھی لعنت ہے۔ پس جس کسی نے بھی رسولؐ کی کسی زوجہ کو دکھ دے کر حضورؐ کو اذیت پہنچائی بے شک وہ ملعون ہے۔ اسی طرح ہر اس فرد پر لعنت ہو جو علیؑ کو اذیت دے کر موجب اذیتِ پیغمبرؐ ہوا۔ اس پر بھی لعنت بے شمار ہو جس نے بھی فاطمہؑ کو تکلیف پہنچا کر اُن کے والد کو ایذا دی۔ اُن سب پر اَن گنت لعنت جنہوں نے حسنؑ مجتبیٰ کو رنجیدہ کر کے نبیؐ آخر کو اذیت پہنچائی۔ ہر اس پر لاتعداد لعنت ہو جس نے حسینؑ مظلوم پر ظلم کر کے ان کے نانا رسولِ مقبولؐ کو اذیت دی۔ ایسے تمام موذیوں پر صبح لعنت شام لعنت۔ الغرض موذی رسولؐ پر

گھڑی گھڑی، گھری گھری، تری تری، لعنت بے شمار لعنت۔

واضح ہو کہ آیت منقولہ بالا میں "اذیت خدا و رسولؐ" کا ذکر ہے۔ اذیت ازواج نہیں ہے۔ لہٰذا یہ احاطہ و گمان موجود ہے کہ اگر کوئی صحابی، زوجہ یا فرد خاندانِ رسولؐ بھی خدا اور اس کے رسولؐ کو اذیت پہنچائے گا تو حسب حکم القرآن اس کے ساتھ بھی یہی ہوگا۔ جو عام موذی رسولؐ کے لئے ہے۔ اور ذہن میں رہے کہ خطاب کے اوّلین مخاطب اصحاب رسول رضی اللہ عنہم ہی تھے۔

"ازواج رسولؐ سے گستاخی کرنے پر سزا"

اور

★ —— ازواج مطہراتؓ کی بدگوئی کرنے والے ان کے متعلق مخالفانہ پروپیگنڈا کرنے والے (مرجفون) منافق ہیں اور ان کے دل مریض ہیں۔

لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ (۳۳/۶۰)

★ —— ان ملعونوں کا صرف ایک علاج ہے کہ جہاں ملیں دہیں پکڑ کر انہیں قتل کر دیا جائے اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔

مَّلْعُوْنِیْنَ اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا (۳۳/۶۱)

(کتاب زیر بحث صفحہ ۱۹)

مُرجفون کی سزا

سورۂ احزاب کی ساٹھویں آیت ان منافقینِ مدینہ کے بارے میں نازل ہوئی جو بظاہر خود کو اصحاب رسولؐ ظاہر کرتے تھے۔ مگر مختلف طریقوں سے مومنین اصحاب کو ستاتے تھے مثلاً کبھی مسلمانوں کا لشکر جہاد کے لئے نکلا تو ان لوگوں نے اُن مومنین کے رشتہ داروں کو صدمہ پہنچانے کی غرض سے جھوٹ موٹ اُڑا دیا کہ فلاں مارا گیا۔ فلاں قید ہوگیا اور اسی طرح کی جھوٹی افواہیں وغیرہ۔ چنانچہ آیت نازل ہوئی جس کا ترجمہ یُوں ہے:

" منافقین وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں مرض ہے۔ اور جو لوگ شہر مدینہ میں بری خبریں اُڑایا کرتے ہیں اگر یہ لوگ (شرارتوں سے) باز نہ آئیں گے تو ہم تم (رسولؐ) ہی کو ان پر مسلط کردیں گے۔ پھر وہ تمہارے پاس تھوڑی مدت کے سوا نہیں ٹھہرنے پائیں گے"

طاہر ملک صاحب نے ان منافقوں کی جھوٹی خبروں کو "ازواج کے خلاف پروپیگنڈا" قرار دے کر ایک مزید جھوٹی خبر کو پھیلانے کا پرچار کرکے اس گروہ کا متبع ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ حالانکہ آیت موصوفہ کا ازواج رسولؐ سے رتی بھر بھی تعلق نہیں ہے۔ اور نہ ہی انہوں نے ازواج کے بارے میں کوئی اس قسم کی حرکت کی۔ بلکہ ایسا لگتا ہے کہ فاضل مؤلف مسٹر طاہر اسی غلط بیانی کرکے خود اپنے آپ کو مرجفون کے زمرہ میں داخل کرنے کی کوشش فرما رہے ہیں۔ پھر یہ کہ خدا نے ان منافقوں کی اس افواہ بازی کو مدینہ

تک محدود بیان کیا گیا ہے۔ اور خدا خود ہی ان کم بختوں کی عمر کو تھوڑا بیان کرکے غلبہ و تسلط پیغمبرؐ کا وعدہ کر رہا ہے۔ پس اس آیت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کسی مسلمان نے ازواج کے خلاف کوئی ایسا پروپیگنڈا کیا ہو۔ یہ سراسر مسٹر طاہر ملک کی من پسند تشریح ہے۔ چنانچہ مدینہ کے ایسے منافق جو مجاہد مسلمانوں کو بددل کیا کرتے تھے۔ ان کی سزا و علاج خدا نے اس کی اگلی آیت ۶۱ میں بیان کر دی ہے کہ یہ ملعون جہاں ملیں ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔

خبردار! "مرجف" کے معنی فساد پھیلانے والا اور گڑبڑ ڈالنے والا ہوتے ہیں۔ پس وہ ملعون ہے کیونکہ فتنہ و فساد قتل و غارتگری سے بھی شدید تر ہے۔ پس مسلمان ہونے کا دعویدار اگر ایسی کوشش کرے گا تو اس سے یقیناً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت پہنچے گی۔ اسی طرح قرآن مجید کی تفسیر بدلنے کو بھی فساد کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان امراض سے سب کو محفوظ رکھے آمین۔

درُودِ شریف اور ازواجِ مطہراتؓ (آلِ محمدؐ)

ان بدگوئی کرنے والے مجرم منافقین کے مقابلہ میں ملتِ مسلمہ کو حکم ہوا کہ وہ محمدؐ و ازواجِ محمدؐ کی تعریف و توصیف اور مدح و ثنا کریں۔ ان کے لئے رحمت و برکت کی اس طرح دعا کریں جس طرح فرشتوں نے ابراہیمؑ کے لئے رحمت و برکت کی دعا کی اور ان پر درود بھیجا۔ اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے تمام مسلمان ہر نماز میں محمدؐ و آلِ محمدؐ پر

درود بھیجتے اور ان کے لئے خدا سے رحمت و برکت کی التجا کرتے ہیں۔

اس کی تفصیل

یہ تو سب جانتے ہیں کہ نماز کی آخری رکعت میں التحیات کے بعد ہم درود شریف پڑھتے ہیں، جو ہو بہو یہ ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ پہلے درود میں صلاۃ (رحمت) کا لفظ ہے، دوسرے درود میں برکت کا لفظ ہے۔ ملاحظہ ہو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ (بَارِكْ) عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ (بَارَكْتَ) عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

یعنی پہلے درود میں اگر صَلِّ کی جگہ بارِک اور صَلَّیتَ کی جگہ بَارَکتَ کا لفظ لگا دیں تو دوسرا درود بن جاتا ہے۔ درود شریف کا مطلب یہ ہے کہ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں:۔

"اے اللہ اپنی رحمت / برکت نازل فرما محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر جس طرح تو نے رحمت / برکت نازل فرمائی ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ پر (اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ) بلاشبہ تو حمید و مجید ہے"۔

یہ درود شریف ہم ہمیشہ پڑھتے ہیں مگر اس کا مفہوم نہیں سمجھتے بس طوطے کی طرح رٹی ہوئی چیز دہرا دیتے ہیں۔ ہمیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ:۔

۱۔ درود شریف میں محمدؐ و آلِ محمدؐ پر جو درود بھیجی گئی ہے وہ خاص طور پر صلاۃ (رحمت) و برکت کے دو لفظوں کے ساتھ کیوں بھیجی گئی ہے۔؟

۲۔ اس میں محمدؐ و آلِ محمدؐ کو ابراہیمؑ و آلِ ابراہیمؑ کے ساتھ کیوں تشبیہ دی گئی ہے؟

۳۔ اور قرآن مجید کی کس آیت سے درود شریف کے لئے یہ الفاظ لئے گئے ہیں؟ وغیرہ۔

آیئے ہم آپ کو ان سوالوں کے جوابات بتائیں تاکہ آپ کے دل میں پوری عظمت کے ساتھ اجاگر ہو اور دماغ میں اچھی طرح منقش ہو جائے۔

ابھی چند صفحے قبل ہم نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی اہل بیت (گھر والی) کی شان میں نازل شدہ ایک آیت پیش کی تھی۔ وہ ایک مرتبہ پھر سامنے آئیں۔ آیت یہ ہے۔

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

فرشتوں نے کہا کیا تم امرِ الٰہی پر تعجب کرتی ہو اے گھر والی؟ تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں (اِنَّہٗ حمید مجید) بلاشبہ وہ حمد کے لائق اور نہایت مجد و بزرگی والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا درود نقل فرمایا ہے۔ جو انہوں نے ابراہیم علیہ السلام اور اہلِ بیت ابراہیم (حضرت ابراہیم کی گھر والی) پر بھیجا تھا۔

ہم مسلمان یہی درود شریف اپنے محبوب پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ بیت محمدؐ (آنحضرتؐ کی ازواجِ مطہراتؓ) پر بھیجتے اور خدا سے التجا کرتے ہیں کہ:۔

اے اللہ! جس طرح تیرے فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام

اور آلِ ابراہیمؑ (حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ) پر درود بھیجا تھا اور تُو نے قبول فرمایا تھا۔ اسی طرح ہم اپنے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آلِ محمدؐ (آنحضرت کی ازواجِ مطہراتؓ) پر درود بھیج رہے ہیں اسے بھی قبول فرما، کیونکہ تو حمید و مجید ہے۔"

(حقیقی اہلِ بیتِ رسول صفحہ ۲۲ تا ۲۴)

درود اور آلِ محمد علیہم السلام

آج کل ایک مخصوص گروہ کی طرف سے دشمنیٔ خاندانِ رسالت مآبؐ، "بغضِ اہلبیتِ رسولؐ"، عداوتِ آلِ نبیؐ کا جس طمطراق سے مظاہرہ کیا جا رہا ہے اور دشمنانِ گنبدِ خضریٰؐ کے بارے میں جو عجیب و غریب اَن سُنی باتیں بڑے زور و شور کے ساتھ اشاعت پذیر ہو رہی ہیں انہیں پڑھ اور سُن کر صداقتِ محمدؐ پر ایمان میں مزید استحکام پیدا ہوتا ہے۔ حضورؐ کی حدیث ہے کہ:۔

"حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایسے دجال اور کذاب ظاہر ہوں گے جو ایسی باتیں لے آئیں گے جو کبھی تم نے سُنی ہوں گی نہ تمہارے باپ دادا نے۔ پس اُن سے بچو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں۔ اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔"

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۸)

میرے سچے رسولِ خدا کا یہ ارشاد حرف بحرف صحیح ثابت ہو رہا ہے۔ جوں جوں زمانہ بیت رہا ہے۔ (اعجازِ مصطفوی کا اظہار

ہو رہا ہے) حضورِ اکرمؐ کی مذکورہ پیشین گوئی کے مطابق یہ بات بھی عام مسلمانوں کے لیے نئی اور انوکھی ہو گی کہ مسلمان جو نماز میں "آلِ محمدؐ" پر درود بھیجتے ہیں وہ صرف ازواجِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے ہے۔ طاہر صاحب سے پہلے یا اُن سے ناآشنا موجودہ صفحۂ ہستی کے مسلمان درود شریف کے مفہوم سے نابلد ہیں اور صدیوں سے "طوطے کی طرح۔ سُنی ہوئی بات دہرا دیتے ہیں"۔ اب دنیائے اسلام کو طاہر صاحب ان کی غلطی سے آگاہ کر رہے ہیں۔ اور اپنے خودساختہ مفہوم کی تعلیم دے رہے ہیں کہ مسلمان جو آلِ رسولؐ یا اولادِ رسولؐ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اُن کا ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ دراصل ان کو ازواج پر درود بھیجنا چاہیے حالانکہ عام مسلمان محافل میں اصحاب و ازواج پر جُدا درود پڑھتے ہیں۔ اور اصلی الفاظ کے ساتھ "اللھم صل علیٰ محمد و آلہٖ و اصحابہٖ و ازواجہٖ" پڑھتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ "آل" "اصحاب" اور "ازواج" تینوں میں فرق ضرور ہے۔ اور یہ فرق صدیوں سے نمایاں و عیاں چلا آ رہا ہے۔ لیکن طاہر المکی صاحب نے ان سب فرقوں کو مٹا کر ایسا تفرقہ پیدا کیا ہے کہ اصحاب و آل کو یک قلم خارج کر دیا اور درود کے اہل صرف "محمدؐ و ازواجِ محمدؐ" قرار دیئے۔ ان کے بقول نمازی کے درود کا مفہوم یہ ہے کہ پیغمبر اور ان کی بیویوں پر درود ہے۔

طاہر صاحب نے اپنے نظریاتی درود شریف کی پوری عظمت کو اجاگر کرنے کے لیے اور اپنا مفہوم لوگوں کے دماغ میں منقش کرنے کی خاطر جن سوالات وضع کئے ہیں۔ جو آپ نے اُن کے بیان منقولہ بر گذشتہ صفحات پر ملاحظہ فرمائے۔ جن کا ماحصل یہ ہے کہ درود میں صلوٰۃ (رحمت)

وبرکت کے دو الفاظ کیوں استعمال ہوئے ہیں؟ اور آلِ محمدؐ کو آلِ ابراہیمؑ سے تشبیہ کیوں دی گئی ہے؟ اور یہ الفاظ کس آیت سے درود شریف کے لئے اخذ کئے گئے ہیں؟ اِن تینوں سوالوں کا جواب انہوں نے سورۂ ہُود کی ۷۳ ویں آیت کو نقل کرکے دیا ہے۔ جیسے ہم ابتداء میں ہدیۂ قارئین کر چکے ہیں۔ اور یہ ثابت کر چکے ہیں کہ آیت میں "اہلِ بیت" سے مراد زوجۂ پیغمبرؑ (حضرت سارہؑ) ہی نہیں بلکہ حضرت ابراہیمؑ کے گھر والے اور اولاد ہے۔ اصولاً جبکہ ہم محولہ آیت پر سیر حاصل تبادلۂ خیالات کر چکے ہیں اور طاہر صاحب کی تاویل کو بے دلیل قرار دے چکے ہیں مزید گفتگو کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ تاہم رسمی طور پر مزید معروضات پیشِ خدمت ہیں۔

۱۔ "صلوات" "رحمت" اور "برکت" تینوں الفاظ کے اپنے اپنے مخصوص معنی ہیں۔ درود کے لئے جو حکم ہوا ہے وہ صلوا ہے۔ یعنی "صلوٰۃ" کا۔ اسی لئے مسلمان حسبِ فرمانِ رسولؐ جب بھی حضور اکرمؐ کا نام نامی پڑھتے یا سنتے ہیں درود پڑھنا واجب سمجھتے ہوئے "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کہتے ہیں۔ یہاں برکت و رحمت کے استعمال کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی ہے۔

چونکہ آیت مذکورہ میں سرے سے لفظ "صل" کا استعمال ہی نہیں ہے اور حکمِ درود میں اس ہی لفظ کی تکرار ہے، لہٰذا یہ آیت درود شریف سے کوئی تعلق نہیں رکھتی ہے۔

۲۔ سورۂ ہُود کی محولہ آیت میں مقامِ تعجب پر فرشتوں کے اہلِ بیت ابراہیمؑ کے لئے رحمت و برکت کی دعا کرنے کا ذکر ہے۔ لہٰذا

اس کا تعلق "سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" سے تو ہو سکتا ہے۔ لیکن درود شریف سے نہیں۔

۳۔ درود شریف میں لفظ "آل" استعمال کیا جاتا ہے حالانکہ قرآن مجید میں کسی ایک بھی مقام پر عورت (بیوی) کے لئے یہ لفظ وارد نہیں ہوا ہے۔

۴۔ آلِ ابراہیمؑ کا تعارف قرآن مجید میں اس طرح ہے کہ

(الف) أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۖ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا ۝

یعنی یا وہ (اللہ کے خاص) لوگوں سے اس فضل کی وجہ سے حسد کرتے ہیں جو انہیں اللہ نے دیا ہے (اس کا کیا علاج ہے؟) ہم نے تو آلِ ابراہیمؑ کو کتاب و حکمت عطا کی ہے۔ اور ان کو ملکِ عظیم بھی عطا کیا ہے۔ (سورۃ النساء ۵۴)

طاہر صاحب ایمان سے بتائیں کہ اگر آل سے مراد زوجۂ ابراہیمؑ ہے تو ان بی بی صاحبہ کو کون سی کتاب عطا کی گئی اور ان کو کس بڑی سلطنت کا حکمران بنایا گیا؟

(ب) سورۃ الحجر کی آیت ۵۹ ہے کہ

إِلَّا آلَ لُوطٍ ۖ إِنَّا لَمُنَجُّوهُمْ أَجْمَعِينَ ۝

یعنی مگر آلِ لوطؑ کو ہم سب کو بچا لیں گے۔ بتایا جائے کہ اگر "آل" سے مراد زوجہ ہے تو پھر زوجہ لوطؑ پر تو عذاب نازل ہوا۔ یہ بچی ہوئی آلِ لوطؑ کون ہے؟ کون سی بیوی کو بچایا جا رہا ہے؟

(ج) إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ

إِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (آل عمران ۳۳)

بے شک اللہ نے آدمؑ و نوحؑ اور آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ کو سارے جہانوں سے برگزیدہ کیا ہے۔

طاہرین جب جواب دیں کہ آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ سے مراد خاندان و اولاد ابراہیمؑ و عمرانؑ ہے یا ان کی بیویاں؟

۴۔ اللہ تعالیٰ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کا ذکر کرتا ہے:

وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَاۗءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝

یعنی اور میں موالیوں سے فکرمند ہوں اور زوجہ بانجھ ہے۔ پس مجھ کو اپنی بارگاہ سے ایک وارث عطا کر جو میری اور آل یعقوبؑ کی میراث کا وارث ہو۔ اے میرے رب اس کو اپنا پسندیدہ بنا۔

(سورہ مریم ۵-۶)

جناب طاہرین کے مفہوم کے مطابق حضرت زکریاؑ کی اپنی آل (زوجہ) تو عاقرہ ہے۔ تو پھر یعقوبؑ کی آل کی میراث کے لیے وارث کیوں درکار ہے۔ کس قدر مضحکہ خیز بات ہے۔ استغفراللہ۔

پس ازروئے قرآن ثابت ہوا کہ آل سے مراد بیوی نہیں۔ خاندان و اولاد ہے۔ لہٰذا جب آل کا مطلب بیوی ہی نہ ہوا تو پھر درود میں ذکر کیسا؟ فافہم۔

۵۔ اگر "صلاۃ" و "رحمت" میں فرق نہیں تو پھر حضورؐ کے نام نامی کے بعد "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کی بجائے "رحمت اللہ علیہ" کیوں نہیں

کہا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ درود کا مقصود صلاۃ ہے، وہ بقیہ حصہ تبرک کا ہے۔

۶۔ شہدائے کرام کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۣ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ

(خوشخبری دیدو اے رسولؐ کہ ان لوگوں پر ان کے رب کی طرف سے صلوات اور رحمت ہے یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

(البقرہ ۱۵۷)

اس آیت میں "صلاۃ" و "رحمت" کو الگ الگ استعمال کرکے خدا نے فرق ظاہر کیا ہے اور فوقیت "صلوات" کو ہے۔

۷۔ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ۭ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۭ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

"اعراب میں سے کچھ ایسے ہیں جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں۔ خدا کی قربت کے لیے اور رسولؐ کی صلوات کے لیے۔ یہ (بات) ضرور ان کے تقرب کا باعث ہے بہت جلدی اللہ ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ بے شک خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔" (التوبہ ۹۹)

اس آیت میں "صلوات الرسول" "قربات عنداللہ" اور "رحمۃ"

کی تشریح آئندہ پیش کی جا رہی ہے۔ تاکہ درود کی اہمیت واضح ہو جائے۔

۸۔ "محمدؐ و آلِ محمدؐ" کو "ابراہیمؑ و آلِ ابراہیمؑ" سے تشبیہ اس لئے دی گئی ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو "امام الناس" کا عہدہ تفویض کیا گیا اور آنجنابؑ نے اس عہدۂ جلیلہ کے عہد کو اپنی اولاد میں باقی رکھنے کی استدعا کی (اپنی ازواج میں نہیں بلکہ ذریت میں) اور خدا نے اپنے خلیل کی دعا منظور کر لی اس شرط کے ساتھ کہ یہ عہد ظالموں کے لئے نہیں ہوگا۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ کو خلت کے بعد امامت دی گئی جو نسل در نسل اسی خاندان میں رہی۔ خاتم المرسلینؐ بھی اولادِ ابراہیمؑ سے ہیں۔ جس طرح انہوں نے نبوت کے سلسلہ کو مکمل کر دیا اسی طرح حضورؐ کی آل جو کہ آلِ ابراہیمؑ بھی ہے میں کا آخری امام سلسلہ امامت کا آخری تاجدار ہوگا۔ پس یہ مماثلت یوں ہے کہ ابراہیم و آلِ ابراہیم پر درود و برکت یہ ہے کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے آخری رسولؐ مبعوث ہوئے جبکہ اولادِ رسولؐ میں سے آخری امام زمانؑ کو عدل و انصاف سے پُر کرے گا اس بات پر مُہر کرے گا کہ یہ عہد ظالموں کے لئے نہیں عادلوں کے لئے ہے۔ مندرجہ آیت اس موقف کی مؤید ہے۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ

قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ۭ

قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ (البقرہ)

۹۔ قرآن مجید کی کسی آیت سے درود شریف کے رائج الفاظ بظاہر ماخوذ

دکھائی نہیں دیتے بلکہ درود پڑھنے کا طریقہ حضورِ اکرمؐ نے بیان فرمایا۔

۱۰۔ طاہر المکی صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ معنی درود و صلوات سے بھی نا واقف ہیں۔ سورۂ سجود میں فرشتوں کی دعائے برکت و رحمت کو درود دیکھ رہے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ نمازیں خود طاہر صاحب کے ہم مسلک جب تشہد پڑھتے ہیں تو ان الفاظ کو دہراتے ہیں۔ "التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

اگر رحمت و برکت کی دعا یا رسولؐ کو سلام ہی درود شریف کا مقصد ہوتا نماز کی تشہد میں یہ غرض پوری کر دیتا ہے پھر بعد میں درود شریف پڑھ کر تکرار کرنا بے معنی ہوگا۔ طاہر صاحب اگر اپنے تشہد کے دلائل میں یہ دلیل پیش کرتے تو کچھ بات بنتی نظر آجاتی تھی۔ مگر درود میں تو اس کی گنجائش نہیں تھی۔

پس نہ "آل" سے مراد بیوی ہوتی اور نہ "صلّ" سے مطلب طاہر صاحب کی تشریح۔ لہٰذا ایسی تشریح یا مفہوم جو معارض قرآن و حدیث ہو، بے وقعت ہوں گے۔ اگر رحمۃ اللہ وبرکاتہ ہی درود ہے تو پھر یہ تو ہر مسلمان بعد از سلام کہتا رہتا ہے۔ "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" اور جواب میں "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہا جاتا ہے۔ پھر عام سلام اور درودِ پاک و خاص میں کیا فرق ہوا؟ ایسا عقیدہ ضعیف ذہن لوگوں کا ہے جو یہ فاش غلطی کرتے ہیں کہ "نبی ہم جیسے ہیں"

درود شریف دو حصوں میں کیوں ہے؟

اب چونکہ فرشتوں کے درود شریف میں دو لفظ رحمت و برکت ہیں

اس لیے ہمارے درود میں بھی دو لفظ ہیں اللھم صل اور اللھم بارک۔ پہلے درود میں صلاۃ ہے۔ جو رحمت کا مترادف ہے اور ہم معنی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ قرآنی ہے۔

أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ

یعنی یہ وہ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے صلاۃ و رحمت (ہے) اور دوسرے درود میں برکت۔"

(حقیقی اہل بیت رسول ص۲۳-۲۴)

درود شریف کے حصّوں کی وضاحت

ہم نے عرض کیا ہے کہ سورۂ ہود میں فرشتوں کی دعائے رحمت و برکت کے فقرے کا درود شریف سے بالواسطہ کوئی رابطہ ہی نہیں ہے۔ اور طاہر صاحب نے محض برکاتہ اور حمید مجید کے الفاظ سے یہ استدلال قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کا مفروضہ اس لیے غلط ہے کہ خود انہوں نے سورۃ البقرہ کی ۱۵۷ ویں آیت کے الفاظ نقل کیے ہیں، اس میں "صلوات" اور "رحمت" دونوں کو الگ الگ استعمال کیا گیا ہے اور وہاں "و" بطور عطف کا استعمال بھی ہے نیز طاہر صاحب نے ترجمہ میں بھی "صلات و رحمت" ہی لکھا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود خداوند رحیم نے رحمۃ للعالمین فرما کر رحمت مجسم قرار دیا ہے۔ یعنی رحمت تو خود ذات مصطفےٰ ٹھہری۔ اس لیے "صلوات" اور "رحمت" جو بقول ان ایک دوسرے کے مترادف ہیں۔ غایت درجہ سے مربوط نہیں ہوتے ہیں۔ رحمت کے عام معنی مہربانی اور بخشش کے ہوتے ہیں، اور ان ہی معنی میں بشارتِ فرزند کے موقعہ پر

سورۂ ہود میں برمحل استعمال ہوا ہے۔ لیکن درود شریف میں یہ تقاضا نہیں ہے۔ بلکہ حکم درود اس طرح ہے کہ:۔

"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر صلواۃ بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی صلواۃ بھیجو۔"

(ب) اللہ کی ذات تو رحمان و رحیم ہے وہ تو بے شک اپنے پیغمبر پر مہربانی و بخشش کرتی ہے۔ مگر ہم گنہگار امتی حضور کے لیے کیا مہربانی کر سکتے ہیں؟ یا فرشتے جو خود معصوم ہیں کیا بخشش کر سکتے ہیں۔ لہٰذا ایسی صورت میں ہمیں "صلاۃ" کے ایسے معنی تسلیم کرنا پڑیں گے جو بیک وقت خدا، ملائکہ اور مومنوں کے لیے حسب مراتب و مقام منطبق ہوں۔

"صل" کے معنی = بارش، صاف ستھرا کرنا۔ جیسے صَلَّ الحَبَّ المختلط بالتراب" کہ پانی ڈال کر غلہ کو مٹی سے جدا کیا۔

صلواۃ کے معنی = نماز، دعا، استغفار، درود، رحمت، تسبیح۔

ہمارے ہاں تفسیر قمی میں ہے کہ خدا کی طرف سے صلواۃ کا معنی ان طاہرین کی مدح و ثنا کرنا ہے اور مومنین کی طرف سے دعا کرنا، ان کی فضیلتوں کا اقرار کرنا ہے۔

درود کا حکم قرآن مجید میں اس طرح ہے۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٥٦﴾ الاحزاب

یعنی بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی درود بھیجتے رہو۔ اور ان کو ایسا تسلیم کرو جیسا تسلیم کرنے کا حق ہوتا ہے۔

اس آیت میں صرف صلوات کا حکم ہے۔ لہٰذا ہمارے ہاں
"اللھم صل علیٰ محمد و آلِ محمد" بحکم قرآن عموماً پڑھا جاتا ہے
باقی عبارت کما صلیت یا بارکت وغیرہ تبرکاً ہے۔ درود شریف کا اصل لفظ
"صل" ہے۔ جو سورہ احزاب والی آیت میں نہیں ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر
چکے ہیں۔

پس طاہر صاحب کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ درود شریف کے الفاظ سورۂ
ہود کی آیت ۷۳ سے لیے گئے ہیں۔ یہ صرف ان کا ذاتی خیال ہے جس کے
تحت وہ محمدؐ اور ان کی ازواج پر درود بھیجتے ہیں لیکن ہم یہ معاملہ بارگاہ
رسولؐ میں ان کی ازواج ہی کی وساطت سے پیش کرتے ہیں کہ حضورؐ آپ
لائق درود وسلام رسولؐ ہیں۔ لہٰذا ازراہِ کرم ہماری بحث پر فیصلہ فرما
دیجیے۔ چنانچہ روایت ہے کہ:-

آلِ محمدؐ کا تعارف! ازواجِ محمدؐ کی زبانی

(اُمّ المومنین صفیہؓ کا بیان)

"عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورؐ پر وحی
نازل ہونے کے آثار ظاہر ہوئے۔ فرمایا میرے پاس بلاؤ، میرے
پاس بلاؤ۔ حضرت اُمّ المومنین صفیہؓ نے کہا۔ اے اللہ کے رسولؐ
کس کو بلائیں؟ آپ نے فرمایا میرے اہلِ بیت علی و فاطمہؑ
حسن اور حسین (علیہم السلام) کو بلاؤ۔ پس وہ چاروں
آئے تو حضورؐ نے ان کے اوپر ایک چادر ڈال دی۔ پھر (دعا
کے لیے) ہاتھ اٹھائے فرمایا "اللھم ھؤلاء آلی فصل
علیٰ محمد و آل محمد" اے اللہ یہ میری آل ہے صلوٰۃ

بھیج محمد و آل محمد (علیہم السلام) پر۔ اس وقت اللہ نے آیت تطہیر
نازل فرمائی۔

یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق
ہے۔ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت پر اس طریقے
سے صلوٰۃ بھیجنے کو تعلیم فرمایا ہے (جس طرح آل پر یعنی آل و اہل بیت
ایک ہی ہوئے)

(مستدرک امام حاکم ج ۳ صفحہ ۱۴۶ باب مناقب اہل بیت رسول اللہ)

پس دربارِ رسالت مآبؐ سے فیصلہ صادر ہو جانے کے بعد اب
کسی بھی مسلمان کو یہ اختیار نہیں رہ جاتا ہے۔ رسول اللہؐ کے حکم و تعلیم
کے خلاف اپنی قیاس آرائیوں کو مسلط کروانے کی مذموم کوشش کرے۔

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت

بیہقی نے شہر بن حوشب کی
روایت نقل کی ہے کہ زوجۂ رسولؐ
حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے
مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ سے کہا
اپنے شوہر اور دونوں فرزندوں کو میرے پاس لے آؤ۔ اور جب وہ
ان کو اپنے ہمراہ لے آئیں۔ تو ان پر اپنی چادر اوڑھا دی۔ اور فرمایا۔

**اللھم ھؤلاء آلِ محمد فاجعل صلواتک و
برکاتک علیھم جعلت صلواتک و برکاتک علیٰ
ابراھیم و آلِ ابراھیم انک حمید مجید۔**

یعنی اے اللہ یہ آلِ محمد ہے۔ تو اپنی رحمت کاملہ اور برکت
نازل کر جیسے کہ تو نے ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر نازل کی۔

بے شک تو حمید و مجید ہے۔"

(ارجح المطالب عبید اللہ بسمل ص۱۰۱)

مشہور علامہ اہل سنت کمال الدین بن طلحہ شافعی نے مطالب السئول میں بڑی عمدہ رائے کا اظہار کیا ہے۔ تحریر کرتے ہیں کہ:

"آل کے تمام معنی چار مقدس ہستیوں (یعنی علی، فاطمہ، حسن اور حسین) میں مجتمع ہیں۔ کیونکہ یہی آقائے نامدار کے اہل بیت ہیں اور ان ہی پر صدقہ حرام ہے۔ اور یہی حضرت کے دین کے پورے پیروکار ہیں۔ اور یہی حضورؐ کے طریقے پر چلنے والے ہیں۔

پس آل کے نام کا حقیقت میں ان ہی پر اطلاق ہو سکتا ہے۔ اور اس پر علماء کا اتفاق ہے۔"

(ارجح المطالب ص۲۹۸)

الغرض ہم جو درود بھیجتے ہیں وہ بمطابق حکم خدا، حسب تعلیم رسولِ خدا، محمدؐ اور ان کی آلِ اطہار پر بھیجتے ہیں۔ جب خود حضرت ہادی عالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے درود کا طریقہ اور مستحقین درود کی ذواتِ مقدسہ کا تعارف کروا دیا۔ اور خود ازواج نے اس کی گواہی بھی دے دی تو پھر مزید کسی تشریح کی ضرورت ہی نہیں باقی رہتی ہے۔

"درود شریف کا آخری جملہ"

"اور چونکہ فرشتوں کے درود شریف کے آخر میں "انہ حمید مجید" کا جملہ تھا اس لئے ہمارے درود شریف کے آخر میں بھی انک حمید مجید کا جملہ ہے۔

غرض ہمارا درود شریف وہی ہے جو فرشتوں کا درود تھا۔ انہوں نے ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم (حضرت ابراہیم کی گھر والی) پر درود بھیجا تھا۔ اور ہم اسی کا حوالہ دے کر انہی کے الفاظ میں اپنے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آلِ محمد (حضورؐ کی گھر والیوں) پر درود بھیجتے ہیں۔ اس لئے نماز والے اس درود کو درودِ ابراہیمی کہا جاتا ہے۔

یہ ہے وہ درود شریف کا پس منظر اور یہ ہے وہ آیت جس سے ہمارے درود کے الفاظ لئے گئے ہیں۔

(تحقیق اہل بیتِ رسول ص۲۳)

جواب آخری جملہ

جب درود کا اور اس آیت کا آپس میں کوئی تعلق ہی ثابت نہیں ہے تو پھر ساری قلمکاری بیکار ہو گی۔ آیت میں تو ایک تعجب خیز بشارت کا ذکر ہے۔ حیرانگی پر فرشتوں نے رحمت و برکت کی دعا کی ہے۔

اہلبیت ابراہیمؑ کے لئے لیکن درود تو ایسی رفیع المرتبت چیز ہے کہ خود خدا بھی پیغمبرؐ پر درود بھیجتا ہے۔ یعنی یہ درود خاص ہے۔ عام صلوات نہیں ہے۔ یہ درود فرشتے بھی پڑھتے ہیں اور مومنین بھی۔ لیکن "رحمۃ اللہ وبرکاتہ" تو ہر مسلمان کے لئے کہا جاتا ہے۔ جبکہ "صلی" کا استعمال مخصوص ہے۔ صرف مستحق کے لئے مستعمل ہے۔ اور یہ بات ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ درود اصل "اللھم صل علی محمد و آل محمد" ہے۔ باقی اضافی عبارت تبرکاً کہی جاتی ہے۔ اگر طاہر صاحب کے نزدیک پورا درود ابراہیمی ہی درود شریف ہے تو پھر جواب دیا جائے کہ جب حضورؐ کا اسم مبارک آتا ہے تو پھر محض "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کہنے پر اکتفا کیوں کیا جاتا ہے ساری عبارت کیوں نہیں کہی یا لکھی جاتی ہے؟ یہ ترک بالعموم از خود اس بات کا ثبوت ہے کہ اصل درود شریف "اللھم صل علی محمد و آل محمد" ہے اسی لئے ہمارے ہاں درود کا یہ جملہ ضروری اعتقاد کیا جاتا ہے۔ باقی دعائیہ درود تو بہت سے رائج ہیں۔ درود لکھی، درود تاج، درود طوسی، درود ہزاری وغیرہ وغیرہ۔

اگر بفرض محال طاہر المکی صاحب کی بات مان لی جائے کہ سورۂ ہود کی آیت میں بیان کردہ واقعہ میں زوجۂ ابراہیمؑ اور حضرت ابراہیمؑ پر فرشتوں نے درود پڑھا۔ لہٰذا خدا نے ان کو عالم پیری میں اسحاقؑ جیسے فرزند اور یعقوبؑ جیسے پوتے عطا کر دیئے۔ تو ایک مشکل یہ آن پڑتی ہے کہ محمدؐ کی آل مذعومہ (زوجہ) کو عالم شباب میں بھی بانجھ ہی رکھا گیا۔ لہٰذا اس درود کا کیا فائدہ ہوا؟

"درود کے الفاظ قرآن کی کس آیت سے لئے گئے ہیں"

امام التصوفیا[1] حضرت امام قشیری اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: فرشتوں نے جو دعا ابراہیمؑ اور ان کی بیوی کے لئے کی تھی وہی دعا ہماری شریعت میں باقی رکھی گئی ہے جیسے ہم درود شریف میں پڑھتے ہیں۔ (لطائف الاشارات مطبوعہ قاہرہ سنہ ۱۹۷۱ء ج ۳ ص ۱۴۹ نیز دیکھئے تفسیر ابن کثیر مطبوعہ بیروت سنہ ۱۹۶۶ء ج ۲ ص ۵۶۴)

پاکستان کے شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

محققین نے لکھا ہے کہ نمازوں میں ہم جو درود پڑھتے ہیں، اس کے الفاظ کو اس آیت سے اقتباس کیا گیا ہے۔
(فوائد عثمانی مع ترجمہ شیخ الہندؒ مطبوعہ بجنور ۱۳۵۰ھ ص ۲۹۷)
(کتاب زیر بحث ص ۳۳-۳۴)

جواب راقم

جب ہم شروع ہی سے اس آیت کا درود سے براہ راست تعلق قبول نہیں کرتے ہیں۔ تو پھر یہ تکرار محض قابل نظر اندازی ہے۔ کیونکہ نبی آیت موصوف میں مستعمل لفظ "اہل بیت" سے مراد

[1] دستیاب نسخہ میں حاشیہ کٹ گیا ہے لہٰذا ترک کیا جا رہا ہے۔

بیوی کا ہے اور نہ ہی وہاں "درود" ہے۔ بلکہ سلام و دعا ہے جبکہ درود عام رحمت و برکت کی دعا سے بالاتر ہے اور اس کا مفہوم خاص ہے۔ تمام نہاد محققین کی رائے غلطی ہے نہ کہ صحیح۔ اگر ایسے ہی خیالات پر مذہبی عمارت کی استواری شروع کر دی جائے تو بہت خطرناک صورت ہو جائے گی۔ چنانچہ کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ حضرت خلیلؑ نے بیعت خداوندی کی تکمیل کے بعد دعا کی تھی کہ "رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی" لہٰذا صلوٰۃ ذریت کے لئے ہے۔ نیز آیت میں رحمۃ اللہ وبرکاتہ کے الفاظ ہیں۔ جو بعد از درود آپ کے ہاں سلام پھیرنے کے بعد منہ پھیر کر دہرائے جاتے ہیں۔ لہٰذا "درود" اور "سلام" میں فرق ظاہر ہے۔

"درود میں آلِ ابراہیمؑ اور آلِ محمدؐ سے کیا مراد ہے"

"اس تفصیل سے یہ بات چمکتے ہوئے سورج کی طرح واضح ہو گئی کہ درود شریف میں آلِ محمدؐ سے مراد ازواجِ مطہرات ہیں کیونکہ فرشتوں نے جو درود بھیجا تھا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کسی صاحبزادی یا نواسوں پر نہیں بھیجا تھا۔ بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی زوجہ مطہرہ پر بھیجا تھا۔ اسی طرح ان کی تقلید میں اور انہی کے الفاظ میں ہم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواجِ مطہرات پر درود بھیجتے ہیں۔ ؎۱

(؎۱ قرآنی الفاظ سے قطع نظر کر کے اگر آلِ ابراہیم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد اور رشتہ دار مراد لئے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہوا ہم اپنے جانی دشمن اور دنیا کی انتہائی ظالم و بدترین قوم یہود یوں پر درود بھیجتے ہیں کیونکہ وہ سب حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے ہیں۔)

اسی طرح اگر درود شریف کے آلِ محمد سے حضورؐ کے رشتہ دار مراد لئے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم کافروں کے سردار طاغوت اعظم ابولہب پر بھی درود شریف بھیجتے ہیں۔ کیونکہ وہ حضورؐ کا چچا اور قریب ترین رشتہ دار تھا۔ اسی بوالعجبی پر حیرت ظاہر کرتے ہوئے امام حمیری نے فرمایا تھا۔

لو لم یکن آلہ الا قرابتہ صلی المصلی علی الطاغی ابی لھب

یعنی اگر یہ غلط بات مان لی جائے کہ آل سے مراد صرف رشتہ دار ہوتے ہیں۔ تب تو درود شریف پڑھنے والے کا درود بے ایمان اور طاغوت ابولہب پر بھی پہنچے گا۔ حالانکہ وہ اسلام کا دشمن اور بدترین جہنمی ہے۔ (نیل الاوطار)

شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی درود شریف کی بحث کرتے ہوئے اعتراف کرتے ہیں کہ:-

وقد اطلق صلعم علی ازواجہ آل محمد کما فی حدیث عائشۃ ما شبع آل محمد من خبز مادوم ثلاثۃ ایام الخ

بلاشبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو آلِ محمد فرمایا جیسے کہ ما شبع آل محمد والی حدیث بخاری میں ہے۔ (فتح الباری شرح بخاری مطبوعہ مصر جلد اول [illegible] نیز ج [illegible])

اور صرف بخاری شریف کی اس روایت میں ہی نہیں اس کے علاوہ بھی بہت سی احادیث میں آلِ محمد سے مراد ازواجِ مطہرات ہیں۔

مثلاً ایک موقع پر جب کہ شوہروں نے اپنی بیویوں کو تنگ کیا اور مارا پیٹا تھا۔ ان کی عورتیں ازواجِ مطہراتؓ کے پاس حاضر ہوئیں اور ان کے ذریعے رسول اللہ کی بارگاہ میں اپنے شوہروں کی شکایت کی تو رسول اللہ نے لوگوں کو اس نامناسب طرزِ عمل سے روکا اور عورتوں کے ساتھ شفقت سے پیش آنے کی تلقین کی۔ ابوداؤد، ابن ماجہ اور امام بخاری کی تاریخ کبیر میں ہے کہ

ناطاف بال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نساء کثیر یشکون ازواجھن فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقد طاف بال محمد نساء کثیر یشکون ازواجھن لیس اولئک بخیارکم۔

بہت سی عورتیں آلِ رسول یعنی ازواجِ مطہرات کے پاس جمع ہوئیں اور اپنے خاوندوں کی شکایت کرنے لگیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تنبیہ فرمائی اور کہا کہ میری گھر والیوں (آلِ محمد) کے پاس بہت سی عورتیں اپنے خاوندوں کی زیادتی کی شکایت کر رہی ہیں یاد رکھو اپنی بیویوں کو ستانے والے لوگ اچھے آدمی نہیں ہیں۔

(ابوداؤد مترجم مطبوعہ محمد سعید قرآن محل کراچی ج ۲ ص ۱۵۷ حدیث ۴۶۱
ابن ماجہ مطبوعہ مصر کتاب النکاح حدیث ۱۹۸۵ تاریخ امام بخاری ج [illegible])

اور فرمایا خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی۔
(مشکوٰۃ)

"تم میں اچھا آدمی وہ ہے جو اپنی اہلِ بیت (بیوی) کے لئے اچھا ہو۔ اور تم میں سب سے زیادہ میں اپنی اہلِ بیت (گھر والیوں) کے لئے اچھا ہوں۔"

(حقیقی اہلِ بیتِ رسول ص ۲۶-۲۷)

آلِ ابراہیمؑ اور آلِ محمدؐ سے کیا مراد ہے

ہم نے خود ازواجِ رسولؐ کی گواہی کے ساتھ حقیقی پر رسول بتاتے ہوئے واضح کیا ہے کہ "آلِ محمدؐ" جن کے لئے درود پاک ہے سے مراد آلِ عبا ہیں۔ جن کا تعارف صاحبِ درود رسولؐ مقبول نے ہر ممکن لفظ سے گھر کے اندر اور باہر اپنی زبان مبارک سے کروا دیا۔ اور ازواج کو چادر سے باہر رکھ کر عملاً بتا دیا کہ "آلِ محمدؐ" اور "ازواجِ محمدؐ" میں فرق ہے۔ فرشتوں کا مزعومہ درود پڑھنا محض ظنی استدلال ہے۔ نقلی ثبوت میسر نہیں۔ ہم اس مقام پر ایک بات کہتے ہیں کہ اگر کسی بھی زوجہ پیغمبرؐ سے کوئی قولِ رسولؐ اس کی تائید میں مل سکے تو پیش کیا جائے جس میں کسی بی بی نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ مجھ پر اللہ، اللہ کے فرشتے اور اہلِ ایمان درود بھیجتے ہیں تو ہم مان لیں گے۔

اسی طرح سورۂ ہود کی آیت میں "صلاۃ" کا لفظ دکھا دیا جائے۔

جبکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہاں نہ ہی اہل بیت سے مراد صرف زوجہ خلیل ہیں اور نہ ہی فرشتوں کے درود پڑھنے کا کوئی ذکر ہے۔ بلکہ رحمت و برکت کی دعا ہے۔ لہٰذا آپ کا خیالی پلاؤ کہ ہم فرشتوں کی تقلید میں ازواج پر درود پڑھتے ہیں۔ بے وقوفوں کی جنت میں پک رہا ہے۔ جب ابراہیم اور ان کی آل پر درود پڑھا جائے گا۔ تو ان کی صاحبزادی و نواسوں پہ پہنچ جائے گا۔ کیونکہ آل کے عمومی معنی قرابت دار ہی ہوتے ہیں۔ اور زوجہ اسی وقت تک قریب ہے جب تک گھر میں ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ طاہر المکی صاحب کو نبی کے رشتہ داروں سے خاص پرخاش ہے۔ حالانکہ بیوی بھی جب تک رشتہ ازدواج میں منسلک نہیں ہوتی گھر والی نہیں بن سکتی۔ جیسے کہ شاطر بھائی اکیول دین میں اپنی ناقص تاویلات کر کے رخنہ اندازی پیدا کر رہے ہیں۔ ابراہیمؑ کی اپنی اولاد کے لئے کی گئی دعاؤں سے کون واقف نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ عہدہ امامت کی درخواست بھی انہوں نے ذریت کے لئے پیش کر دی۔ مگر اللہ کا عہد ظالمین کو نہ پہنچے گا۔ لہٰذا اولادِ ابراہیمؑ سے جو بھی ظالم ہوگا، خارج از مراعات ہوگا۔ پس جب ایسی واضح تخصیص موجود ہے تو پھر یہ کہہ کر گمراہ کرنا کہ آل کی دیانت ہے کہ یہودیوں پر درود بھیجا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ محض دماغ کا خلل ہے۔ اور دروازۂ شہر علم سے دور رہنے کا نتیجہ ہے۔ ورنہ وعدہ ظالمین سے نہیں ہے۔

یہی آلِ محمدؐ کی بات تو یہ صاف ظاہر ہے کہ خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آلِ اطہارؑ کا بالوضاحت کھلی تعارف کروا کر اس بحث کا دروازہ ہی بند کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک کسی

غیر مستحق نے اس استحقاق کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ جبکہ اصل آلِ محمدؐ نے متعدد مقامات پر اس اعزاز کا اظہار کیا ہے۔

ازروئے قرآن مجید یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ آلِ ابراہیمؑ سے مراد وہ اولادِ ابراہیمؑ ہے جو ظالمین سے نہیں۔ اور آلِ محمدؐ سے مراد وہ اولادِ رسول ہے جن کو حضورؐ نے خود بحکم الٰہی منتخب کیا اور مصطفےٰ بنایا۔ یہ وہ نفوس ہیں جن پر آل کے لفظ کے جملہ معانی پورے آتے ہیں۔ پس مستحق درود کے علاوہ درود شریف کا فائدہ کسی بھی فرد کو مفاد نہیں، خواہ کوئی کتنا ہی ورد جاری رکھے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے اپنی بحث میں صرف یہ کہا ہے کہ بخاری کی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ نے آلِ محمدؐ کے لفظ کا اطلاق ازواج پر کیا ہے۔ اور عام گفتگو میں مجازی طور پر ایسا اطلاق ممنوع نہیں ہے کہ "آل" سے مراد کنبہ و خاندان بھی ہوتے ہیں جن میں بیوی زینتِ خانہ ہوتے ہوئے شمار ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس سے کوئی اعتراض نہیں کیونکہ اس اطلاق سے استدلال کو تقویت نہیں ملتی ہے۔

اسی طرح جو روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ سے نقل کی گئی ہے۔ اس میں بھی یہی اسلوب بیان ہے لیکن مترجم نے "آلِ محمدؐ" کا ترجمہ "ازواج مطہرات" کر کے معنوی تحریف کا ارتکاب کیا ہے۔ جبکہ روایت میں ایسی کوئی وضاحت لفظی موجود نہیں ہے کہ جس سے یہ مطلب اخذ ہوتا ہو کہ عورتوں نے خاص طور پر ازواج رسولؐ سے شکایت کی کہ ان کو اپنے شوہروں سے کوئی گلہ ہے۔ حالانکہ عمومی معنوں میں آل سے مراد تمام رشتہ داران رسولؐ لئے گئے ہیں۔ خصوصاً

بنی ہاشم و اولاد عبد المطلب۔ اسی طرح مشکوٰۃ کی منقولہ عبارت میں لفظ "اہل بیت" کا ترجمہ میں اضافہ کیا گیا ہے۔ عربی عبارت میں یہ لفظ ثابت نہیں ہے۔ جبکہ حدیث عام ہے اور اس سے مراد گھر والے بھی ہو سکتے ہیں اور اہلیہ بھی۔

لیکن ہم کہتے ہیں کہ ان تاویلوں سے اور ادھر اُدھر ہاتھ پیر مارنے سے کچھ حاصل یا وصول نہیں ہوگا۔ کیونکہ بہرحال محض لفظ "آل" یا "اہل" کا استعمال درود حقیقی میں شمولیت کے لیے کافی دلیل نہیں ہے۔ اس لیے کہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اہل درود آل محمدؐ کا خود تعارف کرا دیا ہے۔

چنانچہ مشہور شیعہ دشمن علامہ اہل سنت ابن حجر مکی جیسے متعصب شخص نے مجبور ہو کر تحریر کیا ہے کہ

"عبا بر ایشاں بر انداخت و دست خود بر ایشاں نہاد و گفت۔

اللھم ان ھؤلاء آل محمد فاجعل صلواتک و برکاتک علی آل محمد وانک حمید مجید"

(براہین قاطعہ فارسی ترجمہ صواعق محرقہ)

یعنی حضورؐ نے ان پر چادر ڈالی اور اپنا ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا کہ

اے اللہ بے شک یہ آل محمدؐ ہیں ان پر صلوات و رحمت بھیج کہ بلاشبہ تو حمید و مجید ہے۔

الغرض چونکہ لغت میں "آل" کا لفظ خاص قرابت داروں اور گھر کے لوگوں کے لیے وضع ہوا ہے۔ بلکہ کبھی دور کے رشتہ دار

بھی مراد لیے جاتے ہیں۔ اس لیے لفظی معنوں میں، ہے ہر متعلقہ محل پر بولا چلتا ہے مگر رسولِ خدا نے "ھؤلاء" کے واضح ارشاد سے تمام گنجائش ختم کر دی اور فرما دیا ہے۔ لہٰذا ہم عرض کرتے ہیں کہ پیغمبر کے تشریح فرمانے کے بعد امت کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے من پسند معنی منتخب کریں۔ جبکہ منتخب کردہ فرد نے کبھی بھی اس قسم کا دعویٰ کرنے کا نہیں بھی نہ کیا ہو۔ یہاں تو مدعی سست گواہ چست والی مثال صادق آتی ہے۔ طاہر المکی صاحب کو اگر اپنے قیاس پر یقین و بھروسہ ہے تو پھر ان سے گزارش ہے کہ وہ کسی زوجۂ رسولؐ سے ایسا دعویٰ ثابت کر دیں جس میں بی بی صاحبہ نے خود کو درود خاص کا اہل و مستحق قرار دیا ہو۔ یا پھر اس مطلب میں کوئی قولِ رسولؐ مرفوعاً کتب صحاح میں سے ڈھونڈ کر دکھایا جائے۔ تاکہ ہماری تشفی ہو جائے۔ ورنہ ہم تو مدت سے "آل و اصحاب و ازواج" کو جدا جدا ہی سنتے آئے ہیں۔ اگر خدا کو ازواج پر بھی درود بھیجوانا مقصود تھا تو پھر "آل" جیسے لفظ کی بجائے ازواج یا نساء استعمال کر دیتا۔

"حضرت عائشہؓ کا ارشاد کہ ہم آلِ محمدؐ ہیں"

"خود ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ جو کہ از آلِ محمدؐ (یعنی ازواج مطہرات میں سے ایک ہیں) مدینہ منورہ کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:-

ان کنا آل محمد لنمکث شھرا ما نستوقد بنار ان ھو الا التمر و الماء۔

(صحیح مسلم مترجم اردو مطبوعہ مکتبہ سعودیہ پریس برنس روڈ کراچی ج ۲ ص ۴۲۱)

ہم آلِ محمدؐ (ازواجِ مطہرات رضؓ) کا یہ حال تھا کہ مہینہ مہینہ بھر تک ہمارے گھروں میں چولہے نہیں جلتے تھے۔ ہم سب کھجور اور پانی پر گذارہ کیا کرتے تھے۔

غرض یہ کہ قرآن و حدیث اور درود شریف میں آلِ محمدؐ سے مراد ازواجِ مطہرات ہیں۔[1]

مجازی آل | ہاں مجازی طور پر ہم قبیلہ ہم قوم بلکہ تمام ماننے والوں کو بھی آل کہہ دیا جاتا ہے۔ اسی لیے بہت سے علمائے درود شریف والے آلِ محمد میں ازواجِ مطہرات کے ساتھ تمام مسلمانوں کو بھی شامل کر لیا جس طرح آلِ لوط سے مراد وہ تمام لوگ ہیں جو حضرت لوط پر ایمان لائے تھے۔

تفصیل کے لیے دیکھیے شرح مسلم للنووی اور نیل الاوطار للشوکانی۔

(تحقیق اہلِ بیت رسول ص ۲۶-۲۷)

حضرت عائشہ کے قول کا جواب

صحیح مسلم کی جو عبارت طاہر صاحب نے نقل کی ہے۔ اس میں بی بی عائشہ نے آلِ محمدؐ سے ازواج کا مراد ہونا فرمایا ہے اور نہ ہی خود کو آلِ محمدؐ کہا ہے۔ بلکہ انہوں نے خاندانِ رسولؐ کی قناعت

[1] کیونکہ کسی شخص کی حقیقی آل اس کی بیوی ہوتی ہے مشہور امام لغت ابن فارس نے معجم مقاییس اللغۃ میں لکھا ہے "ال الرجل اهل بیته لانه الیه ما لهم" آدمی کی بیوی کو اس کی آل اس لئے کہتے ہیں کہ بیوی کا سہارا اور مددگار صرف اس کا شوہر ہوتا ہے۔

پسندی اور مالی حالات کا تذکرہ کیا ہے۔ کہ خاندانِ رسولؐ کی یہ حالت تھی کہ ہمارے گھروں میں کئی مہینے چولہے نہ جلتے تھے اور ہم لوگ کھجور اور پانی پر گذارہ کرتے تھے۔ یہاں "آلِ محمدؐ" سے صرف "ازواجِ محمدؐ" مراد لینا محض خودسری ہوگا۔ بی بی صاحبہ چونکہ خود بھی شرفِ زوجیتِ رسولؐ کے باعث کنبۂ نبی میں ایک فردِ خانہ تھیں لہٰذا انہوں نے معیت کا استفادہ حاصل کر کے عام فہم گفتگو کے حسبِ معمول طرزِ بیان میں یہ حالات بیان کئے ہیں۔ ان کے قول سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہے کہ آلِ محمدؐ سے مراد صرف ازواج ہیں۔ اگر ایسا ہے تو پھر بیویوں کے علاوہ رسولؐ کے گھر والے کن حالات سے گزر رہے تھے۔ کیا ان کے چولہے جلتے تھے اور وہ پانی و کھجور کے علاوہ کچھ اور چیزوں سے بسر اوقات کرتے تھے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ بی بی صاحبہ نے تمام کنبۂ رسولؐ کے بارے میں یہ بیان کیا ہے۔

اور پھر یہ کہ احادیث میں تو یہ بھی وارد ہے کہ صدقات میں قبیلہ قریش تک کو آل ہی کہا گیا ہے۔ اور پھر آل بمعنی متبعین تو خود آپ کے بقول ہر فردِ مسلمان پر بولا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ آلِ لوط کی مثال آپ نے خود پیش کی۔

ہمارا مدعا تحقیق آلِ محمدؐ مستحق درود شریف سے ہے۔ اور حضورِ اکرمؐ اس کی شناخت و پہچان ہر ممکن طریقہ سے اُمت کو کروا گئے جس سے ثابت ہے کہ قرآن و حدیث اور درود شریف میں آلِ محمدؐ سے مراد ازواج نہیں ہیں۔ چونکہ بی بی عائشہ کا قول صحیح مسلم سے نقل کیا گیا ہے۔ لہٰذا ہم اس نزاع کا حل صحیح مسلم ہی سے پیش

کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ طاہر صاحب اور راقم الحروف اس پر متفق ہیں کہ "آل" اور "اہل بیت" سے مراد ایک ہی ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ:۔

ثم قال واهل بيتي اذكركم الله في اهل بيتي اذكركم الله في اهل بيتي اذكركم الله في اهل بيتي فقال له حصين ومن اهل بيته يا زيد اليس نساؤه من اهل بيته. نساؤه من اهل بيته ولكن اهل بيته من حرم الصدقة بعده قال ومن هم قال هم آل علي وآل عقيل وآل جعفر وآل عباس قال كل هؤلاء حرم الصدقة قال نعم۔

(صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۵۲۳ حدیث ۵۱۲ کتاب فضائل الصحابہ)

(رسول خدا نے پھر فرمایا اور میرے اہل بیت ہیں۔ میں اپنے اہل بیت کے لئے تمہیں خدا یاد دلاتا ہوں۔ حصین نے کہا اے زید (زید بن ارقم) آپ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی ازواج اہل بیت نہیں ہیں؟ (کہا) عورتیں گھر والیاں ہیں۔ لیکن (میری مراد) وہ اہل بیت ہیں۔ جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔ پوچھا وہ کون ہیں؟ جواب دیا وہ اولادِ علیؑ، اولادِ عقیل، اولادِ جعفر اور اولادِ عباس ہیں۔ (حصین نے کہا) ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ (زید نے) جواب دیا۔ ہاں۔

* اس روایت میں صحابی رسول حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ازواجِ رسولؐ کو اہل بیت میں بایں معنی شریک کیا ہے کہ وہ آپؐ کے اہل خانہ ہیں۔ لیکن مخصوص اہل بیت میں شامل نہیں کیا ہے۔ چنانچہ اسی مقام پر دوسری روایت ہے کہ:۔

عن زيد بن ارقم قال دخلنا عليه فقلنا له لقد رأيت خيرا لقد صاحبت رسول الله صلى الله عليه وسلم وصليت خلفه وساق الحديث بنحو حديث ابي حيان غير انه قال الا واني تارك فيكم ثقلين احدهما كتاب الله عز وجل هو حبل الله من اتبعه كان على الهدى ومن تركه كان على ضلالة وفيه فقلنا من اهل بيته نساؤه قال لا وايم الله ان المرأة تكون مع الرجل العصر من الدهر ثم يطلقها فترجع الى ابيها وقومها اهل بيته اصله وعصبته الذين حرموا الصدقة بعده۔

یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ ان میں ایک اللہ کی کتاب ہے۔ وہ اللہ کی رسی ہے۔ جو اس کی اتباع کرے گا ہدایت پائے گا۔ جو اسے چھوڑ دے گا وہ گمراہ ہوگا۔ اور اس میں ہے کہ پوچھا گیا "اہل بیت" کون ہیں؟ کیا بیویاں ہیں؟ کہا "نہیں" خدا کی قسم عورت ایک مدت تک مرد کے ساتھ رہتی ہے۔ پھر وہ اسے طلاق دے دیتا ہے۔ تو وہ اپنے باپ اور قوم کی طرف چلی جاتی ہے۔ "اہل بیت" سے مراد آپؐ کی ذات تھی اور آپؐ کے وہ عصبات جن کو آپ کے بعد صدقہ لینا حرام ہے۔

(صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۵۲۲-۵۲۳ حدیث ۱۵۱ کتاب الفضائل الصحابہ)

پس صحیح مسلم کی منقولہ بالا دونوں روایات سے معلوم ہوا کہ ازواج حقیقی معنوں میں نہ آل میں شامل ہیں نہ اہل بیت میں۔ پھر صحابی رسولؐ حضرت زید بن ارقم کا اللہ کی قسم کھا کر گواہی دینا اور وہ

سبب بیان کرنا جس کے باعث زوجہ اہل بیت نہیں اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ طاہر المکی صاحب کی رائے نہ ہی قرآن کے مطابق ہے اور نہ ہی اسے حدیث سے تطبیق حاصل ہے۔

طاہر صاحب نے حاشیہ میں ابن فارس کی لغت کا جو حوالہ پیش کیا ہے۔ اس کا مطلب بڑی دیدہ دلیری سے اُلٹا بیان کیا گیا ہے حالانکہ "آل الرجل اهل بيته لانه اليه ما لهم" کے معنی یہ ہیں کہ کسی کی آل سے مراد اس کے گھر والے ہیں جن کی وہ کفالت کرتا ہے۔ بیوی کو آل کے حقیقی معنوں میں کسی لغت میں پیش نہیں کیا گیا ہے۔ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ علمی خیانت ہے۔

اسی طرح مجازی آل کی جو محرفانہ تشریح طاہر صاحب نے علامہ نووی کی شرح مسلم شریف سے منسوب کی ہے۔ قطعاً غلط اور خود ساختہ ہے۔ حالانکہ نووی نے اپنی شرح میں صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ "نساؤه ليس من اهل بيته" کہ ازواج اہل بیت میں شامل نہیں ہیں۔ اسی طرح شوکانی کی نیل الاوطار میں ہمیں اس کے سوا کچھ نہیں ملا ہے کہ آل سے مراد پیروکار بھی ہوتے ہیں۔ اور اس پر ہمیں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ نووی یا شوکانی دونوں میں سے کسی نے بھی درود شریف والے "آل محمدؐ" سے مراد ازواج مطہرات نہیں لی ہے۔ ہمیں طاہر صاحب سے اس مطلب کی عبارت کا مکمل حوالہ مطلوب ہے۔

ختم شریفوں میں "آلہ و اصحابہ و ازواجہ" کا ورد بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ ان تینوں میں فرق ہے۔ پس قرآن و حدیث کی رو سے "آل محمدؐ" سے مراد "آل عباؑ" ہیں۔ جن کے لئے درود شریف ہے۔

"ازواجِ مطہراتؓ کی شان میں امام شافعیؒ کے اشعار"

درود شریف کی یہی وہ خصوصیت ہے جس کی وجہ سے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نماز میں اس کا پڑھنا سنت اور امام شافعیؒ کے نزدیک واجب ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔

یا اهل بيت رسول الله حبكم ۔۔۔ فرض من الله في القرآن انزله
كفاكم من عظيم القدر انكم ۔۔۔ من لم يصل عليكم لا صلوٰة له

(اے اللہ کے رسولؐ کی ازواج مطہراتؓ تمہاری عظمت و شان کا کیا کہنا کہ اللہ رب العزت نے خود قرآن مجید میں تمہاری عظمت بیان فرمائی اور تمہاری محبت فرض قرار دی تمہاری جلالت شان کے لئے یہی کافی ہے جس نے تم پر درود نہ پڑھا اس کی نماز قبول نہ ہوئی)

کاش ہم مسلمان محمدؐ و آلِ محمدؐ (ازواجِ مطہراتؓ) کو اپنے لئے نمونہ بنائیں اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی سعادت حاصل کریں۔

(تحقیق اہل بیت رسول ص ۲۸، ۲۷)

امام شافعی کے اشعار کی تشریح

طاہر صاحب کے نقل کردہ حضرت امام شافعی کے اشعار اہل بیت اطہار علیہم السلام کی شان میں کہے گئے ہیں۔ اگر یہ ازواج کی شان میں ہوتے تو صیغہ مونث استعمال ہوتا۔ لیکن تعصب کا کیا علاج ہے؟ طاہر صاحب نے ان کو ازواج کے حق میں قصیدہ قرار دیا ہے۔

امام شافعی کا تبرا اور تولا

لیکن حقیقت یہ ہے کہ حافظ ابو عبداللہ جمال الدین محمد بن ابی مظفر یوسف زرندی مدنی نے اپنی کتاب "معراج الوصول فی معرفۃ آل الرسول" میں ان ہی اشعار کو نقل کیا ہے۔ اور طاہر صاحب کا یہ خیال خام ہے کہ امام شافعی نے یہ اشعار ازواج کی شان میں کہے۔ کیونکہ ایسے ہی اشعار امام شافعی نے اور بھی کہے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

اذا فی مجلس ذکروا علیا	وسبطیہ وفاطمۃ الزاکیۃ
فاجری بعضھم ذکرا سواہ	فایقن انہ سلقلقیۃ
اذا ذکروا علیا او بنیہ	تشاغل بالروایات العلیۃ
وقال تجاوزوا یا قوم عن ذا	فھذا من حدیث الرافضیۃ
برئت الی المھیمن من اناس	یرون الرفض حب الفاطمیۃ
علی آل الرسول صلاۃ ربی	ولعنتہ لتلک الجاھلیۃ

یعنی جب کسی مجلس میں علیؑ، حسنؑ، حسینؑ اور فاطمہ زکیہ کا تذکرہ ہوتا ہے تو ان میں سے بعض نے دوسرا ذکر چھیڑ دیا۔ اس کو یقین تھا کہ یہ ناگوار بات ہے۔ جب علیؑ اور ان کے فرزندوں کا ذکر کرتے ہیں۔ تو بلند روایات میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور اس نے کہا اے قوم اس بات کو چھوڑ دو۔ (مدح پنجتن پاکؑ ذکر ہی) یہ رافضیوں کی حدیث ہے میں (شافعی) ایسے (ملعون) لوگوں سے تبرا کرتا ہوں (بے زاری اختیار کرتا ہوں) جو فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) کی محبت کو رفض سمجھتے ہیں۔

(ان) آلِ رسولؑ پر میرے رب کا درود ہو۔ اور جہالت (آلِ رسولؑ کے دشمنوں) پر اللہ کی لعنت واقع ہو۔

ان اشعار سے معلوم ہوا کہ لائق درود "آلِ محمدؐ" امام شافعی کے نزدیک "آلِ اطہار" اہلبیت طاہرین ہیں۔ جن میں خصوصاً حضرات علی علیہ السلام، فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا، حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام ہیں۔

امام شافعی اپنے عقیدے کی مزید وضاحت فرماتے ہیں کہ:

قالوا ترفضت قلت کلا	ما الرفض دینی ولا اعتقادی

(جب انہوں نے کہا (اے شافعی) تم رافضی ہو گئے ہو تو میں (امام شافعی) نے کہا ہرگز نہیں رفض میرے دین اور میرے اعتقاد میں شامل نہیں ہے۔

لکن تولیت غیر شک	خیر امام وخیر ھاد

لیکن اس میں شک نہیں ہے کہ میں بہتر امام اور بہتر ہادی سے تولا (محبت) رکھتا ہوں۔

ان کان حب الوصی رفضا	فاننی ارفض العباد

اگر وصی (وصیٔ رسول اللہ امیر المومنین علی علیہ السلام) سے محبت رکھنا رافضیت ہے تو میں تمام بندوں سے زیادہ رافضی ہوں۔

امام شافعی کا تقیہ

امام شافعی کا تبرا و تولا غور طلب ہے۔ اب امام صاحب کا تقیہ ملاحظہ فرمایئے۔

صاحب تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی ناقل ہیں کہ امام شافعی سے جب دریافت کیا گیا کہ آپ اہل بیتؑ اطہار سے تولا رکھتے ہیں تو انہوں نے فرمایا:

وما زال کتمانیک حتی کاننی	برد جواب السائلین لاعجم
واکتم ودی مع صفاء مودتی	لتسلم من قول الوشاۃ واسلم

یعنی بات کو ہمیشہ چھپاتے رہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں سوال کرنے والوں کے جواب دینے سے گونگا ہوں۔ میں اپنی محبت (اہلبیت کے لئے) کو اپنی مودّت کے خلوص وصفائی کے ساتھ پوشیدہ رکھتا ہوں۔ تاکہ چغل خوروں (دشمنانِ اہلبیتؑ) سے امن وسلامتی میں رہوں۔

(محفوظ رہوں)

امام شافعی کا برملا اظہار اور اعلانِ عام

امام شافعی تقیہ سے باہر آکر اعلان کرتے ہیں کہ:۔

ان کان رفضاً حب آل محمد　　فلیشھد الثقلان انی رافض

اگر آلِ محمدؐ سے محبت رکھنا رفض ہے تو میں (شافعی) دونوں جہانوں کو گواہ کرکے اعلان کرتا ہوں کہ میں رافضی ہوگیا ہوں۔

پس ہم نے امام شافعی کے اشعار کی تشریح خود ان ہی کے کلام سے پیش کرکے ثابت کردیا کہ شافعی کے نزدیک اہلبیتِ رسولؐ، آلِ نبیؐ اور مستحق درود آلؑ وہ ہی ہستیاں ہیں جو معصوم ہیں۔ جن پر درود بھیجنے کا حکم قرآن وحدیث میں ہے۔ ان ہستیوں کی محبت پر نواصب رافضی ہونے کا اتہام باندھتے ہیں۔ اور چونکہ ازواج کی محبت پر کسی نے کسی کو رافضی نہیں کہا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ شافعی کے نزدیک حقیقی اہلبیتؑ یا آلِ محمدؐ وہی ہستیاں ہیں جن کی محبت رکھنے پر مخالفین رافضی نام دھرتے ہیں اور یہ ذوات آلِ اطہار علیہم السلام ہی ہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت ان پر ہر نماز میں درود بھیجتی ہے۔ امام شافعی سے قبل یہ بات حضرت عمر بن خطاب سے بھی مروی ہے کہ:۔

حضرت عمر کا قول

نماز نہیں ہوتی مگر قرأت اور تشہد سے اور نبی اور آلِ نبی پر درود پڑھنے سے۔

کاش مسلمان محمد وآلِ محمد علیہم السلام کو اپنے لئے نمونہ بنائیں کہ ان کے نقشِ قدم پر چلنے سے تمام گمراہیاں دُور ہوسکتی ہیں۔ یہی فلاحِ کونین کا واحد راستہ ہے۔

"مسلم خواتین سے اپیل"

میں اپنی قوم کے نصف بہتر (مسلم خواتین) سے خاص طور پر اپیل کروں گا کہ وہ آلِ محمدؐ (ازواجِ مطہراتؓ) کی سیرت کو عموماً اور آلِ محمدؐ میں بھی سب سے افضل اور شہرِ علم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخدّرہ سیدہ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اسوۂ حسنہ کو خصوصاً اپنے لئے مشعلِ راہ بنائیں۔ کیونکہ جیسا آپ نے ابھی پڑھا کہ جس طرح مردوں کے لئے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسوۂ حسنہ ہیں اسی طرح خواتین کے لئے آلِ محمد (ازواجِ مطہراتؓ) اسوۂ حسنہ ہیں۔ اور درود شریف میں محمدؐ کے ساتھ آلِ محمدؐ (ازواجِ مطہراتؓ) کا تذکرہ کرنے میں ایک نکتہ یہ بھی ہے۔ اللھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمدؐ"

(حقیقی اہلبیتِ رسولؐ صفحہ ۲۸)

مومنات سے استدعا

گدائے آستانۂ آلِ محمدؐ ایمان دار خواتین سے استدعا کرتا ہے

کہ وہ آلِ محمد علیہم السلام کی سیرت کو مشعلِ راہ بنائیں۔ اور روحِ اہلبیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدۃ النساء العالمین، صدیقۃ الکبریٰ خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے اسوۂ حسنہ سے فیضِ ہدایت حاصل کریں۔ کیونکہ کائنات میں نوعِ تانیث میں آپ سے بڑھ کر اکمل و جامع نمونہ ہدایت کوئی خاتون نہیں ہے۔ ان کے والد سید المرسلین، ان کے شوہر سید الوصیینؑ، ان کے فرزند سید الشبابؑ اہل الجنۃ ہیں۔ عورت کا دائرہ بیٹی، بیوی اور ماں کے رشتوں میں مرکوز ہے۔ اور سیدہ طاہرہ ان تینوں حیثیتوں سے کائنات کی ہر عورت سے من کل الوجوہ افضل ہیں۔ چنانچہ خود شہنشاہِ شہرِ علم کی ایک حکم بی بی عائشہ نے اعتراف کیلئے کہ حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں میں سب سے زیادہ محبت فاطمہؑ سے کرتے تھے۔ ترمذی میں روایت ہے کہ:۔

عن جمیع عن عمیر قال دخلت مع عمتی علیٰ عائشۃ فقالت ای النّاس کان احب الیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قالت فاطمۃ فقیل من الرجال قالت زوجھا
(ترمذی)

(مشکوٰۃ شریف جلد سوم صفحہ ۲۷۸-۲۷۹ فضائلِ اہلبیت)

جمیع بن عمیر کہتے ہیں کہ وہ اپنی پھوپھی کے ہمراہ حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے ان سے پوچھا کس سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبت تھی۔ حضرت عائشہ نے کہا فاطمہ سے پھر میں نے پوچھا اور مردوں میں بی بی صاحبہ نے جواب دیا ان کے شوہر (علیؑ) سے۔

پس چونکہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "ناس" کے لئے اسوۂ حسنہ ہیں۔ لہٰذا ان کی اتباع کا تقاضا ہے کہ بی بی عائشہ کی صداقت پر اعتبار کیا جائے اور فاطمہؑ و شوہرِ فاطمہؑ" دونوں محبوبِ خدا کے محبوبوں سے محبت بھی کی جائے۔ محبت اطاعت کا بھی مطالبہ کرتی ہے درود شریف میں یہ بھی نکتہ ہے ہم اس دعا میں محمد و آلِ محمد کی قربت حاصل کرنے کی نیک خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔ کیونکہ "صل" کے ساتھ ملانے کو بھی کہا جا سکتا ہے۔

واضح ہو کہ ہدایت کاملہ کے لئے عصمت و طہارت ضروری ہوتی ہے۔ "صل" میں بھی یہ معنی موجود ہیں۔ پس چونکہ بعد از نبیؐ عورتوں میں معصوم جناب سیدہؑ ہیں۔ اور ازواج کو یہ شرف حاصل نہیں لہٰذا بی بی پاک ہی عالم نسواں کے لئے مکمل اسوۂ حسنہ ہیں۔

باب دوم

"دوازدہ مطہراتؓ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارہ گھر والیوں کی مختصر سوانح"

ہمارا تبصرہ

اس باب پر ہم تبصرہ کرنے کا حق محفوظ رکھتے ہیں بظاہر اس میں بارہؓ ازواج کے سوانح بیان کرنے کا اظہار ہے لیکن دراصل یہ باب بنی امیہ کی بدنام شخصیتوں کی قصیدہ خوانی، خاندانِ نبوتؐ کی ہجو اور اپنے خود پسندیدہ ممدوح کرداروں کی ثنا خوانی ہے۔ چونکہ اصل مضمون سے ان باتوں کا کوئی واسطہ نہیں ہے، اس لیے ہم ان خارج از موضوع باتوں پر بحث کرنا معقول نہیں سمجھتے ہیں لیکن چند اشارات ضروری سمجھے جاتے ہیں۔

مثلاً طاہر صاحب نے اس باب میں محسنِ اسلام حضرت ابوطالب علیہ السلام جیسے شفیق و مربیٔ عمِ رسولؐ کی خدمات کو نظر انداز کیا ہے بلکہ ان سے انکار کیا ہے۔ اور ام ہانیؓ کے نکاح کی خواستگاری والا قصہ بطور طنز وکید دہرایا ہے۔ ہم ان سب اکاذیب کے پول کو رسالہ "ام ہانیؓ" کے جواب میں منہدم کریں گے۔

رسول مقبولؐ کی سب سے پیاری و محسنہ زوجہ حضرت ملیکۃ العرب

سیدہ خدیجہ سلام اللہ علیہا کے سوانح حیات کو بڑے عیارانہ انداز میں پیش کر کے اس باب میں بنات النبی کے متنازعہ فی الفریقین مسئلہ کو اچھالا ہے جس کا منہ توڑ جواب ہم نے اپنی کتاب "بناتِ رسولؐ کا تاریخی جائزہ" میں ہدیۂ قارئین کیا ہے۔ اسی طرح مسئلہ عقد ام کلثوم کو چھیڑنے کی کوشش کی ہے۔ جس کے تار ہم پہلے ہی اپنی کتاب "افسانۂ عقد ام کلثوم" میں دندان شکن جواب دے کر توڑ چکے ہیں۔ "صلح حسنؑ" کی حقیقت کیا ہے؟ اس پر ہماری کتاب "معاہدہ صلح حسنؑ" آ رہی ہے۔ یزید ملعون کے بارے میں مغفرت والی ام الحرام کی روایت جو بخاری میں ہے اس کا کچا چٹھا ہم پہلے ہی اپنی کتاب "چودہ مسئلے" میں کھول چکے ہیں۔ حضرت عائشہؓ جو دراصل مصنف کی کتاب کا مرکزی کردار ہیں، ہر مقام پر نمایاں نظر آتی ہیں۔ اور حسب العقیدہ ان کے حالات کو خوب بڑھا چڑھا کر بیان کیا گیا ہے۔ جن کا جواب ہماری جانب سے "وفاتِ عائشہ" نامی رسالہ میں موجود ہے۔ جسے دہرانا اس مقام پر غیر ضروری ہے۔

حضرت حفصہؓ، ام المومنین بی بی ام حبیبہؓ کے حالات بہت ہی مختصر ہیں۔ بلکہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی بجائے بنی امیہ کے سرداروں اور امیروں کے ترانے گائے گئے ہیں۔ حضرت سودہ کو صرف ۲ سطروں کا حصہ ملا ہے۔ اسی طرح بی بی زینب بنت خزیمہ کو دو سطر دی گئی ہیں۔ بی بی ام سلمہؓ کو ۱½ سطر، بی بی زینب بنت جحش کو دو سطر، بی بی جویریہ کو ۱½ سطر، حضرت صفیہ کو دو سطر، بی بی میمونہ کو ۲ سطر حصے آئی ہیں۔ البتہ حضرت ماریہ قبطیہ اور جناب ابراہیم بن محمدؐ کو ½ صفحہ میں خراجِ عقیدت پیش کیا گیا ہے۔

طاہر المکی صاحب کے نزدیک حضورؐ کی ازواج کی تعداد بارہ[۱۲] ہوتی ہے جبکہ ہماری تحقیق کے مطابق ازواجِ پیغمبر پندرہ[۱۵] تھیں۔ ان میں دو[۲] کے ساتھ عقد تو ہوا مگر جفتی نہ ہوئی۔ ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:۔

عمرہ اور شعبا دو[۲] خاتونوں سے عقد ہوا مگر ازدواجی فعل مخصوص نہ ہوا۔ بقیہ تیرہ[۱۳] ازواج النبیؐ کے نام حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا ۲۔ حضرت سودہ بنت زمعہ ۳۔ حضرت عائشہ بنت ابوبکر ۴۔ حضرت حفصہ بنت عمر بن الخطاب
۵۔ حضرت زینب بنت خزیمہ ۶۔ حضرت زینب بنت جحش۔
۷۔ حضرت رملہ ام حبیبہ بنت ابوسفیان ۸۔ حضرت ام سلمہ۔
۹۔ حضرت میمونہ بنت الحارث ۱۰۔ حضرت زینب بنت عمیش۔
۱۱۔ حضرت جویریہ بنت الحارث ۱۲۔ حضرت صفیہ بنت حیی۔
۱۳۔ حضرت خولہ بنت حکیم جنہوں نے اپنا نفس جناب رسولِ خدا کے لئے ہبہ کر دیا تھا۔ علاوہ ازیں حضورؐ کی ازواج میں دو حرم بھی تھیں۔ ایک حضرت ماریہ قبطیہ، دوسری ریحانہ قندقیہ۔

جو ازواج بوقت وفاتِ رسولؐ حیات تھیں ان کے نام یہ ہیں:
عائشہؓ، حفصہؓ، ام سلمہؓ، زینبؓ بنت جحش، میمونہؓ، ام حبیبہؓ، صفیہؓ، جویریہؓ، سودہؓ۔

علیٰ ھٰذا القیاس طاہر المکی صاحب کی تاریخ دانی کا اندازہ اسی سے کر لیا جائے کہ ان کو حضورؐ کی ازواج کی تعداد بھی صحیح معلوم نہیں ہے۔ لیکن تم انہوں نے "اہلبیت" کی حقیقت کے موضوع پر اُٹھایا ہے۔ اور بڑی بے باکی کے ساتھ تمام مورخین، محدثین اور مفسرین

کو گمراہ و ناواقف قرار دے کر اپنی خودسرائی کے گھمنڈ میں حقیقی اہلبیت کو اہل بیتِ رسولؐ سے خارج کر کے مجازی اہلبیت کو حقیقی بنانے کی کوشش کی ہے۔ یعنی حقیقت کو مجاز قرار دینے کی بھونڈی و مذموم جسارت کی ہے۔

ہماری اب تک کی ساری گفتگو طاہر المکی صاحب کی زیرِ بحث کتاب پر مرکوز رہی۔ اور ہم نے ان کی چیدہ عبارت نقل کر کے جوابی معروضات پیشِ خدمت کئے۔ اس وقت تک ہمارا دائرہ کلام محدود رہا۔ اور ہم طاہر صاحب کے وضع کردہ استدلالات کی بیخ کنی میں مصروف رہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ ہم نے پہلے جارح کے خلاف دفاعی کارروائی کر کے اس کے حملوں کو پسپا کیا۔ لیکن اپنی ذاتی رائے و تحقیق سے قارئین کو مطلع نہ کر سکے۔ لہٰذا ہم اجازت چاہتے ہیں کہ ان وجوہات کثیرہ میں سے چند ایک بطور نمونہ و بغرض غور پیش کریں۔ کہ جن کے باعث ہم ازواج نبیؐ اور اہل بیتِ رسولؐ میں فرق کے قائل ہیں۔ ان وجوہات کو ہم قرآن مجید، حدیثِ رسولؐ، عقلِ سلیم اور اجماعِ جلیل جیسے ماخذوں کی روشنی میں زیرِ بحث لا کر اپنے موقف کو پایہ ثبوت تک پہنچاتے ہیں کہ ازواج مطہرہ اہل بیتِ اطہار میں داخل نہیں ہیں۔ اور حقیقی اہل بیتِ نبوت و رسالت حضرات پنجتن پاکؑ ہیں۔ جن کی شان میں آیہ تطہیر ہے۔

ہمارا موقف اور اس کے اثبات

ثبوت ۱

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج میں سے کسی ایک بھی زوجہ محترمہ نے کسی مقام پر کبھی ایسا دعویٰ نہیں کیا ہے کہ وہ اہل بیتؑ طہار میں شامل ہیں۔ اس کے برعکس حقیقی اہل بیت رسولؐ میں داخل ہستیوں نے علانیہ ایسا دعویٰ بلند کیا ہے۔ اور اس اعزاز کو فخریہ بیان کیا ہے۔ مثلاً

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا دعویٰ!

"جناب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم ہی وہ اہل بیت ہیں جن سے خدائے عزوجل نے ظاہر و باطن کی برائیاں دور رکھیں۔"
(ذہبی بحوالہ ارجح المطالب ص۲۱۱)

حضرت حیدر کرارؑ کا مجلس شوریٰ سے خطاب

جناب شیر خدا نے مجلس شوریٰ میں لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔
"میں تم لوگوں کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم یہ علم رکھتے ہو کہ جب رسول مقبولؐ آخری خطبہ ادا فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے کہ جس کے بعد حضورؐ نے کوئی اور خطبہ نہیں دیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! میں تم میں اللہ کی کتاب اور اپنی عترت اہل بیتؑ چھوڑے جاتا ہوں۔ تمہیں چاہیے کہ ان سے تمسک رکھو تا کہ گمراہ نہ ہو

کیونکہ اللہ نے مجھے خبر دی ہے اور وعدہ فرمایا ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں گے حتیٰ کہ روز قیامت میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔ پس عمر بن خطاب اُٹھے ان کے چہرہ پر غصہ نمایاں تھا۔ اور دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول تمام آپ کے گھر میں رہنے والے؟ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ نہیں بلکہ میرے اوصیا۔ جن میں کا اوّل علی ہے جو میرا بھائی اور میرا وزیر اور میرا وارث اور میری اُمت میں میرا خلیفہ اور میرے بعد تمام اُمت، تمام اہل ایمان کا ولی ہے۔ وہ اُن کا پہلا ہے پھر میرے دونوں بیٹے حسن و حسین اور ان کے بعد اولاد حسین میں سے نو ایک دوسرے کے بعد یہاں تک کہ وہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے۔ یہ لوگ خدا کی زمین میں اس کے شہدا ہیں۔ اور اس کی مخلوق پر حجت ہیں۔ اس کے علم کے خزینہ دار، اس کی حکمت کے معدن ہیں۔ جس نے ان کی اطاعت کی۔ اس نے خدا کی اطاعت کی۔ جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ حضرت علی علیہ السلام کے اس استفسار پر تمام حاضرین نے متفقہ شہادت دی کہ واقعی ہم گواہی دیتے ہیں کہ جناب رسول خداؐ نے اسی طرح فرمایا تھا۔"

(فرائد السمطین از حافظ صدر الدین الحموینی۔ البلاغ المبین جلد ۱ ص۵۱۸)

اس کے علاوہ کئی مقامات پر حضرت علی علیہ السلام نے خود کو فرد اہل بیت ہونے کی حیثیت سے لوگوں کو جتایا۔ اور تعارف کرایا۔

زبانِ رسولؐ سے خصوصی تعارف

سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے ایک موقعہ پر حضرت علی علیہ السلام کے فیصلہ پر دادِ تحسین فرماتے ہوئے ارشاد کیا۔ اور اس ارشاد کو امام احمد بن حنبل نے یوں نقل کیا ہے۔

"خدا کا شکر ہے جس نے ہم اہلِ بیت کے درمیان حکمت کو قرار دیا۔"

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری لشرح حدیث ثقلین از زید بن ارقم)

فخرِ طہارت و نازِ عصمت سیدہ بتولؑ بنت رسولؐ کا دعوے

سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے قضیہ فدک کے موقع پر خود کو اہلِ بیت فرمایا۔ اور آپؑ حدیث کساء کی راویہ ہیں۔ جو ہم آئندہ ذرا تفصیل سے دہرا رہے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اہلِ بیت میں مرکزی حیثیت بی بی پاکؑ ہی کو حاصل ہے۔ نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ "احب اھلی الی فاطمۃ" میرے گھر والوں میں فاطمہؑ مجھے (زیادہ) پیاری ہے۔ (ترمذی و حاکم)

صحیح بخاری، ترمذی، ابوداؤد، نسائی وغیرہ میں ہے کہ وفات سے قبل جب حضورؐ نے سیدہ طاہرہ سے سرگوشی کی اور بی بی پاکؑ

رونے لگیں۔ لیکن دوسری بار کان میں کچھ کہا تو ہنسنے لگیں۔ حضرت عائشہ کے دریافت کرنے پر بعد میں بی بی پاکؑ نے فرمایا کہ حضورؐ نے ارشاد کیا تھا کہ "میرے اہلِ بیت میں تم مجھ سے سب سے پہلے ملو گی" اس روایت سے بی بی صاحبہ کا اہلبیت ہونا بزبانِ خود بگواہی ام المسلمین عائشہ بقولِ سید المرسلینؐ ثابت ہے۔

امام حسن علیہ السلام کا دعویٰ

عن حسن بن علی قال نحن اهل بیت الذی قال اللہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیذهب عنکم ... الخ۔ حضرت امام حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا۔ ہم ہیں وہ اہل بیت جن کے حق میں آیتِ تطہیر نازل ہوئی۔

(طبقات ابن سعد، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ، جلال الدین سیوطی فی الدر المنثور بحوالہ ارجح المطالب صفحہ ۶۴)

امام حسینؑ کا دعوے

محمد بن عمر بن حسن سے مروی ہے کہ ہم امام حسینؑ کے ساتھ نہر کربلا پر تھے کہ اچانک آپؑ نے شمر کو دیکھا۔ فرمایا اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا۔ رسولِ خدا فرماتے تھے کہ میں ایک چتکبرے کتے کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ میرے اہلِ بیت کے خون کو چاٹ رہا ہے اور شمر لعین مبروص تھا۔ (ابن عساکر)

اسی طرح جب امام حسینؑ نے روزِ عاشورہ اتمام حجت کی تقریر فرمائی

تو خود کو اہلِ بیتِ رسولؐ فرمایا۔ نیز اہلِ کوفہ نے جو خطوط حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کیئے ان میں امام پاکؑ کو اہل بیت کہہ کر مخاطب کیا گیا۔

المختصر اصحابِ خمسہ صلوٰۃ اللہ علیہم کے علاوہ دیگر آئمہ اہلبیتؑ نے بھی متعدد موقعوں پر خود کو اہلِ بیتِ رسولؐ فرمایا۔ اور علمائے متقدمین کی کثرت کے اعتقاد میں یہی حضرات حقیقی اہلِ بیت اطہار ہیں۔ جیسا کہ قرنِ اوّل میں ابوسعید خدری اور تابعین میں سے ایک جماعت جن میں مجاہد اور قتادہ وغیرہ ہیں ان سب کا مذہب یہ ہے کہ آیت تطہیر کے مصداق اہلِ بیتِ رسول علی، فاطمہ، حسن اور حسین ہی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں تفسیر معالم التنزیل۔

پس حقیقی اہلِ بیتِ رسولؐ کا یہ دعویٰ باتکرار اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ ازواجِ رسولؐ اور اہلِ بیت طاہرینؑ میں فرق ہے۔

ثبوت نمبر ۲
وجودِ اہلِ بیتؑ سے دُنیا قائم ہے

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متعدد احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جب اہلِ بیت اس دنیا سے اُٹھ جائیں گے تو دنیا ختم ہو جائے گی۔ اہلِ بیت ہی نزولِ بارش اور نعماتِ الٰہیہ کا باعث ہیں۔ ان احادیث کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو یہ دنیا از خود وجودِ اہلِ بیتؑ کی دلیل ہے اگر اہلِ بیت سے مراد ازواج النبیؐ ہوتیں تو پھر ان بیبیوں کی وفات کے بعد یہ کارخانہ ہست و بود فنا ہو جاتا۔ پس وہ اہلِ بیتؑ جو امانِ دنیا

ہیں وہ اور ہیں جن کا وجود اس ارضِ خداوندی پر قائم ہے۔ جبکہ بیویوں کو اس جہان سے رخصت ہوئے تیرہ سو سال گذر چکے ہیں۔ چنانچہ روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔

النجوم امان لاھل السماء فاذا ذھبت النجوم ذھب اھل السماء و اھل بیتی امان لاھل الارض فاذا ذھب اھل بیتی ذھب اھل الارض۔

یعنی ستارے آسمان والوں کی امان کا سبب ہیں۔ جب ستارے ختم ہو جائیں گے آسمان کے رہنے والے ختم ہو جائیں گے۔ میرے اہلِ بیت زمین والوں کے لئے باعثِ امان ہیں۔ جب میرے اہلِ بیت دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو دنیا میں رہنے والے بھی ختم ہو جائیں گے۔

(مناقب امام احمد بن حنبل بحوالہ معالم العترۃ صفحہ ۲۹)

پس چونکہ دنیا قائم ہے اور ازواج کا وجود اس دنیا میں نہیں ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ بیویاں حقیقی اہلِ بیت اطہار میں شامل نہیں اور اصل اہلِ بیتِ رسولؐ وہی ہیں جن کا بارہواں قائم آلِ محمدؐ ہے اور جو اس دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

ثبوت نمبر ۳
امام مہدیؑ کا اہلِ بیت میں سے ہونا

اخبارِ پیغمبرؐ میں بے شمار اقوال ہیں کہ زمانۂ آخر میں امام مہدیؑ کا ظہور ہوگا جو کہ اہلِ بیتِ رسولؐ میں سے ہوں گے۔ مثلاً ابن مسعود رضی اللہ عنہ

سے صحیح روایت ہے کہ:۔

عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ تعالیٰ ذلک الیوم حتی یبعث اللہ فیہ رجلا من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یملا الارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما۔

(اخرجہ احمد وابوداؤد وابو نعیم والترمذی قال حسن صحیح)

یعنی حضورؐ نے فرمایا اگر دنیا میں ایک دن کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اس قدر بڑھائے گا کہ اس میں میرے اہل بیت میں سے ایک مرد کو مبعوث کرے گا اس کا نام و ولدیت میرے جیسی ہوگی وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح کہ وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

سنن ابوداؤد میں ہے کہ زر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا اس وقت تک نہیں مٹے گی جب تک کہ عرب کا مالک ایک مرد میرے اہل بیت میں سے نہ ہو جائے جس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا۔

(ارجح المطالب ص ۷۲۵)

کسی ضعیف سے ضعیف قول کو بھی پیش نہیں کیا جا سکتا ہے کہ رسولؐ کی کوئی زوجہ امام مہدیؑ کی صورت میں زمانہ آخر میں ظاہر ہوگی۔ اگر بیویاں اہل بیت ہوتیں تو ضرور کوئی بیوی اس منصب پر متمکن ہوتی۔ پس "رجلا من اہل بیتی" کے الفاظ بغیر اس بات کا ثبوت ہیں کہ ازواج اہل بیت تطہیر نہیں ہیں۔

ثبوت ۴

حضرت علیؑ کی تبلیغ سورۂ توبہ کیلئے تقرری

سورۂ برأت کی تبلیغ کا یہ واقعہ آخر ذیقعدہ ۹ھ کا ہے۔ لکھا ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے حضرت ابوبکر کو موسم حج میں سورۂ توبہ کی چالیس آیات کی تبلیغ پر مامور کیا۔ لیکن حضرت ابوبکر کے روانہ ہوتے ہی جبرئیل اللہ کی طرف سے وحی لے کر نازل ہوئے کہ تبلیغ یا آپؐ خود کریں یا علیؑ چنانچہ حضورؐ نے اسی وقت حضرت علیؑ کو حضرت ابوبکر کے پیچھے روانہ کیا کہ وہ ان سے سورۂ برأت کی آیات لے کر تبلیغ کریں۔ آپؑ نے تعاقب کر کے حسب حکم نبویؐ تعمیل کی اور حضرت ابوبکر کو واپس بھیج دیا۔ حضرت ابوبکر نے رنجیدہ خاطر ہو کر بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ میرے خلاف کوئی وحی آگئی ہے؟ حضورؐ نے فرمایا مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ تبلیغ یا میں خود کروں یا میرے اہل بیت میں کا کوئی مرد کرے۔ یہ واقعہ مسلم ہے۔ اس کے راوی خود حضرت علیؑ، ابن عباسؓ، ابوسعید خدریؓ، ابن عمرؓ، ابوہریرہ، سعد بن ابی وقاص، ابورافع اور انس بن مالک ہیں۔ صحیح بخاری میں یہ واقعہ تین جگہ نقل کیا گیا ہے ہم نسائی سے حسب ضرورت عبارت نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ میرے خلاف کوئی وحی آئی ہے تو آپؐ نے جواب دیا:

"لا الا انی امرت ان ابلغہ انا او رجل من اھل بیتی"

کہ نہیں۔ لیکن مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ اس کی تبلیغ یا میں خود کروں یا میرے اہل بیت کا مرد تبلیغ کرے۔

اب سوچنے کا مقام ہے کہ اگر اہل بیت سے مراد بیوی ہوتی تو پھر

کیا رسولِ خدا نے تبلیغ کے لئے اپنی کسی زوجہ کو روانہ کیا؟ نہیں۔ بلکہ حضورؐ نے خود حضرت علی علیہ السلام کا تقرر فرما کر اہل بیت کے حقیقی معنی بتا دیئے۔ پس یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ حضورؐ کے نزدیک حضرت علیؑ اہل بیت میں شامل ہیں۔ ازواج کا اہل بیت تطہیر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ثبوت ۵

سیدہ معصومہ کا بتول ہونا اور ازواج کا فطری نجاست سے پاک نہ ہونا

آیتِ تطہیر میں بیان کردہ طہارتِ کاملہ اس امر کی مقتضی ہے کہ اس کا مصداق ہر طرح کی ظاہری اور باطنی نجاست و آلودگی سے محفوظ و منزہ ہو۔ لہٰذا اہل بیتِ تطہیر وہی ہستی ہو سکتی ہے جو ہر لحاظ سے پوری طرح پاک و مطہر ہو۔ حضرت سیدۃ النساء العالمین، صدیقۃ الکبریٰ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا بتول ہونا اس بات کا قطعی ثبوت ہے۔ بی بی پاک خاتونِ جنت اہل بیتِ طاہرین میں شامل ہیں۔ اس کے برعکس ازواج کا ہر ماہ مخصوص ایام میں پاک نہ ہونا نجاستِ ظاہری سے عدم تحفظ ثابت کر کے اہل بیت طاہرین کی فہرست سے خارج کرنے کا ٹھوس سبب بنتا ہے۔

البتول کی تشریح بزبانِ رسولؐ

حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سیدہ طاہرہ کے لقب البتول کی تشریح اس طرح ارشاد فرماتے ہیں:-

"عن علی بن ابی طالب قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سئل ما البتول فانا سمعناک یا رسول اللہ تقول مریم بتول و فاطمۃ بتول فقال البتول التی لم تر حمرۃ قط ای لم تحض فان الحیض مکروہ فی بنات الانبیاء" (مستدرک الحاکم۔ ارجح صـ ۳۰۸)

یعنی حضرت علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا گیا کہ "بتول" کے کیا معنی ہیں؟ کیونکہ ہم نے آپ کو مریم بتول اور فاطمہ بتول فرماتے سُنا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا بتول وہ ہے جس نے سُرخی کو نہ دیکھا ہو۔ یعنی اس کو کبھی حیض نہ ہوا ہو۔ کیونکہ نبیوں کی بیٹیوں پر حیض مکروہ ہے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ بالا ثابت کرتا ہے کہ حضرت سیدہ طاہرہ عورتوں کی عام فطری نجاست سے قطعی طور پر محفوظ و پاک ہیں۔ لہٰذا آیت تطہیر میں مطلوبہ طہارت آپ کے لئے ثابت ہے۔[1]

ازواج کے حیض کا بیان

حدیث کی صحیح کتابوں میں باقاعدہ "کتاب الحیض" ترتیب دی گئی ہے۔ اس میں مندرج روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ ازواج اس فطری نجاست سے منزہ نہ تھیں۔ حیض کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴿۲۲۲﴾

[1] یہ امر اس بات کی بھی دلیل ہے کہ رسولؐ کی دیگر مبینہ بیٹیاں اگر حقیقی دختران ہوتیں تو وہ بھی بتول ہوتیں جو کہ خلافِ واقعہ ہے۔

یعنی آپ سے لوگ حیض کے متعلق دریافت کرتے ہیں آپؐ کہہ دیجیئے کہ وہ نجاست ہے۔ اس لئے عورتوں سے حالتِ حیض میں الگ رہو۔ اور ان کے قریب نہ جاؤ۔ یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں۔ تو تم ان کے پاس اس طرح آؤ جس طرح تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ (سورہ البقرہ آیت ۲۲۲)

اب جب خود خداوند تعالیٰ حیض کو نجاست فرمادے تو کوئی وجہ نہیں کہ حیض کو پاک قرار دیا جاسکے۔ اب ازواج کی ماہواری کے ثبوت میں ایک روایت پیشِ خدمت ہے۔

"حدثنا اسمٰعیل بن خلیل قال اخبرنا علی بن مسہر اخبرنا ابو اسحاق ھو الشیبانی عن عبد الرحمٰن بن الاسود عن ابیہ عن عائشة قالت کانت احدانا اذا کانت حائضا فاراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یباشرھا امرھا ان تتزر فی فور حیضتھا ثم یباشرھا قالت وایکم یملک اربہ کما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یملک اربہ تابعہ خالد وجریر عن الشیبانی۔"

(صحیح بخاری۔ کتاب الحیض۔ باب مباشرة الحائض ۲۰۷ جلد اول ص ۱۹۰ حدیث ۲۹۳)

(اسناد کے لئے عربی دیکھیے) حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ ہم (ازواج النبیؐ) میں سے جب کسی بی بی کو ماہواری آتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم اس سے اختلاط کرنا چاہتے تو اس بی بی کو حکم دیتے تھے کہ اپنے حیض کی حالت میں ازار پہن لے۔ اس کے بعد اس سے مباشرت فرماتے۔ (عائشہ) نے کہا تم میں سے اپنی خواہش پر کوئی اس قدر

قابو نہیں رکھتا ہے جس قدر نبی صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم اپنی خواہش پر قابو رکھتے تھے۔

تبصرہ بر روایت

حدیث کی کتابوں میں سرتاج صحیح بخاری ہے کے بارے میں کہا گیا ہے، صحیح بخاری بعد از کتاب باری کی یہ حدیث ثابت کرتی ہے کہ ازواج النبیؐ ایام مخصوص سے محفوظ نہ تھیں یہ بات صرف طہارت کاملہ ہے جو کہ اہل بیتؑ طاہرین کی اہمیت مخصوص ہے۔

یہ روایت ازواج النبیؐ میں کی ممتاز زوجہ سے مروی ہے جن کو صدیقہ کہا جاتا ہے اور اس میں تمام بیویوں کے حائضہ ہونے کا بیان ہے جس میں خود راویہ بھی شامل ہیں۔

بی بی عائشہ کے علاوہ اس کے تمام راوی مرد ہیں جبکہ نسوانی حیا کے تقاضوں کے برخلاف مخصوص افعالِ خلوت کا بیان ہے

قرآن مجید کے حکم کہ حیض پلیدگی ہے اور ان ایام میں عورتوں سے علیحدہ رہو۔ کے خلاف خود صاحب القرآن پر یہ تہمت ہے کہ وہ ایام حیض میں مباشرت کرنے سے باز نہ آتے تھے۔ اور حیران کن بلکہ تمسخر یہ ہے کہ اس بے قابو پن کا ذکر فرمانے کے بعد حضورؐ کو اپنی خواہش پر قابو رکھنے والا کہا گیا ہے۔ اگر قابو پانا ایسا ہی ہوتا ہے تو پھر بے قابو ہونے سے ہم ناواقف ہیں۔ ہمارے خیال میں تو یہ سخت طنزیہ تمسخر ہے۔

ہم شیعانِ اہل بیتؑ یہ تصور بھی نہیں کرسکتے ہیں کہ خلقِ عظیم کا لقب پانے والے رسولؐ حکم قرآن کی مخالفت کرکے ایام ماہواری میں بے صبر ہو کر فعلِ ممنوع کا ارتکاب کریں۔ ہماری نظر میں یہ توہینِ رسولؐ ہے۔ اسی لئے اس مختصر سے تبصرہ کی ضرورت محسوس کی گئی ہے۔

بی بی عائشہ کا ایک اور بیان

صحیح بخاری میں بحالت حیض بی بی عائشہ کا حضورؐ کے سر میں کنگھی

کرنا اور بی لیکر حضورؐ اعتکاف میں ہوتے مرقوم ہے۔ اسی طرح روایت ہے کہ

(حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں

تکیہ لگا لیتے تھے جبکہ میں حائض ہوتی تھی۔ پھر آپ قرآن مجید کی تلاوت

فرماتے تھے۔ (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۸۹ حدیث ۲۹۰)

پس اس طرح کی روایات سے اچھی طرح ثابت ہوتا ہے کہ ازواج

نبیؐ حیض جیسی ظاہری نجاست سے پاک نہ تھیں۔ اس لئے وہ اہلبیت

طاہرین میں شامل نہیں کی جا سکتی ہیں۔

حقیقی اہلبیتؑ کا نجاست ظاہری سے پاک ہونا

حقیقی اہل بیت اطہارؑ کے ظاہری نجاستوں سے مکمل طور پر پاک و طاہر ہونے کی گواہی خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دی۔ یہ گواہی خود زوجۂ رسول حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی زبانی سنیئے :-

"جناب ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے متنبہ فرمایا کہ میری یہ مسجد ہر

حیض والی عورت اور ہر جنب والے مرد پر حرام ہے۔ مگر محمدؐ پر

اور اُن کے اہل بیت علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ پر۔

(اخرجہ البیہقی، طبرانی بحوالہ ارجح المطالب صفحہ ۴۱۶)

پس چونکہ بشہادت زوجۂ رسولؐ حسب ارشاد النبیؐ اہل بیت

رسولؐ تمام فطری نجاست کے عوارض سے محفوظ ہیں۔ اس لئے حقیقی

اہل بیت جو آیت تطہیر کے واقعی مصداق ہیں، صرف اہل بیت اطہار

سلام اللہ علیہم ہیں۔

ثبوت ۶

اہلبیتؑ کا صاحبانِ عصمت ہونا اور ازواج کا غیر معصوم ہونا

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے حقیقی اہل بیتؑ کے

علاوہ کسی بھی فرد نے (خواہ وہ کوئی جلیل القدر صحابی رسولؐ ہو یا کوئی

محترمہ زوجہ یا کوئی اور بزرگ ہو) معصوم ہونے کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔

نہ ہی کسی پیروکار نے اپنے کسی ممدوح کو عقیدۃً لائق عصمت مانا ہے۔

لیکن حقیقی اہل بیتؑ کو شیعہ تو رہے ایک طرف غیر شیعوں کی کثیر تعداد

نے معصوم تسلیم کیا ہے۔ اسی طرح خود رسول کریمؐ اور اہل بیت رسولؐ

کے سرخیل حضرت علیؑ نے فرمایا ہے کہ اہل بیت پر کسی بھی غیر کو قیاس

نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ حضور اکرمؐ نے فرمایا۔

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحن

اھل بیت لا یقاس بنا احد۔ (دیلمی فی الفردوس، لاخبار)

یعنی انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نے فرمایا ہم اہل بیت

ہیں ہمارے ساتھ کسی کا قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

اسی طرح حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔

عن علی قال علی المنبر نحن اھل بیت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم لا یقاس بنا احد۔

(اخرجہ ابوبکر بن مردویہ ارجح صفحہ ۴۱۶)

یعنی حضرت علی علیہ السلام نے منبر پر فرمایا کہ ہم ہیں اہل بیت رسولؐ

کہ ہمارے ساتھ کسی کا بھی قیاس نہیں ہو سکتا ہے۔

ثبوت تک

سورۂ تحریم کی آیات

ازواج کے اہلبیت سے اخراج کا ثبوت ہیں

سورۂ احزاب میں آیۂ تطہیر سے پہلے ازواج کے لئے آیت ہے کہ

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ (سورہ احزاب ۳۰)

ترجمہ:- اے پیغمبر کی بیویو! تم میں سے جو کوئی صریح ناشائستہ حرکت کرے گی اس کو دگنی سزا دی جائے گی۔

(قرآن مجید مترجم مولوی فتح محمد تاج کمپنی)

گویا ازواج نبی سے ناشائستہ افعال کے سرزد ہونے کا امکان باقی رہ گیا۔ چنانچہ سورۂ تحریم میں ہے کہ

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَكَ هٰذَا ۗ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۞ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ

مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۞ (تحریم)

اس وقت کو یاد کرو جب نبی نے اپنی ایک بی بی سے کوئی راز کی بات کہی پس جب اس نے چغلی کھائی۔ اور خدا نے یہ کارروائی نبی پر ظاہر کر دی تو اس نے کچھ بیان کیا اور کچھ سے کنارہ کشی کی۔ جب اس نے اس کو خبر دی تو اس نے کہا آپ کو اس کی خبر کس نے دی۔ فرمایا مجھے علیم وخبیر نے بتلایا ہے۔

اے دونوں بیبیو! تم دونوں توبہ کرو (تو بہتر ہے) کیونکہ تمہارے دل ٹیڑھے ہوگئے ہیں۔ اور اگر تم دونوں نے نبی پر غلبہ حاصل کرنا چاہا تو سمجھ لو کہ خدا اور جبرئیل اور صالح المومنین اور فرشتے اس کے بعد اس کے مددگار ہیں۔

(سورۂ تحریم آیت ۳، ۴)

مفسرین و مورخین کا اتفاق ہے یہ آیات حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کے لئے نازل ہوئی ہیں۔ ابن عباس کا بیان ہے کہ مجھے کافی عرصہ سے خیال تھا کہ حضرت عمر سے معلوم کروں کہ وہ دونوں عورتیں جنہوں نے رسولؐ پر غلبہ کرنا چاہا تھا اور جن کے دل ٹیڑھے ہوگئے تھے کون تھیں مگر موقع نہ مل سکا۔ اتفاقاً ایک مرتبہ سفر حج میں ان کے ساتھ ہو لیا۔ ایک دفعہ جب وہ رفع حاجت کے لئے بیت الخلا کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ ہو گیا۔ واپسی پر جب میں نے ان سے یہ معاملہ دریافت کیا تو میری بات ختم ہونے سے پہلے ہی انہوں نے جواب دیا۔ ان عورتوں سے مراد عائشہ اور حفصہ ہیں۔

(صحیح بخاری جلد ۳ صفحہ ۱۲۸ مطبوعہ مصر، صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۷۹ مطبوعہ نولکشور، نسائی جلد ۲ صفحہ ۱۰۲ وغیرہ)

چنانچہ مختصر قصہ یہ تھا کہ حضورؐ نے حضرت خدیجہ کی زندگی میں
کوئی دوسرا عقد نہ فرمایا۔ بعد میں جب اور بیبیوں کو حبالۂ نکاح میں لیا تو
آپؐ نے ہر بی بی کے لئے علیحدہ علیحدہ ایک کمرہ بنوا دیا تھا۔ اور ہر ایک کے
ہاں باری باری شب بسری فرماتے۔ دن کے وقت ہر ایک کے پاس تھوڑی
دیر کے لئے چلے جاتے۔ ہجرت کے بعد سلطان روم مقوقس نے ماریہ قبطیہ
کنیز کو آپؐ کی خدمت میں تحفۃً بھیج دیا تھا۔ آپؐ نے ماریہؓ کو ابو ایوب
انصاری کے گھر مقیم کر دیا تھا۔ رفتہ رفتہ ماریہؓ پر آپؐ اس قدر بھروسہ
کرنے لگے کہ اپنے پینے کے پانی کا انتظام بھی انہی کے ہاں رکھا۔ بلکہ حضرتؐ
کی اہم ذاتی اشیاء بھی ان کے ہاں رہتی تھیں۔ حتیٰ کہ ان کے گھر کو مشربہ ام
ابراہیمؑ کے نام سے شہرت ملی۔ اللہ کی رحمت سے کچھ عرصہ بعد ماریہؓ حاملہ
ہو گئیں۔ حضرت عائشہ و حفصہ کے حسد کی وجہ سے حضورؐ کو تشویش ہوئی۔
چنانچہ آپؐ وہیں قیام کرنے لگے۔ غرض ابراہیمؑ کی ولادت ہوئی۔ ماریہؓ کو
دودھ نہ اترا۔ حضورؐ نے ایک بکری کا انتظام کیا تاکہ ان کی پرورش ہو
سکے۔ تھوڑے ہی دنوں میں ابراہیمؑ کا چہرہ پھول کی طرح کھلنے لگا اور
تیزی سے بڑھنے لگے۔ حضرت عائشہ اور حفصہ کا آپس میں بہت سلوک
تھا۔ ایک دوسری کی ہمراز تھیں۔ دیگر زندہ ازواج ہی سے حسد نہ تھا بلکہ
خدیجۃ الکبریٰؓ مرحومہ پر فوقیت پانے کا بھی خواب دیکھا کرتی تھیں۔ چنانچہ
عموماً جب حضرتؐ ملیکۃ العربؓ کا ذکر خیر فرماتے تو ان بیویوں کو سخت
ناگوار ہوتا۔ اور اکثر جھنجھلا کر کہہ اٹھتی تھیں کہ آپؐ کیا بڑھیا کو یاد کرتے
رہتے ہیں۔ بی بی عائشہ تو بعض اوقات اس حد تک آجاتی تھیں کہ ان کے
سخت کلمات سن کر سیدہ فاطمہؓ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے تھے۔
الغرض ان دونوں بیبیوں نے آپس میں گٹھ جوڑ کر کے حضورؐ پر

قابو پانے کا فیصلہ کر لیا۔ خاوند کو بس میں کرنے کے لئے داؤ آزمائیاں
شروع کر دیں۔ مگر یہ حضورؐ کا ظرف تھا کہ آپؐ ان کی حرکات کو خاطر میں
نہ لاتے تھے۔ اور ان خانگی کشمکش و جھگڑوں میں سکوت سے کام لیتے
تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے عمدہ شہد حضورؐ کے لئے روانہ کیا۔ آپؐ نے ام سلمہؓ
یا زینبؓ کے ہاں حفاظت سے رکھوا دیا۔ اور روزانہ جا کر شہد نوش فرماتے تھے۔
ان دونوں بی بیوں کو اتنی دیر بھی وہاں بیٹھنا گوارہ نہ ہوا۔ دونوں نے
صلاح و مشورہ کر کے حضرت عائشہ نے بی بی حفصہ کو اس بات پر تیار کر
لیا کہ آج کسی ترکیب سے آپؐ کی شہد چھڑوا دی جائے تاکہ وہاں بیٹھنا
بند ہو جائے۔ چنانچہ جب حضورؐ شہد کھانے کے بعد حضرت عائشہ کے
پاس تشریف لائے تو انہوں نے ناک پر ہاتھ رکھ لیا۔ حضرتؐ نے سبب
دریافت فرمایا تو جواب دیا آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے۔ اس کے
بعد حضرتؐ حفصہ کے ہاں آئے انہوں نے بھی ایسا ہی کہا۔ آپؐ نے فرمایا
میں نے تو صرف شہد کھایا ہے۔ اس پر عائشہ بولیں کہ ضرور شہد کی
مکھیوں نے مغافیر کے پھولوں کو چوسا ہے۔ القصہ مختصر آپؐ نے حضرت
عائشہ سے راز کے طور پر فرمایا اب میں شہد نہیں کھاؤں گا۔ اس
خیال سے کہ جن بی بی کے ہاں شہد رکھا تھا ان کی دل شکنی نہ ہو یہ بھی
فرما دیا کہ اس راز کو ظاہر نہ کرنا۔ مگر بی بی عائشہ اپنی ہمراز سے راز
کہاں چھپانے والی تھیں۔ فوراً حفصہ کو خوشخبری دی کہ آج سے وہاں
کا بیٹھنا چھوٹ گیا۔

دوسرا قصہ یہ ہے کہ ایک روز اتفاقاً حضرت حفصہ اجازت لے کر
اپنے میکے چلی گئیں۔ اس رات ان ہی کی باری تھی۔ حضرتؐ جب فارغ ہو کر
گھر پر آئے اور گھر خالی ہونے کے سبب ماریہؓ کو طلب فرما لیا۔ ماریہؓ

وہیں رہیں۔ صبح حضورؐ نے اپنے فرزند ابراہیمؑ کو اپنے شانوں پر بٹھالیا۔ اور فرمانے لگے یہ مجھ سے کس قدر مشابہ ہیں۔ اس پر حضرت عائشہؓ بولیں مجھے تو کوئی مشابہت معلوم نہیں ہوتی۔ فرمایا کیا جسم میں بھی مشابہت نہیں۔ انہوں نے طنزیہ جواب دیا جو بکری کا دودھ پی کر پلے گا اس کا بدن تو فربہ اور خوبصورت ہوگا۔

یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ حضرت حفصہ غصہ میں بھری وہاں آپہنچیں ایک تو حضرتؐ کی توجہ اور چاہ پر ماریہؓ سے رشک تھا۔ اس شب کے واقعہ نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ کاندھے پر ابراہیم کو سوار دیکھ کر کریلا اور پھر نیم چڑھا ہوگیا۔ چنانچہ سخت درشتگی سے کہا۔ آپؐ نے میری عزت و حرمت کا ذرا خیال نہ کیا اور ایک لونڈی کو میرے برابر کر دیا۔ یہ کیا اندھیر ہے میرا مکان، میرا بستر اور یہ کنیز۔ اس کو آپؐ نے بہت سر پر چڑھا لیا ہے۔ حضورؐ نے بڑے تحمل سے پوچھا کیا یہ میرے اوپر حلال نہیں ہے۔ مگر باوجود سمجھانے کے ان کا پارہ کم نہ ہوا علیحدہ جاکر سرگوشی کی کہ میں تمہاری خاطر قسم کھاتا ہوں کہ آئندہ ماریہؓ سے محبت نہیں کروں گا۔ مگر دیکھو خبردار یہ راز ہے۔ اس کو کسی سے کہنا نہیں۔ کانوں کان کسی کو خبر نہ ہو۔ یہ فرماکر آپؐ باہر چلے گئے۔ مگر بی بی صاحبہ یہ راز محفوظ نہ رکھ سکیں۔ موقع پاتے ہی بی بی عائشہ کو مژدہ سُنا دیا۔

ان دونوں واقعوں کی قلعی خدا نے وحی کے ذریعہ کھول دی۔ حضورؐ کو خبر ہوگئی۔ آپؐ نے ماریہ کا قصہ اور حفصہ کا غصہ عائشہ سے بیان کردیا۔ اور شہد والا قصہ چونکہ ان ہی کا تھا لہٰذا شدتِ حیا سے اس کا ذکر نہ کیا۔ حضرت عائشہ نے تعجب سے پوچھا آپ کو حفصہ کا حال کس نے بتایا۔ حضورؐ نے فرمایا خدا نے۔

الغرض یہ آیات انہی دونوں مخدرات کی سرزنش میں نازل ہوئی ہیں۔ حضورؐ کو حکم ہوا کہ قسم کا کفارہ دے کر ماریہؓ سے تعلق باقی رکھو اور شہد بھی کھاؤ۔ اس واقعہ سے چونکہ حضرتؐ کو بی بی حفصہ سے سخت صدمہ پہنچا تھا اس لئے آپؐ نے ان کو طلاق دیدی۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے اپنے میکے کو رخصت کردی گئیں۔ اس پر حضرت عمرؓ کو بہت رنج ہوا۔ اور غصہ سے اپنی بیٹی سے کہا اگر خطاب کی اولاد میں کچھ نیکی ہوتی تو رسول اللہؐ تمہیں طلاق نہ دیتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ واقعہ اس قدر اذیت ناک محسوس ہوا کہ آپؐ نے تمام ازواج سے علیحدگی اختیار کرلی۔ اور حضرت ماریہ کے گھر ۲۹ روز تک رہے۔ حتیٰ کہ لوگوں کو شبہ ہونے لگا کہ آپ نے تمام ازواج کو طلاق دیدی ہے۔

یہ ملخص بیان مختلف روایات سے ماخوذ ہے جو کہ بخاری، مسلم، ابوداؤد، کشاف اور در منثور وغیرہ میں مندرج ہے۔ مولانا فرمان علی مرحوم اعلی اللہ مقامہٗ نے اپنے ترجمہ قرآن کے حاشیہ میں اسے درج کیا ہے۔ اور ہم نے اس کو ادیبِ اعظم مولانا ظفر الحسن صاحب امروہوی مدظلہ العالی کی کتاب رموز القرآن سے پیش کیا ہے۔ جسے مولانا موصوف نے صفحہ ۲۲۴ سے صفحہ ۲۲۹ تک نقل فرمایا ہے۔

حضرت ادیب اعظم دام برکاتہٗ فرماتے ہیں کہ

"غور کیجئے یہ سازشیں کتنی خوفناک تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا مقابلہ کرنے کے لئے پہلے تو اپنے آپ کو مددگار بنایا۔ پھر جبرئیل کو پھر صالح المومنین (علی علیہ السلام) کو پھر اپنے تمام ملائکہ کو۔ اس کے بعد کی آیات میں یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر رسولؐ تم کو طلاق دیدیں تو عنقریب ہی پروردگار تمہارے بدلے ان کو تم سے اچھی بیبیاں عطا کرے گا۔ جو فرمانبردار ہوں گی (یعنی

تم میں سے بعض فرماں بردار نہیں ہیں) اور خدا و رسول کی مطیع ہوں، سے توبہ کرنے والیاں، عبادت گذار، روزہ رکھنے والیاں بیاہی ہوئی و مطلقہ یا بیوہ و بن بیاہی ہوئی (کنواری) ہوں گی۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ صفات حضرتؐ کی بعض ازواج میں یا تو تھی ہی نہیں یا تھیں تو کم تھیں۔ اللہ کا یہ فرمانا کہ تم سے بہتر لے آئے گا اس کی دلیل ہے کہ کچھ کوتاہیاں ان میں تھیں مسلمانوں کا یہ کہنا کہ ان دونوں بیبیوں نے توبہ کرلی تھی۔ یہ ایک روایت ہے۔ جس کا تعلق ذات سے نہیں۔ اگر توبہ قبول ہوگئی ہوتی تو قرآن میں اس کا ذکر ضرور ہوتا۔ تاکہ مسلمانوں کو تسکین ہوجاتی۔ حدیث میں بھی اس کا کہیں ذکر نہیں۔ لہٰذا روایت پر صرف اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔

(رموز قرآن حوالہ مذکورہ)

یہ آیات ازواج کے اہلبیتؑ طہارت سے اخراج کے لئے قطعی ثبوت ہیں۔ اور ان ہی آیات سے ہم ازواج کا مسلم خواتین کے لئے اسوۂ حسنہ ہونے کی مخالفت کرتے ہیں۔

حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیویوں کی مثال

سورۂ تحریم ہی میں ہے کہ:۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ ۚ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ

مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ﴿۱۰﴾

خدا نے کافروں کی عبرت کے واسطے نوحؑ کی بی بی (واعلہ) اور لوطؑ کی بی بی (واہلہ) کی مثل بیان کی یہ دونوں ہمارے نیک بندوں کے تصرف میں تھیں۔ تو دونوں نے اپنے شوہروں سے دغا کی تو ان کے شوہر خدا کے مقابلے میں کچھ بھی کام نہ آئے۔ اور ان کو حکم دیا گیا کہ داخل ہونے والوں کے ساتھ جہنم میں تم بھی داخل ہو جاؤ۔

(التحریم ع ۱۲ پ ۲۸)

نوحؑ کی بی بی کا یہ حال تھا کہ کفار سے ملی ہوئی تھی۔ جب حضرت نوحؑ ہدایت کرتے تو یہ لوگوں کو گھر جاکر کہہ آتی کہ یہ دیوانہ شخص ہے۔ (ہذیان کہتا ہے) تم اس کی بات کان لگا کر سنو ہی نہیں۔ جب طوفان آیا تو یہ بدبخت بجائے کشتی میں آنے کے کفار سے جا ملی۔ اور کہنے لگی کوئی اس کشتی میں نہ بیٹھے نوحؑ خود بھی ڈوبے گا اور دوسروں کو بھی ڈبوئے گا۔[1] اور لوطؑ کی بی بی کا یہ حال تھا کہ ان جوانوں سے ملی ہوئی تھی جن کو لواطت کا مرض تھا۔ جب کوئی نوجوان حضرت لوطؑ کے یہاں مہمان آتا تو یہ فوراً ان بدمعاشوں کو خبر کردیتی۔ ایک بار جب فرشتے نوجوان انسانوں کی شکل میں قوم لوطؑ پر عذاب نازل کرنے آئے اور حضرت لوطؑ کے یہاں ٹھہرے تو اس بدبخت عورت نے فوراً ان لوگوں کو خبر کردی اور وہ سب بھاگے ہوئے آئے۔ اور حضرت لوطؑ سے کہا ان جوانوں کو ہمارے سپرد کردو۔ اور یہ قصہ قرآن میں مذکور ہے۔ آخر عذاب الٰہی ان پر نازل ہوا۔ اور وہ سب کے سب مرگئے۔

---

[1] "اہلبیتؑ کی مثال کشتی نوحؑ کی مانند ہے۔" معلوم ہوا کہ شریعت اعلیٰ ہی سے یہ رواج ہوا کہ (بعض) زوجہ کشتی نجات میں بیٹھنے سے روکا کرتی ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ جب تک نفس انسانی میں حصول نیکی کی صلاحیت نہ ہو کسی کی صحبت اس کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ خواہ نبی کی بی بی کیوں نہ ہو۔ جب عورت کا دل ٹیڑھا ہو جاتا ہے تو پھر مشکل سے سنبھلتا ہے بد طینت عورت کی مثال امیر المومنین نے ٹیڑھی پسلی سے دی ہے کہ اگر اسے زور دے کر سیدھا کرنا چاہو تو ٹوٹ جائے گی۔ اس کی حالت پر چھوڑ دو تو پہلو میں چبھتی رہے گی۔ (رموز القرآن حوالہ مذکورہ)

حضرت آسیہ کی مثال

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

خدا نے مومن کی تسلی کے لئے فرعون کی بی بی (آسیہ) کی مثال بیان کی ہے کہ جب اس نے دعا کی اے میرے پروردگار میرے لئے اپنے یہاں بہشت میں ایک گھر بنا۔ اور مجھے فرعون اور اس کی بد اعمالی سے بچا لے اور ظالم قوم سے چھٹکارا عطا فرما۔ (التحریم ع ۲ پ ۲۸)

جناب آسیہ نہایت حسین خاتون تھیں۔ فرعون نے جبراً ان کو اپنی زوجیت میں رکھا تھا۔ وہ اس کے دعوائے خدائی سے نہایت بیزار تھیں مگر نہایت صبر سے زندگی گذار رہی تھیں۔ فرعون سمجھتا تھا یہ میری خدائی پر ایمان لائی ہوئی ہیں۔ ایک دن جب کہ وہ ذکر خدا کر رہی تھیں فرعون نے ان کے ایمان باللہ کا پتہ چلا لیا۔ اس نے غضبناک ہو کر کہا تم کس کو

خدا مانتی ہو۔ اب جناب آسیہ کو تاب ضبط نہ رہی۔ فرمایا میں اس کو خدا مانتی ہوں جو تیرا اور میرا دونوں کا خالق اور معبود ہے۔ فرعون غصے میں آپے سے باہر ہو گیا اور زمین پر دے پٹکا۔ اور پتھر کی ایک بھاری سل ان کے سینہ پر رکھ دی۔ اس وقت انہوں نے خدا سے دعا کی۔ فرعون نے وہ سل ان کے سینے سے نہ ہٹائی یہاں تک کہ وہ راہی جنت ہوئیں۔

(رموز القرآن حوالہ مذکورہ)

المختصر اس بیان سے یہ مسئلہ بالکل صاف ہو گیا کہ نبی کی بیوی دشمن بھی ہو سکتی ہے اور غیر نبی کی زوجہ "بیت فی الجنۃ" کی مستحق۔

پس سورۂ تحریم کی آیت قرآنیہ سے پوری طرح ثابت ہو گیا کہ آیت تطہیر میں مطلوب طہارت کی اہلبیت کے معیار پر ازواج النبیؐ پوری نہیں اتر پاتی ہیں۔ اس لئے وہ اہل بیت اطہر میں داخل نہیں ہیں۔ خصوصاً "دلوں کا کج ہونا" ایسی باطنی نجاست ہے۔ جس کا علاج ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اس قرآنی سرزنش کی موجودگی اور توبہ و رجوع کے عدم سے ہم مجبور ہیں کہ ازواج کو اہل بیت طاہرین کی فہرست میں شامل نہ سمجھیں۔ کیونکہ اس صورت میں قرآن مجید سے ٹکراؤ ہو جاتا ہے۔ جو مسلمان کے لئے کسی بھی حالت میں درست قرار نہیں پاتا ہے۔ اس کے برعکس حقیقی اہل بیت رسولؐ کی عصمت و طہارت غیر مجروح ہے۔

ثبوت ۸

بیت زوجہ اور شیطان کا سینگ

اہل بیت حقیقی کے لئے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہمیشہ

نیک جنابؓ کا اظہار فرمایا ان کے گھر کو اونچا فرمایا کبھی ان کو معدنِ تجوید و لغت قرار دیا۔ کبھی علم و حکمت کی کان فرمایا۔ لیکن باوجود محبت و پیار کے ازواج کے لئے ایسی پیشگوئیاں اور غیبی خبریں دیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ازواج "اہل بیت الطہارۃ" کے مطلوبہ کوائف پورا کرنے کی اہلیت نہیں رکھتی تھیں۔ مثلاً ممدوحہ زوجہ حضرت عائشہؓ کے گھر کی جانب اشارہ کرکے حضورؐ نے تین مرتبہ فرمایا۔

"ھھنا الفتنۃ ثلاثاً حیث یطلع قرن الشیطان"

یہی فتنہ ہے۔ جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔ تین بار فرمایا۔
(صحیح بخاری جلد دوم ص۱۳۲ مطبوعہ مصر۔ کتاب الجہاد، المعلم ترجمہ مسلم وغیرہ)

جس کے گھر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتنہ قرار دیں اور شیطان کے سینگ برآمد ہونے کی جگہ بتائیں۔ وہ کس طرح اہل بیت ہو۔ جبکہ فتنہ قتل سے بھی شدید ہوتا ہے۔ اگر ازواج اہل بیت طہارت ہوتیں تو حضور اکرم ایسی پیشگوئی ہرگز نہ فرماتے۔

ثبوت ۹

رسولؐ پاک سے ناراضی اور انکارِ نبوت مانع طہارت کاملہ ہیں

رسولِ مقبولؐ سے ناراض ہونا اور ان کی نبوت کا انکار کرنا سببِ ضعفِ ایمان ہے۔ لہٰذا یہ امورِ شنیعہ آیتِ تطہیر میں مطلوب

طہارت کاملہ کے لئے مانع ہیں۔ لیکن کتب معتبرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بی بی عائشہؓ حضورؐ سے ناراض بھی ہوتی تھیں اور غصہ میں آپ کی نبوت کا انکار بھی کر دیتی تھیں۔ چنانچہ صاحب مدارج النبوۃ نے بخاری میں مندرج روایت لکھی ہے کہ ام المومنین عائشہؓ آنحضرتؐ سے ناراض ہو جاتی تھیں جس کا آنحضرتؐ کو بھی احساس ہو گیا۔ ایک دن فرمانے لگے تم مجھ سے ناراض بھی ہو جاتی ہو؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا واہ جب خوش ہوتی ہو تو یوں قسم کھاتی ہو "ورب رسول اللہ" (رسول اللہ کے خدا کی قسم) اور جب غصہ میں ہوتی ہو تو یوں قسم کھاتی ہو "ورب محمد" (محمدؐ کے خدا کی قسم)۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ آپ فرماتے تو صحیح ہیں ایسا ہی ہے اگرچہ غصہ کے وقت بھی میرے دل میں آپ کی محبت ہوتی ہے۔ مگر منہ سے رسول اللہ نہیں نکلتا۔[1]

(مدارج النبوۃ جلد ۲ ص۶۰۱، بخاری باب الجوز من الہجران ص۸۹۴ بحوالہ وفات عائشہؓ ص۱۱)

اس روایت پر غور کرنے سے یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ غصہ کی حالت میں بی بی صاحبہ "محمد رسول اللہؐ" کے رب کی قسم نہیں بلکہ صرف "ربِ محمدؐ" کی قسم کھایا کرتی تھیں۔

نیز کتب میں یہ بھی لکھا ہے کہ "ایک دن حضرت عائشہؓ کو غصہ آ گیا۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمانے لگیں کہ آپ کو خیال ہے کہ آپ نبی ہیں"
(احیاء العلوم ج ۲ ص۳۵ مکاشفۃ القلوب ص۲۳۸ بحوالہ الرفض واجب ص۱۹۱)

[1] مسلم شریف کی روایت میں راضی ہونے کی صورت میں ورب محمدؐ اور ناراضگی کی حالت میں ورب ابراہیم ہے۔

ایسی خطرناک صورت میں ہم اپنا تبصرہ محفوظ رکھتے ہیں۔ قارئین خود فیصلہ فرمائیں۔ ہم تو یہی دہرائیں گے۔ صاحب طہارت کاملہ ایسے اوصاف سے مبرّہ و منزّہ ہوتے ہیں۔ آپ حضرات کے علم میں ہوگا کہ صلح حدیبیہ کے معاہدہ کی قلمبندی کے موقعہ پر اہل بیت حقیقی حضرت علی علیہ السلام نے بحکم رسولؐ بھی "رسول اللہؐ" کے الفاظ حذف کرنا گوارا نہ فرمائے تھے لہٰذا خود حضورؐ نے اپنے دست مبارک سے یہ الفاظ قلمزد فرمائے۔

ثبوت نمبر ۱۰

حدیث کساء

یہ مشہور و معروف حدیث لفظی ردّوبدل کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب اہل سنت میں مرقوم ہے:-

۱۔ صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ فضائل اہل بیت النبی الجزء السابع ص ۱۳۰
۲۔ مسند امام احمد بن حنبل الجزء الاول ص ۳۳۱، الجزء الثالث ص ۲۵۹، ۲۸۵، ۱۸۱ الجزء الرابع ص ۵، ص ۱۰۷، الجزء السادس ص ۲۹۲، ص ۲۹۶، ص ۲۹۸، ص ۳۰۴، ص ۳۲۲
۳۔ نزل الابرار میرزا محمد بن معتمد خاں ص ۵ اور ص ۱۷
۴۔ تفسیر درمنثور علامہ جلال الدین سیوطی جزء ۵ ص ۱۹۹-۱۹۸
۵۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ابن عبدالبر جزء الثانی
۶۔ منہاج السنۃ، علامہ ابن تیمیہ جلد ۳ ص ۴
۷۔ مسند ابوداؤد الطیالسی الجزء الثامن ص ۲۷۴ حدیث نمبر ۲۰۵۵
۸۔ مصابیح السنۃ امام بغوی الجزء الثانی ص ۲۷۸
۹۔ ینابیع المودۃ مفتی سلیمان قندوزی ص ۲ ص ۱۰۹

۱۰۔ صحیح ترمذی ک ۴۴ سورۃ ح ۷ ک ۴۶ ب ۳۱، ۶۰
۱۱۔ اشعۃ اللمعات عبدالحق محدث دہلوی جلد ۴ ص ۳۷۸
۱۲۔ نور الابصار علامہ شبلنجی ص ۱۰۱
۱۳۔ مؤطا۔ امام مالک۔
۱۴۔ مشکوٰۃ المصابیح وغیرہ وغیرہ۔

کتب امامیہ میں یہ حدیث مبارکہ اس طرح ہے:-

روی عن فاطمۃ الزہراء قالت دخل علی ابی رسول اللہ فی بعض الایام فقال یا فاطمۃ انی لاجد فی بدنی ضعفا فقالت لہ فاطمۃ اعیذک باللہ یا ابتاہ من الضعف فقال یا فاطمۃ ایتینی بالکساء الیمانی فغطینی بہ قالت فاطمۃ فغطیتہ بہ وصرت انظر الیہ فاذا وجہہ یتلألأ نورا کانہ البدر لیلۃ تمامہ قالت فاطمۃ فما کانت الا ساعۃ واذا بولدی الحسن قد اقبل وقال السلام علیک یا اماہ فقلت وعلیک السلام یا قرۃ عینی وثمرۃ فؤادی فقال لی یا اماہ انی اشم عندک رائحۃ طیبۃ کانہا رائحۃ جدی رسول اللہ فقلت ان جدک نائم تحت الکساء فدنی منہ وقال السلام علیک یا جداہ السلام علیک یا رسول اللہ اتاذن لی ان ادخل معک تحت ہذا الکساء فقال قد اذنت لک فدخل معہ فما کانت الا ساعۃ واذا بالحسین قد اقبل وقال السلام علیک یا اماہ فقلت وعلیک السلام یا ولدی وقرۃ عینی ثم قال یا اماہ انی اشم عندک رائحۃ طیبۃ کانہا رائحۃ جدی رسول اللہ فقلت نعم یا بنی ان جدک واخاک تحت الکساء فدنی الحسین وقال السلام علیک یا جداہ السلام علیک یا رسول اللہ یا من

اخی یا رسول اللّٰہ أتأذن لی ان ادخل معک تحت هذا الکساء فقال له قد اذنت لک یا حسین فدخل معهما قالت فاطمة فاقبل عند ذلک ابوالحسن علی بن ابی طالب فقال السلام علیک یا بنت رسول اللّٰہ فقلت وعلیک السلام فقال انی اشم رائحة طیبة کانها رائحة اخی و ابن عمی رسول اللّٰہ فقلت نعم ها هو مع ولدیک تحت الکساء فاقبل نحو الکساء فقال السلام علیک یا رسول اللّٰہ أتأذن لی ان ادخل معکم تحت هذا الکساء فقال نعم قد اذنت لک فدخل علی تحت الکساء ثم اقبلت فاطمة وقالت السلام علیک یا ابتاه السلام علیک یا رسول اللّٰہ أتأذن لی ان ادخل معکم تحت الکساء قال نعم قد اذنت لک یا فاطمة فدخلت معهم فلما اکتملوا تحت الکساء قال اللّٰہ عز وجل یا ملائکتی وسکان سمواتی انی ما خلقت سماءً مبنیةً ولا ارضاً مدحیةً ولا قمراً منیراً ولا شمساً مضیئةً ولا فلکاً یدور ولا بحراً یجری ولا فلکاً یسری الا فی محبة هؤلاء الخمسة الذین هم تحت الکساء فقال الامین جبرئیل یا رب ومن تحت الکساء فقال هم اهل بیت النبوة ومعدن الرسالة وهم فاطمة وابوها وبعلها وبنوها فقال الامین جبرئیل یا رب أتأذن لی ان اهبط الی الارض لاکون معهم سادساً فقال اللّٰہ عز وجل قد اذنت لک فهبط الامین جبرئیل واقبل نحو الکساء وقال السلام علیک یا رسول اللّٰہ السلام علیک یا من اختاره اللّٰہ ان اللّٰہ عز وجل یقرئک السلام ویخصک بالتحیة والاکرام ویقول لک وعزتی وجلالی انی ما خلقت سماء مبنیةً ولا ارضاً مدحیةً ولا قمراً

منیراً ولا شمساً مضیئةً ولا فلکاً یدور ولا بحراً یجری ولا فلکاً یسری الا لاجلکم ومحبتکم وقد اذن لی ان ادخل معکم تحت الکساء فهل تأذن لی انت یا رسول اللّٰہ ان ادخل معکم فقال قد اذنت لک فدخل جبرئیل معهم تحت الکساء وقال لهم ان اللّٰہ عز وجل قد اوحی الیکم یقول انما یرید اللّٰہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا۔ فقال علی ابن ابی طالب یا رسول اللّٰہ اخبرنی ما لجلوسنا تحت هذا الکساء عند اللّٰہ تعالٰی من الفضل فقال النبی والذی بعثنی بالحق نبیاً واصطفانی بالرسالة نجیاً ما ذکر خبرنا هذا فی محفل من محافل اهل الارض وفیه جمع من شیعتنا ومحبینا الا ونزلت علیهم الرحمة وحفت بهم الملائکة واستغفرت لهم الی ان یتفرقوا فقال علی اذا واللّٰہ فزنا وفازت شیعتنا ورب الکعبة فقال رسول اللّٰہ والذی بعثنی بالحق نبیا واصطفانی بالرسالة نجیا ما ذکر خبرنا هذا فی محفل من محافل الارض وفیه جمع من شیعتنا وفیهم مهموم الا وفرج اللّٰہ همه ولا مغموم الا وکشف اللّٰہ غمه ولا طالب حاجة الا وقضی اللّٰہ حاجته فقال علی اذا واللّٰہ فزنا وسعدنا وکذلک شیعتنا فازوا وسعدوا فی الدنیا والآخرة۔

ترجمہ:۔ حضرت فاطمہ علیہا السلام سے روایت ہے۔ آپؑ فرماتی ہیں کہ ایک دن جناب رسول خدا میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا اے فاطمہؑ میں اپنے جسم میں کمزوری محسوس کرتا ہوں

میں نے کہا کہ میں آپ کی کمزوری جسم سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اے فاطمہ چادر یمانی لاکر مجھے اوڑھادو۔ حضرت فاطمہؑ کہتی ہیں۔ میں نے چادر تو انہیں اوڑھادی اور ان کے چہرے کی طرف دیکھتی رہی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ یکایک آپ کا چہرہ پورے چاند کی مانند روشن ہوگیا۔ تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اتنے میں میرا بیٹا حسنؑ آگیا اور مجھ سے کہا اے والدہ معظمہ آپ پر سلام ہو۔ میں نے جواب دیا اے نورِ چشم اور میوۂ دل تم پر بھی سلام ہو۔ حسنؑ نے کہا میں آپ کے پاس نہایت عمدہ خوشبو پاتا ہوں جیسے کہ میرے نانا رسول اللہؐ کی خوشبو ہوتی ہے۔ میں نے کہا تمہارے جدِ بزرگوار چادر کے نیچے ہیں۔ وہ چادر کی طرف گئے اور کہا کہ اے میرے نانا، رسولِ خدا آپ پر سلام ہو۔ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ اس چادر میں آجاؤں؟ رسولِ خداؐ نے جواب دیا کہ میں نے اجازت دی اور حسنؑ چادر میں آپ کے ساتھ ہو گئے۔ ذرا ہی سا وقفہ گذرا تھا کہ حسینؑ آگئے۔ اور کہا اے والدہ محترمہ آپ پر سلام ہو۔ میں نے جواب دیا کہ اے میرے فرزند، میرے نورِ نظر تم پر بھی سلام ہو۔ حسینؑ نے کہا میں آپ کے پاس نہایت عمدہ خوشبو اپنے نانا رسولِ خدا کی سی پاتا ہوں۔ میں نے کہا ہاں تمہارے نانا اور تمہارے بھائی اس چادر میں ہیں۔ حسینؑ بھی اس چادر

کی طرف گئے۔ اور کہا اے نانا! اے رسول اللہؐ جن کو خدا نے مبعوث بر رسالت فرما کر منتخب کیا ہے آپ پر سلام ہو۔ کیا آپ کی اجازت ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ اس چادر میں آجاؤں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ میں تم کو اجازت دیتا ہوں۔ پس حسینؑ بھی چادر میں اپنے نانا کے ساتھ داخل ہوگئے۔ اتنے میں ابوالحسن علی ابن ابی طالب آئے۔ مجھ کو سلام کیا۔ میں نے جواب سلام دیا۔ ابوالحسنؑ نے بھی یہی کہا کہ میں تمہارے پاس عجیب بوئے خوش اپنے بھائی اور ابن عم رسول اللہ کی سی پاتا ہوں۔ میں نے کہا ہاں۔ وہ آپ کے دونوں فرزندوں کے ساتھ اس چادر میں ہیں۔ پس علیؑ بھی اس چادر کی طرف گئے۔ اور سلام کرکے اندر چادر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ حضورؐ نے فرمایا میں نے اجازت دی۔ پس علیؑ بھی ان کے ساتھ چادر میں داخل ہوگئے۔ پھر جناب فاطمہؑ چادر کی طرف بڑھیں اور سلام عرض کرنے کے بعد کہا اے والد گرامی قدر۔ اے اللہ کے رسولؐ کیا آپ مجھے اجازت عطا کرتے ہیں کہ میں آپ سب کے ساتھ اس چادر میں داخل ہوجاؤں۔ آپ نے فرمایا ہاں اے فاطمہؑ میں نے تم کو اجازت دی۔ پس بی بی پاکؑ بھی اس میں داخل ہوگئیں۔ (بی بی فرماتی ہیں کہ) اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے میرے فرشتو! اے سمٰوٰت کے رہنے والو! میں نے نہیں پیدا کئے بلند آسمان و کشادہ زمین اور

منور چاند اور نہ درخشں سورج اور نہ گردش کناں آسمان اور نہ موجزن سمندر اور نہ رواں کشتی لیکن ان پنجتن کی محبت میں جو اس چادر کے نیچے ہیں۔ جبریئل امین نے عرض کیا اے رب! اس چادر کے نیچے کون ہیں؟ جواب ملا وہ اہلِ بیتِ نبوت و معدنِ رسالت ہیں۔ وہ فاطمہؑ ان کے باپ ان کے شوہر اور ان کے دونوں بیٹے ہیں۔ جبریئل امین نے عرض کی۔ اے رب العلمین کیا تو اجازت دیتا ہے کہ میں زمین پر جاؤں اور ان میں کا چھٹا ہو جاؤں ؟ خدا نے فرمایا میں نے تم کو اجازت دی۔ پس جبریئل نازل ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ آپ پر سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے۔ اور تحفہ تحیۃ و اکرام ارسال کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مجھے اپنے عزۃ و جلال کی قسم ہے کہ میں نے بلند آسمان، فراخ زمین، ماہِ درخشاں، خورشیدِ تاباں اور گردش کناں آسمان، بحرِ بیکراں اور رواں کشتی نہیں پیدا کیے لیکن تمہارے واسطے اور تمہاری محبت کے لیے۔ اور مجھ کو اجازت دی ہے کہ میں آپؐ کے ساتھ اس چادر میں داخل ہو جاؤں؟ جناب شاہِ لولاکؐ نے فرمایا کہ میں نے تم کو اجازت دی۔ پس جبریئل بھی ان کے ساتھ چادر میں داخل ہو گئے۔ اور کہا کہ اللہ عزّ و جل نے تمہاری طرف وحی کی ہے کہ بس اللہ کا تو ارادہ ہی یہ ہے کہ اے اہلبیت (نبوت) تم کو ہر طرح کے رجس سے اس طرح پاک رکھے جس طرح کہ پاک رکھنے

کا حق ہوتا ہے۔ اس پر علیؑ نے سوال کیا۔ کہ اے اللہ کے رسولؐ مجھے مطلع فرمائیں کہ کیا ہمارا اس چادر کے نیچے جمع ہونا خدا کے نزدیک کچھ فضیلت رکھتا ہے؟ حضورؐ نے جواب دیا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھ کو مبعوث برسالت فرمایا ہے اور اپنی رسالت کے لئے مجھے منتخب کیا ہے۔ ہماری یہ خبر زمین پر بسنے والوں کی محفلوں میں سے کسی محفل میں جس میں ہمارے شیعہ اور حبدار ہوں گے نہیں بیان کی جائے گی۔ لیکن یہ کہ ان پر رحمت نازل ہو گی۔ اور ملائکہ ان کے منتشر ہونے تک ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتے رہیں گے۔ حضرت علیؑ نے کہا ربِ کعبہ کی قسم ہم اور ہمارے شیعہ فائز ہوئے جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی مقرر کیا۔ اور اپنی رسالت کے لیے مجھے منتخب فرمایا ہماری یہ خبر زمین والوں کی محفلوں میں سے کسی محفل میں جس میں ہمارے شیعہ ہوں گے نہ بیان کی جائے گی۔ لیکن یہ کہ جو کوئی ان میں رنجیدہ و فکر مند ہو گا اللہ تعالیٰ اس کا رنج و فکر دور کر کے اس کے دل کو فرحت و انبساط عطا کرے گا۔ جو غمگین ہو گا اس کے غم کو زائل کرے گا۔ حاجت مند کی حاجت روائی کرے گا۔ اس پر حضرت علیؑ نے فرمایا بخدائے لایزال ہم اور ہمارے شیعہ فائز ہوئے۔ اور ہم کو اور اسی طرح ہمارے دوستوں کو سعادت حاصل ہوئی دنیا و آخرت میں"

یہ متبرک حدیث اور اس کا ترجمہ ہم نے اس لئے نقل کیا ہے کہ ہم نے ذاتی طور پر آزمایا ہے کہ یہ خبر خیر و برکت ہے۔ اس کی تلاوت بگڑی بنا دیتی ہے۔ اس کے ذریعے سے دعا قبول ہوتی ہے۔ رحمتِ ربانی اور کرامت خداوندی نازل ہوتی ہیں۔ رنج و غم و مصائب سے چھٹکارا ملتا ہے۔ راحت و فرحت نصیب ہوتی ہے۔ اعتبار نہ آئے تو ایمانی خلوص سے آپ بھی کسی کٹھن گھڑی پر اس کی آزمائش کر لیں۔ چنانچہ بہتوں کے بھلے کی خاطر ہم نے یہ بھلا کام کیا ہے۔

علاوہ ازیں اس حدیث سے بہت اچھی طرح ثابت ہوتا ہے کہ

ا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پنجتن پاکؑ کا رتبہ اور فضیلت اس معیار پر ہے کہ کوئی بھی مخلوق ان کا ہم پلہ نہیں ہے۔

ب۔ ان بزرگوں کی عصمت و طہارت جامع و کامل ہے۔

ج۔ آیۂ تطہیر ان ہی حضرات میں منحصر ہے۔

د۔ حضرات خمسہ ہی باعثِ ایجادِ کائنات ہیں۔

ہ۔ ان ہستیوں کے دوست ہی سعادت مند اور فائز المرام ہیں۔

جنس کو جنس پہچانتی ہے

بعض افراد اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں درود شریف کے حکم والی آیت میں صرف نبیؐ کا ذکر ہے۔ لہٰذا آل کو کیوں شامل کیا جائے؟

اس نکتہ کو یہ حدیث کما حقہٗ بڑے دلچسپ طریقے سے حل کرتی ہے۔ آیۂ درود میں "یصلون علی نبی" نہیں کہا گیا ہے۔ بلکہ "یصلون علی النبی" فرمایا گیا ہے۔ عربی گرامر سے واقف جانتے ہوں گے کہ الف۔ لام کی کئی اقسام ہیں جن میں ایک الف لام جنس بھی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں سورۃ عادیات میں ہے کہ

"اَفَلَا یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ" یعنی کیا وہ نہیں جانتا کہ جب قبروں سے مردے نکالے جائیں گے تو یہاں پر سوال سامنے آتا ہے کہ اگر صرف قبروں ہی سے مردے نکالے جائیں گے تو وہ مردے جن کو دفن نہیں کیا گیا۔ یعنی جو جلائے گئے یا بہائے گئے یا درندوں چرندوں سے کھائے گئے اور ان کو قبر میسر نہ آئی۔ وہ کیا ہوں گے؟ تو اس کا جواب یہی ہے کہ آیت میں "قبور" کے لفظ کے بجائے "القبور" استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی الف لام جنسی کے استعمال سے یہ مطلب حاصل کیا گیا ہے کہ قبر یا اس کی مثل جہاں اور جس جگہ بھی جسم انسانی مرنے کے بعد پوشیدہ ہو جائے خواہ وہ درندے کا پیٹ ہو۔ یا دریائی جانوروں کا معدہ یا ہوا وغیرہ اللہ تعالیٰ اُسے وہیں سے نکال لے گا۔ چنانچہ اسی طرح آیت صلوٰۃ میں نبیؐ پر الف لام جنسی وارد فرما کر ظاہر کیا ہے کہ نبیؐ اور ان کی جنس پر درود ہے۔ اور ظاہر ہے کہ نبیؐ کی جنس آپ کی آلِ اطہار ہی ہیں کیونکہ جس طرح نبیؐ پر صدقہ حرام ہے اسی طرح آپؐ کی آلؑ پر بھی صدقہ حرام ہے۔ جس طرح نبی معصوم و طاہر ہیں، اسی طرح آپ کی آلؑ بھی مصداق آیۂ تطہیر ہے۔ جس طرح آپؐ کی خلقت نوری ہے اسی طرح آپؐ کی آلِ پاک کی خلقت بھی نوری ہے۔ لہٰذا آپؐ کی جنس سے ہیں۔

پس آپؐ کے ساتھ آپؐ کی آلؑ پر بھی درود پڑھنا واجب ہے۔ اسی لئے حضورؐ نے کبھی ارشاد فرمایا کہ "العلی منی و انا منہ" کبھی کہا "الفاطمہ بضعۃ منی" کبھی ارشاد ہوا "الحسن منی و انا منہ" اکثر فرمایا کہ "الحسین منی و انا من الحسین"

مگر حدیث کساء کے بیان میں پنجتن پاکؑ کا ہم جنس ہونا عملاً ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ امام حسن علیہ السلام جو ظاہری طور پہنچتے ہیں۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اپنی جنس کی خوشبو پاتے ہیں اور اپنی والدہ سے دریافت فرماتے ہیں کہ "میں ایسی خوشگوار بُو محسوس کر رہا ہوں کہ جیسی میرے نانا حضورؐ کی ہو۔" اسی طرح امام حسینؑ بھی یہ خوشبو سونگھ کر اپنے نانا کی گھر پر موجودگی کا احساس فرماتے ہیں اور بعینہٖ ان کے والد جناب امیر علیہ السلام بھی اس مسحور کن خوشبو ہی سے حضورؐ کی تشریف آوری محسوس فرماتے ہیں۔

اس کے برعکس آپ نے سورۂ تحریم کی آیت میں یہ تفسیر ملاحظہ فرمائی کہ ازواج نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو محسوس نہ کی بلکہ بدبوئے مغافیر کا اتہام باندھا۔ اگر ان کی جنس ایک ہوتی تو یہ واقعات رونما نہ ہوتے۔ پس اہل بیتؑ و ازواج میں جنس کا یہ نقطہ بھی ایک باعث فرق ہے۔ کہ اہل بیتؑ کو خوشبوئے رسالت خوشگوار محسوس ہوتی ہے اور ازواج کی قوت شامہ اس خوشبو خاص کا ادراک کرنے سے معذور ہے بلکہ ان کو شہد عمدہ بھی مغافیر محسوس ہوا ہے۔

مرکزِ اہلبیتؑ اس حدیث پر غور کرنے سے یہ حقیقت بھی واضح

ہو جاتی ہے کہ اہلبیتِ حقیقی کا مرکز سیّدہ طاہرہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں۔ جیسا کہ خدا نے خود اہل بیتِ نبوّت اور معدنِ رسالت کا تعارف حضرت جبرئیل امین سے کرایا اور ان کے دریافت کرنے پر فرمایا۔

"وہ فاطمہؑ، ان کے باپؐ، ان کے شوہرؑ اور ان کے فرزندانؑ ہیں۔"

یعنی یہاں خدا نے یہ نہیں فرمایا کہ "وہ محمدؐ ہیں ان کی بیٹی ہے ان کے داماد ہیں اور ان کے نواسے ہیں۔" بلکہ نسبت تعارفی بی بی پاکؑ کو قرار دیا ہے۔ پھر حدیث میں غایت خلقتِ کائنات ۵ ہستیوں ہی کو قرار دیا گیا ہے۔ اور جبرئیلؑ نے خصوصاً التماس کی ہے کہ میں ان میں کا چھٹا ہو جاؤں۔ یہاں پر اہتمام خاص یہ ہے کہ جبرئیلؑ اللہ تعالیٰ سے اس اجتماع میں شرکت کی اجازت کے باوجود اذنِ پیغمبرؐ حاصل کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں اور بلا اجازت چادر میں داخل نہیں ہوتے۔ حالانکہ اکثر وحی لاتے وقت جبرئیلؑ کا حضورؐ سے اجازت لینا کتب میں نایاب ہے۔ امین فرشتے کا داخلے کے لئے اجازت لینا سیّدہ طاہرہؑ کی فضیلتِ اعلیٰ کو ظاہر کرتا ہے۔

حدیث کے یہ الفاظ "وقال لھم ان اللہ عزوجل قد اوحی الیکم یقول انما یرید اللہ لیذھب۔۔۔۔" جو جبرئیلؑ نے چادر میں داخل ہو کر کہے قابلِ غور ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ "اور ان سے کہا کہ اللہ عزوجل نے تم پر وحی کی ہے کہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم۔" "لھم" اور "الیکم" ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے چادر کے اندر موجود پنجتنؑ کو "اہلبیتِ طہارت" قرار دیا ہے۔ اور حاضر جمع کے

صیغے میں کلام کیا ہے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ اس حدیث کی راویہ حضرت فاطمۃ البتول ہیں۔ جو بظاہر اپنے گھر میں موجود ہیں اور چادرِ تطہیر میں داخل ہو گئی ہیں۔ لیکن جیسے ہی یہ پانچوں حضرات چادرِ یمانی میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ اللہ عرش پر ملائکہ اور سکانِ سموات سے خطاب کرتا ہے کہ میں نے یہ کائنات پنجتن پاک کی محبت میں خلق کی ہے۔ اور جبرئیلؑ ان پانچوں کا تعارف حاصل کرنے کا سوال بارگاہِ الٰہی میں کرتے ہیں۔ جواب پاتے ہیں اور نیچے چادر تک آتے ہیں۔

خبر کا یہ حصہ ذہن میں سوال پیدا کرتا ہے کہ راویہ تو فرش پر ہے اور خبر عرش کی ہے۔ انہوں نے کس طرح معلوم کیا؟ تو یہ بیان دراصل سیدہؑ کے علم وہبی کی دلیل ہے جو عصمت و طہارت کا خاصہ ہوتا ہے۔ جبکہ غیر اہل بیت طہارت ازواج کے بارے میں آپ نے سورۂ تحریم کی آیات کے بیان میں معلوم کیا کہ جب نبی کا راز نبی کی بیوی نے فاش کر دیا اور حضورؐ کو یہ وعدہ خلافی معلوم ہوئی تو پوچھا گیا کہ آپ کو کس نے بتا دیا؟ آپؐ نے فرمایا اللہ نے۔ چونکہ جنس پرائی تھی حقیقی معرفت نہ ہو پائی۔ پس اہل بیتؑ و ازواج میں یہ بھی بہت بڑا فرق ہے کہ اہل بیتِ حقیقی عرش و فرش کی باتوں سے واقف ہوا کرتے ہیں۔ جبکہ ازواج عرش تو دُور ہے فرش کی باتوں سے بھی بے خبر رہیں۔

پس یہ عظیم الشان حدیث جو فریقین کے ہاں مستند حوالوں سے مسلّم ہے اور اس کے راویوں میں خود ازواج بھی شامل ہیں۔

دلیل ہے کہ اہل بیت اطہار اور ازواج میں فرق ہے۔

تلک عشرۃ کاملۃ

مُنہ مانگا انعام پایئے

المختصر ہم نے دس اثبات پیش کیے کہ جن سے حقیقی اہل بیتؑ اطہار اور ازواج میں فرق ظاہر کیا گیا۔ اب ساری بحث کو سمیٹتے ہوئے آخر میں صرف ایک گذارش کرتے ہیں۔

جو شخص اس بات کا قائل ہے کہ حقیقی اہل بیت رسولؐ اُن کی ازواج ہیں۔ وہ کتب صحاح ستہ میں کوئی ایک حدیث نبوی ایسی تلاش کر کے پیش کر دے جس کی راویہ کوئی اُم المسلمین ہوں اور اس میں لکھا ہو کہ

"میری ازواج اہلبیتِ طہارت ہیں اور آیۂ تطہیر ازواج النبیؐ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔"

اگر کوئی ایسا قول مل جائے تو اسناد کے ساتھ مع مکمل حوالہ سامنے لا کر منہ مانگا انعام حاصل کیجیے۔

بصورت دیگر مدعی سست گواہ چست والا معاملہ ہوگا۔ خواہ مخواہ من گھڑت مسائل میں اُلجھا کر عوام الناس کا قیمتی وقت ضائع نہ کریں۔ ازواج کو اُن کے مرتبے پر رکھیں اور اہلبیتؑ کے مراتب پر غاصبانہ حملے کر کے رسولِ مقبولؐ کو روحانی اذیت نہ دیں۔

ایک شبہ اور اُس کا ازالہ

کچھ عرصہ قبل جھنگ کے ایک کرم فرما جناب سید طاہر حسین نقوی نے احقر سے خط و کتابت کا سلسلہ پیدا فرمایا۔ آپ نے حضرت ابوطالب بن عبدالمطلب علیہما السلام کی عصمت پر قلم اُٹھایا۔ ان کا موقف یہ تھا کہ جناب ابوطالب معصوم ہیں۔ احقر نے عقائد و کلام سے سطحی طور پر اپنے معروضات ان کی خدمت میں روانہ کئے۔ اور وعدہ کیا کہ ہم اس موضوع کو اپنی زیرِ نظر کتاب میں تفصیل سے پیش کریں گے۔ لیکن طاہر المکی صاحب کی کتاب میں حضرت اُم ہانی کے قصۂ نکاح کے تذکرہ سے ہمارا ارادہ بدل گیا ہے۔ ہم ایمانِ ابوطالبؑ اور ایثارِ ابوطالبؑ کے جملہ پہلوؤں پر گفتگو کر کے محسنِ رسولؐ اسلام کے کارہائے نمایاں کو اپنی اس جیسی کتاب میں ہدیۂ قارئین کریں گے۔ تاہم طاہر حسین صاحب موصوف کی تشفی کے لئے اپنے خیالات کا اعادہ کرتے ہیں کہ وہ "عصمت و طہارت" جو آیتِ تطہیر میں مطلوب ہے، نصی اعتبار سے جناب ابوطالبؑ کو حاصل نہیں ہے تاہم محفوظ عن الخطا ہونا اور مجازاً معصوم ہونا میرے نزدیک آپؑ کے لئے جائز ہے۔

اسوۂ حسنہ، نمونۂ عمل

اہلِ مذاہب اور لامذہب حکمائے اخلاقیات کے نزدیک "عمل" ہی انسانی زندگی کا ماحصل قرار پاتا ہے۔ دورِ جدید میں بھی تعلیم و تربیت کا اصل مقصد کیریکٹر سمجھا جاتا ہے۔ صحیح عمل کیا ہے اس بحث پر بے شمار

مباحثے ہوتے رہتے ہیں۔ مذہبی دنیا میں عمل کی تعبیر صراطِ مستقیم پر چلنا ہے۔ صراطِ مستقیم کا ملخص فلسفہ یہ ہے کہ ایسا طریقۂ عمل جس سے کسی دوسرے پر ظلم نہ ہو۔ اسلام میں ظلم کی بہت مذمت کی گئی ہے۔ ظالم کو ملعون کہا گیا ہے۔ حتیٰ کہ شرک کو ظلمِ عظیم کہا گیا ہے۔ ظلم کیا ہے۔ علم مفہوم یوں سمجھ لیں مال و دولت، حکومت و اقتدار، عزت و عظمت، طاقت و اختیار میں جو حق جس کا ہے وہ اس کو نہ دیا جائے۔ یہی ظلم ہے۔ یا یہ کہ کسی چیز کو اس کے اصل مقام سے ہٹا دینا اور کسی شے کو ایسی جگہ پر رکھ دینا جو اس کے لئے موزوں نہ ہو۔ پس ہدایت کے لئے نمونۂ عمل اور اتباع کیلئے اسوۂ حسنہ وہی حضرات ہو سکتے ہیں جن کی سوانح حیات میں ظلم کا تذکرہ نہ ملے۔ اور مسلمانوں کی تاریخ میں حقیقی اہل بیت رسول علیہم السلام کے افراد کے سوا کوئی ایک بھی ایسا نمونہ نہ مل سکے گا جس کی پوری زندگی ظلم سے بری ہو۔ پس چونکہ اہل بیت نبوت اور معدنِ رسالت ہم جنس پیغمبرؐ ہیں۔ معصوم ہیں مظلوم ہیں۔ خاطی و ظالم نہیں ہیں۔ لہٰذا دنیا کیلئے بہترین نمونۂ عمل اور اسوۂ حسنہ ان ہی کی ذواتِ طاہرہ ہیں۔ طاہر المکی صاحب نے جن خواتین کی پیروی کرنے کی دعوت دی ہے اور جنہیں اسوۂ حسنہ پیش کیا ہے۔ اُن کی زندگیوں میں وہ نقوش بہت مدھم ہیں جو کہ صراطِ مستقیم پر چلنے کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔

جس بی بی کو طاہر المکی نے خصوصی طور پہ نمونہ پیش کیا ہے خود اُن بی بی کی روایت سے ایسی لغو اور مزخرف روایات کتب صحاح میں لکھی گئی ہیں جو شریعت اسلام کے خلاف اور اہلبیت کے دامنِ طہارت سے کوسوں دور ہیں۔ اور ان بے ہودہ واقعات کو دیکھ کر

کسی دل میں اس بی بی کی عظمت کا قائم رہنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ ہم ان مکروہ باتوں کو دہرانا پسند نہیں کرتے ہیں۔ ناچ و رنگ و گیت و سنگیت کے شوق، قصے کہانیوں سے دلچسپی، توہم پرستی، بچپنا وغیرہ تو سب ہے ایک طرف ہماری ثقافت میں عورت کے لئے امورِ خانہ داری پردہ ستر میں رکھنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اور ان امور میں پکوان کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ کھانا اچھا نہ پکانے والی عورت کو پھوہڑ سمجھا جاتا ہے چنانچہ سنن ابو داؤد کے باب حسن القصد میں روایت ہے کہ بی بی عائشہ دیگر بیبیوں کے مقابلہ میں کھانا اچھا نہیں پکا سکتی تھیں۔ اسی طرح لگائی بجھائی کی عادت مذموم سمجھی جاتی ہے لیکن حاکم نے مستدرک میں لکھا ہے کہ بی بی صاحبہ میں یہ عادت اس حد تک تھی کہ ماں اور باپ میں کٹ پھٹ کروانے سے دریغ نہ تھا۔ لہٰذا اس حرکت پر اپنی والدہ ام رومان سے پٹائی ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ لاتعداد اخلاق سوز واہی تباہی ....

پس جس طرح کا کردار و کیریکٹر طاہر الملکی کی مذعومہ اہل بیت کا کتابوں سے ماخوذ ہوتا ہے اگر اُن کا اتباع کیا جائے تو مغرب کی اخلاقی بے راہ روی شرم سے منہ چھپا لینے پر مجبور ہو جائے۔

ہمارے لئے کامل نمونۂ ہدایت وہی گروہ ہوگا جس کے لئے رسولؐ نے ضمانت دی کہ یہ قرآن سے جدا نہ ہوگا تا وقتیکہ دونوں اکٹھے حوضِ کوثر پر مجھ سے نہ ملیں۔ اور اگر ان سے تمسک رکھا جائے گا تو کبھی گمراہ نہ ہوں گے۔ چنانچہ فرمایا کہ:-

"میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور اپنی عترت اپنے اہل بیت۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے

الگ نہ ہوں گے حتیٰ کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے۔ اگر تم ان کی پیروی کرو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے میرے بعد۔"

پس حقیقی نمونۂ عمل اور اسوۂ حسنہ حقیقی اہل بیت، عترتِ رسولؐ آلِ محمد علیہم السلام ہیں۔ جن میں شامل حضرت علی علیہ السلام کی پرورش و تربیت آغوشِ رسالت مآبؐ میں ہوئی۔ سیدہ طاہرہ فاطمہ زہراؑ کی پرورش سید المرسلینؐ کے سایۂ رحمت میں ہوئی۔ حسنؑ و حسینؑ اپنے نانا کی گود میں پروان چڑھے۔

یارو غضب ہے یا اندھیر! یاروں کو صرف صحبت کا فیض اصحابی کالنجوم بنا دے اور پیاروں کو حقیقی تربیت و ربوبیت بھی فائدہ نہ دے! ——— ہم تو سمجھتے ہیں کہ رسولؐ عالمین نے عالمین کے لئے دو سانچے تربیت و ہدایت کے بحکم خدا اپنے ہاتھوں سے تیار کئے۔ نوعِ اذکار کے لئے علی مرتضیٰؑ اور عورتوں کے لئے فاطمہ زہراؑ۔ ان دونوں نے مل کر بحکم خدا برضائے رسولِ خداؐ دو سانچے حسنؑ و حسینؑ کی شکل میں تیار کئے۔ جب یہ چار نمونے ہر لحاظ سے موزوں اور ہر نقص سے پاک پائے گا تو پانچوں کو یکجا کر کے رب العالمین نے اعلان کیا کہ:-

"بس اللہ کا تو ارادہ ہی یہ ہے کہ اے اہل بیت (نبوت) تم کو رجس (ہر قسم کے عیب، نقص، برائی، نجاست باطنی، پلیدگی، آلودگی نجی وغیرہ) سے اس طرح پاک (محفوظ) رکھے جس طرح کہ پاک رکھنے کا حق ہوتا ہے۔"

پس صحیح نمونۂ عمل اور حقیقی قابل اتباع اسوۂ حسنہ وہی ذات ہے

جو رجس سے پاک ہو۔ واضح رہے کہ آیت تطہیر میں صیغہ مضارع میں کلام ہے جو حال و مستقبل دونوں پر یکساں حاوی ہوتا ہے۔ اگر بیویاں اہل بیت ہوتیں تو صیغہ ماضی آتا مضارع حقیقی ہے کہ اہل بیت کا سلسلہ طہارت جاری ہے۔ اور آج بھی اس خاصانِ خاص گروہ کا فرد موجود ہے۔

پس ہم بارگاہِ قاضی الحاجات میں دستِ دعا بلند کر کے ملتجی ہیں کہ اے رب العزت! ہم سب کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اہل بیتِ اطہار کی خالص محبت اور حقیقی مودت ایسی عطا کر جیسے تو پسند کرتا ہے۔

ان شموسِ ہدایت کی پیروی و اتباع کرنے کی توفیق بخش۔ ان کا پیغام نشر کرنے کی استطاعت دے۔ اور روزِ حشر ان کی شفاعت کا سایۂ عاطفت نصیب کر۔ (آمین)

شکر اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر

رب صلِ علیٰ محمد و آلہٖ

والسلام علیکم